www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المرشد
لاہور

جنوری 2001ء

خیمہ بستی کی اذاں
ایوانِ سلطنت تک

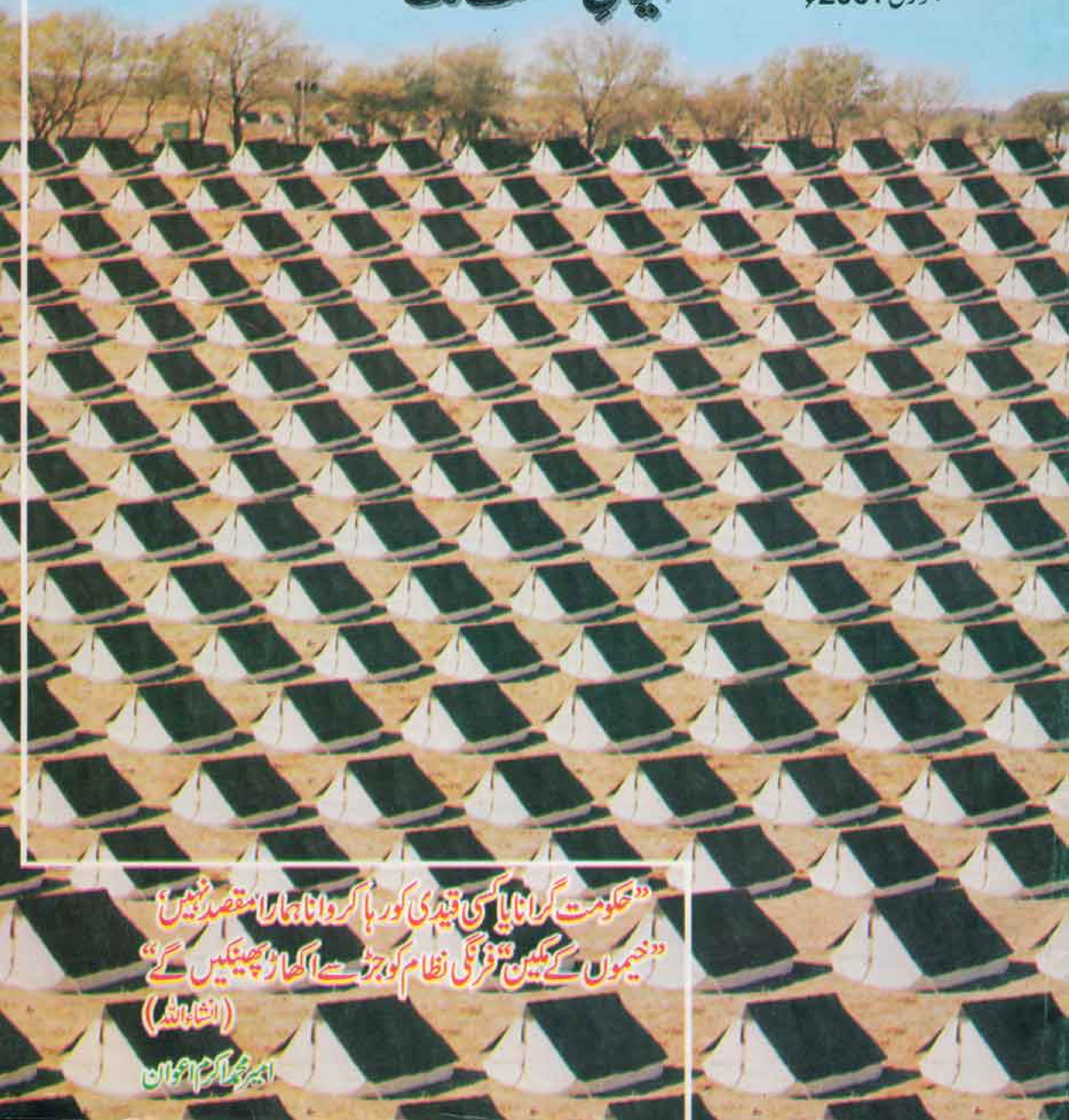

"حکومت گرانا یا کسی قیدی کو رہا کروانا ہمارا مقصد نہیں"

"خیموں کے مکین "فرنگی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے"

(انشاءاللہ)

امیر محمد اکرم اعوان

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ
ناظم اعلیٰ: کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین نشرواشاعت: چوہدری غلام سرور

جنوری 2001
جلد نمبر 22 شمارہ نمبر 6

اس شمارے میں

1	نفاذ اسلام کیلئے		
	حکومت اور الاخوان کے درمیان معاہدہ (اداریہ) محمد اسلم		4
2	اللہ کی راہ میں خیمہ زنی	امیر محمد اکرم اعوان	6
3	نفاذ اسلام خیمہ بستیوں سے	امیر محمد اکرم اعوان	9
4	حقیقی اسلام کا نفاذ	امیر محمد اکرم اعوان	13
5	بنائے تنظیم الاخوان.....و.....منزل مقصود	امیر محمد اکرم اعوان	18
6	یہ کربلا نفاذ اسلام تک جلتی رہے گی	امیر محمد اکرم اعوان	30
7	تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے	امیر محمد اکرم اعوان	37
8	کلام شیخ	سیماب اویسی	43
9	میدان بدر اور رمضان	امیر محمد اکرم اعوان	45
10	قافلے دل کے چلے	الطاف قادر گھمن	49
11	شریعت یا شہادت	امیر محمد اکرم اعوان	52
12	نصر من اللہ وفتح قریب	امیر محمد اکرم اعوان	57
13	میں انہیں جانتا ہوں	ہارون الرشید	60
14	موت کی بیعت	خورشید ندیم	62
15	موت کی بیعت	امیر محمد اکرم اعوان	63

مدیر ـــــ چوہدری محمد اسلم
نائب مدیر ـــــ الطاف قادر گھمن
سرکولیشن مینجر ـــ رانا جاوید احمد
کمپیوٹر گرافکس ـ اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3
قیمت 20 روپے

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 سٹرلنگ پاؤنڈ	130 سٹرلنگ پاؤنڈ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	400 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 امریکن ڈالر	300 امریکن ڈالر
مشرق وسطیٰ کے ممالک	90 سعودی ریال	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

رابطہ آفس ـ دار العرفان، عقب عبد اللہ پورویگن سٹینڈ، ریلوے کالونی، فیصل آباد ـ فون 542284
ناشر پروفیسر حافظ عبد الرزاق انتخاب جدید پریس لاہور 6314365
ہیڈ آفس ـ ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور ـ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اسرار التنزیل

امیر محمد اکرم اعوان کے ایمان افروز قلم سے لکھی گئی تفسیر "اسرار التنزیل" قرآن پاک کی روح کو سمجھنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ تصوف کے حوالے سے آیات کی تفسیر بڑے خوبصورت انداز سے کی گئی ہے۔ صاحب تفسیر نے بالکل سادہ انداز سے لکھا ہے۔ تفسیر کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

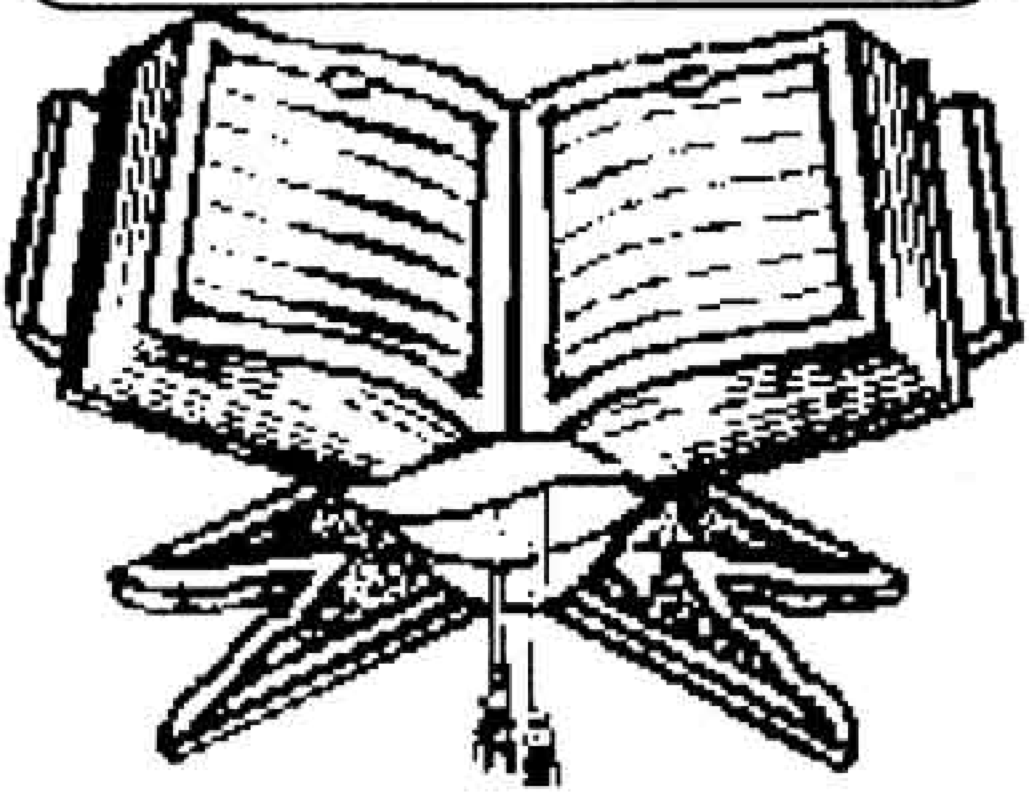

تقدیر اور تدبیر

وہی ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ انسان اگرچہ اسباب کو اختیار کرنے کا مکلف ہے۔ اور ناجائز ذرائع کے مقابل جائز اور حلال ذرائع اختیار کرنا ہی اسے زیب دیتا ہے مگر یہ اسباب وذرائع موثر بالذات نہیں ہوتے بلکہ ان میں اثر پیدا کرنا اور ان سے نتیجہ برآمد کرنا یہ اللہ کا کام ہے اور وہی نظام عالم کے تمام امور کی تدبیر فرماتا ہے اور بے شمار دلائل نظام عالم میں بھی اس نے نہایت تفصیل کے ساتھ سمو دیئے ہیں کہ ان سب سے سبق حاصل کر کے انسان یہ یقین کر سکے کہ اسے اپنے مالک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ کہ جب نظام عالم کے ہر کام کا ایک انجام ہے تو حیات انسانی کا بھی یقیناً ایک انجام ہوگا۔ اس کی قدرت کاملہ کو دیکھو زمین کو بچھا دیا اگرچہ کرہ ہے مگر ہر جگہ سے اور ہر طرف سے بچھونا بنی ہوئی ہے۔ پھر اس پر بڑے بڑے پہاڑ کھڑے کر دیئے جو زمین کے توازن قائم رکھنے کی خدمت کے ساتھ اپنی چوٹیوں پر برف کی صورت میں پانی کا شفاف سمندر لیے کھڑے ہیں اور یوں ان سے دریا' ندیاں اور چشمے پھوٹتے ہیں جو زمین سے طرح طرح کی روئیدگی اور بہترین پھلوں کے پیدا ہونے کا سبب بنتے ہیں اور اس نے ہر ہر پھل میں رنگا رنگی پیدا کر دی۔ ایک ہی شاخ پر لگنے والا پھل کھٹا بھی ہے اور میٹھا بھی۔ نیز پھلوں کی اس قدر اقسام پیدا فرما دیں کہ شمار ناممکن' انسانی بس میں نہیں ہے کہ صرف گن ہی لے اور ان میں نر و مادہ پیدا فرمائیے کہ نر کے اجزا مادہ پودے تک پہنچیں تو پھل دیتا ہے اور ایسا قادر ہے کہ دن کے اجالوں پر رات کی سیاہ چادر ڈال دیتا ہے۔ دن کے باعث الگ نعمتیں تقسیم ہوتی ہیں اور شب کا آنا دوسری طرح کے انعامات بننے کا باعث بنتا ہے۔ ان سب امور میں ایسے لوگوں کے لئے جنہیں غور وفکر نصیب ہو بے شمار نشانیاں ہیں۔

ایک ہی قطعہ زمین پر مختلف اور متصل ٹکڑوں میں الگ الگ قسم کے پھل پھول بہار دے رہے ہیں زمین ایک ہے پانی ایک جیسا دیا جاتا ہے۔ مگر ہر تنکے کے ہاتھ میں الگ قسم کا پھول ہے۔ رنگ الگ' بو جدا' ذائقہ علیحدہ اور تاثیر اپنی رکھتا ہے۔ یہی حال پھلوں اور اجناس کا ہے کہ ایک ایک کھیت میں ایک ہی پانی سے کس قدر مختلف النوع کھیتیاں پیدا فرماتا ہے اور ایک ایک باغ میں کس قدر مختلف النوع پھل' کہیں انگور کی بہار ہے تو دوسری جگہ کھجور جیسے تناور درخت کھڑے ہیں اور ہر ہر پھل ہر ہر غلے کی تاثیر جدا رکھ دی ہے اگر عقل سلامت ہو تو اللہ کی عظمت اور قدرت کاملہ کے یہ بہترین گواہ اور اس کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ نفاذ اسلام کیلئے حکومت اور الاخوان کے درمیان معاہدہ

منارہ ضلع چکوال کے سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان واقع تنظیم الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ اور تنظیم الاخوان کے ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے کارکنوں نے ایک خیمہ بستی آباد کی۔ امیر محمد اکرم اعوان کے حکم پر یہ لوگ یکم رمضان المبارک فیصلے سے اپنے گھر اور اہل خانہ کو چھوڑ کر ان خیموں میں مقیم ہوئے۔ یہ لوگ اپنے گھروں سے ملک میں نفاذ اسلام کے لئے نکلے تھے۔۔ سرد موسم میں پہاڑوں کے درمیان خیمے لگانے والے ان لوگوں کا کوئی ذاتی مقصد ہرگز نہ تھا۔ یہ لوگ اقتدار کے لئے نہیں' دولت کے لئے نہیں' اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلام کے لئے' ملک میں اسلامی نظام کے لئے بیٹھے تھے۔ ان کے خیمے لگانے کا مقصد کسی ایک فرد کو فائدہ پہنچانا نہیں تھا بلکہ ان کے دلوں میں پوری قوم کا دکھ تھا۔ پوری قوم کو مشکلات سے نکالنے کا جذبہ تھا۔ یہ لوگ تو پوری قوم کے مسائل حل کرنا چاہتے تھے۔ یہ لوگ اس ملک کے تمام طبقوں کو ان کے حقوق دلانا چاہتے تھے۔ غریب کو انصاف' تعلیم' صحت اور زندگی کی بنیادی ضروریات دلوانا ان کا مقصد تھا۔

خیمہ بستی کو آباد ہوئے ایک ماہ ہونے کو تھا۔ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں جب حکومت نے امیر محمد اکرم اعوان کی طرف سے وقت کے حکمران کو بھیجے گئے خط اور نفاذ اسلام کے مطالبے کا کوئی مثبت جواب نہ دیا تو امیر محمد اکرم اعوان نے اپنے جانثاروں کو حکم دیا کہ وہ اسلام آباد کی طرف مارچ کرنے کی تیاری کریں اور یوں ملک بھر سے کارکنوں کو اسلام آباد کی طرف مارچ کے لئے 26 دسمبر 2000ء کی تاریخ دے دی گئی۔ کارکنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ گلے میں قرآن لٹکائے' ہاتھوں میں تسبیح پکڑے' درود شریف کا ورد کرتے ہوئے اسلام آباد پر چڑھائی کرکے حکومت کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا اعلان کرے۔

امیر محمد اکرم نے الاخوان کے جانثاروں کی تربیت کچھ اس انداز سے کی کہ وہ نفاذ اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ انہوں نے کرلیا تھا کہ اب ملک میں شریعت نافذ ہوگی یا شہادت ان کا مقدر بنے گی۔ الاخوان کے کارکنوں کا جذبہ دیکھ کر بالآخر حکومت کو امیر محمد اکرم اعوان سے رابطہ کرنا پڑا۔ کیونکہ حکومت کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ لوگ اقتدار کے بھوکے نہیں ہیں اور اگر یہ طوفان چل پڑا تو روکنا حکومت کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ مجبور ہوکر 24 دسمبر کو وفاقی حکومت کی طرف سے ایک ٹیم منارے پہنچی۔ اس ٹیم نے چار گھنٹے تک الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان سے گفت وشنید کی۔ باہمی تبادلہ خیالات کے بعد حکومتی ٹیم نے جنرل پرویز مشرف کی منظوری سے ایک معاہدہ کیا اور ملک میں نفاذ اسلام کے لئے بنیادی نکات کو حتمی شکل دینے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ معاہدے میں طے پایا کہ نفاذ اسلام کے عملی اقدامات کے طور پر ایک قومی علماء کونسل تشکیل دے کر اسلامی اساسی ڈھانچہ تیار کیا جائے گا جو ہر شعبہ زندگی میں اسلام کے احکامات کے مطابق ایک لائحہ عمل ترتیب دے کر ملکی سطح پر نفاذ اسلام کے لئے ضروری اقدامات کرے گا۔ حکومتی نمائندگان اور تنظیم الاخوان کے درمیان بات چیت اچھے اور خوشگوار ماحول میں ہوئی۔ دونوں اطراف سے ملکی سلامتی اور ترقی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا۔ اس دوران شرکاء نے امیر تنظیم الاخوان کی امامت میں نماز ظہر ادا کی اور ملک وقوم کے لئے دعائیں کیں۔ حکومت کی طرف سے نفاذ اسلام کے لئے عملی اقدامات کے وعدے پر امیر محمد اکرم اعوان نے 26 دسمبر کو اسلام آباد کی طرف مارچ کی کال موخر کردی۔

حکومت اور تنظیم الاخوان کے رہنماؤں کے درمیان ہونے والا معاہدہ کسی کی فتح یا شکست نہیں۔ البتہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جانا چاہئے کہ اس نے حکومت کو یہ شعور دیا کہ اس نے ملک میں نفاذ اسلام کے لئے رضامندی ظاہر کی' ورنہ اقتدار کا نشہ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

آخر میں حکومت پر یہ بات بھی واضح کردینا ضروری ہے کہ وہ الاخوان کے ساتھ طے پانے والے معاہدے سے فرار کی کوشش ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ الاخوان کے کارکن ملک میں ہرصورت شریعت نافذ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حکومت مقررہ مدت میں پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھائے۔ حکومت ٹال مٹول یا کسی سیاسی چال بازی کا خیال دل میں لانے سے پہلے یہ بات ضرور ذہن میں رکھے کہ شہادت کے جذبہ سے سرشار الاخوان کے کارکن میدان میں اترنے کے لئے اپنے "امیر" کی کال کے ہروقت منتظر ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان کو حکومت کی یقین دہانی

مورخہ 24-12-2000 کو جناب ہوم سیکرٹری پنجاب اور آئی جی پنجاب پولیس نے مرکزی حکومت کے نمائندگان کے طور پر تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان و دیگر عہدیداران کے ساتھ دارالعرفان منارہ میں مذاکرات کیے۔

جس میں طے پایا کہ نفاذ اسلام کے عملی اقدامات کے طور پر ابتدائی بات چیت میں باہمی طور پر ایک قومی علماء کونسل تشکیل دیگر اسلامی اساسی ڈھانچہ تیار کیا جائے گا جو ہر شعبہ زندگی میں اسلام کے احکامات کے مطابق ایک لائحہ عمل ترتیب دیگر ملکی سطح پر نفاذ اسلام کیلئے ضروری اقدامات کرے گا۔

بات چیت اچھے اور خوشگوار ماحول میں ہوئی۔ دونوں اطراف سے ملکی سلامتی اور ترقی کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا۔ اس دوران شرکاء نے امیر تنظیم الاخوان کی امامت میں نماز ظہر ادا کی اور ملک و قوم کیلئے 27 رمضان المبارک پر دعائیں کیں۔

نتیجتاً امیر محمد اکرم اعوان نے 29 رمضان المبارک کو اسلام آباد کی طرف مارچ کی کال موخر کر دی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بندوں کو حکم دیا ہے کہ......صوم کیا ہے زمین پر رہتے ہوئے اپنے اندر اوصاف ملکوتی پیدا کرنے کا طریقہ گناہ نہ کرنا' گناہ سے بچنا' جھوٹ سے بچنا' فحش کلامی نہ کرنا' کسی کو نقصان نہ پہنچانا' پانی نہ پینا' کھانا نہ کھانا' یہ ساری خصوصیت اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا' عبادت کرنا' یہ سارے اوصاف فرشتوں کے ہیں۔ تو اپنے بندوں پر یہ کرم فرمایا کہ شیطان کو قید کر دیا۔ رمضان کے اوقات میں برکت ڈال دی۔ لاکھوں گنا ثواب' اجر کو بڑھا دیا۔ چھوٹی نیکی کو بہت بڑا کار ثواب قرار دے دیا۔ فرمایا اپنے اندر اوصاف ملکوتی پیدا کرو۔ اور کوئی لمحہ میری یاد سے غافل نہ رہو' اس لئے کہ شاید تمہیں کلام الٰہی کی لذت نصیب ہو سکے۔

کلام الٰہی میں وہ لذت موجود ہے۔ وہ حسن موجود ہے' وہ نور موجود ہے' وہ تجلیات باری موجود ہیں' کہ جن کا تم اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ تم اس بات کا اندازہ کر لو کہ جس مہینے میں یہ نازل ہوا' وہ تمام مہینوں کا سردار ہو گیا' قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ اس نبیؐ پر نازل ہوا جو تمام نبیوں کا امام ہے۔ واحد کتاب ہے جو ساری انسانیت کے لئے **ھدی للناس** نوع انسانی کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔ اتنا عظیم رسول ایک ہی بار مبعوث ہوا۔ ساری انسانیت کے لئے دعوت ایک ہی بار دی گئی۔ احکام ساری کائنات کے لئے ایک ہی بار دیئے گئے۔ اور یہ قیامت تک نافذ العمل رہیں گے' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ بھی رکھتے ہیں' نمازیں بھی پڑھتے ہیں' تراویح بھی پڑھتے ہیں' لیکن ہم کہتے ہیں کہ قرآن' اسلام اور اس کا نظام گورکھ دھندہ ہیں۔ مشکل سا کام ہے۔ ہو نہیں سکتا اس زمانے میں۔ کیوں نہیں ہو سکتا؟ دنیا کے مختلف نظام ہیں۔ مختلف معاشی نظام ہیں۔ دنیا کا سیاسی نظام مختلف ہے' اتنی بڑی طاقتوں کے نظام اس سے الگ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جب یہ نظام آیا تھا تو اس سے پہلے اللہ نے مختلف نظام اس کے مطابق کر دیئے تھے۔ پھر دنیا نے مانا تھا۔ یہ نظام تو چند خانہ بدوشوں پر نازل ہوا تھا۔ صحرانشینوں اور جھگی نشینوں پر نازل ہوا لیکن بات یہ تھی کہ انہیں اس کی سمجھ آ گئی۔ اس کا مزہ آ گیا۔ لطف آ گیا اور وہ کلام الٰہی ان کے سینوں میں نگینوں کی طرح جڑ گیا۔ ہماری طرح انہوں نے سن کر یہ نہیں کہا کہ مولانا نے وعظ اچھا کیا۔ رکوع اچھا پڑھا ہے' نہیں۔ ایک ایک لفظ ان کے دل میں اتر گیا۔ جو کبھی خانہ بدوش

> اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے لئے موسموں کی عمروں کی قید نہیں ہوتی۔ جذبے نہ عمروں کے محتاج ہوتے ہیں نہ موسموں کے

تھے' جو کبھی جاہل تھے' جو کبھی بے علم تھے' جو کبھی آوارہ گرد تھے۔ وہ ایسے بدلے کہ دنیا کے عظیم رہبر و راہنما بن گئے' ایک دنیا کو فتح بھی کیا۔ ایک دنیا کو نظام بھی دیا' اور ایک دنیا کو رشک گلزار جنت بنا دیا۔ چند لوگ تھے' صحراؤں کے باسی تھے' انہیں وہ پاکیزگی' انہیں وہ تقدس' وہ نورانیت ان کے قلوب میں در آئی۔ جس نے انہیں قرآنی لذت سے آشنا کر دیا' وہ خود ایسے شعلہ بداماں ہوئے کہ انہوں نے ایک جہاں کو آتش عشق میں پھونک دیا۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن' رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ نے اپنا کلام نازل فرمایا۔ لیکن حدیث شریف کا وہ ارشاد کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے' بڑا خوبصورت قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' دل شیطنت' باطل کی کفر کی آماجگاہ ہوں گے' اور حلق سے اوپر بڑی سر سے' بڑے سوز سے قرآن پڑھیں گے' اللہ کریم اپنے ایسے عذابوں سے' ہمیں محفوظ رکھے' آمین۔ آخرت میں بڑی نعمتیں ہوں گی۔ اور بڑی تعریف کی قرآن نے' اللہ کے رسولؐ نے جنت کی' مانگنے کا حکم دیا۔ لباس کی' کھانے کی' محلات کی' بے شمار تعریف کی پتا ہے کہ جنت میں سب سے بڑی نعمت کیا ہو گی۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہو گی کہ جنت کے ہر باسی کو اللہ کے دیدار کی سعادت حاصل ہو گی۔ سب سے بڑی نعمت جنت کی یہ ہو گی کہ درجہ بہ درجہ کسی کو کئی سال بعد' کسی کو ایک سال بعد کسی کو ایک مہینہ بعد' کسی کو ایک ہفتہ بعد جمعہ کے جمعہ' کسی کو جو ہر گھڑی سرشار ہوں گے' سب سے بڑا انعام ہو گا۔ کہ جنتی رب العالمین کے دیدار سے سرشار ہوں گے۔ سب سے بڑا انعام یہ ہے اور سب سے بڑا عذاب یہ ہو گا کہ **لا یکلمھم اللہ**۔ کہ اللہ ان سے کبھی بات نہیں کریں گے۔ آگ میں جلنا ایک طرف جہنم میں جلنا ایک طرف اتنے اندوہ ناک عذاب ہیں جہنم کے' جنہیں پڑھنے سے بدن کا رواں رواں کانپ اٹھتا ہے سب سے بڑا عذاب یہ ہو گا کہ **لا یکلمھم اللہ**۔ اللہ ان سے بات نہیں کرے گا۔ آج جو اللہ سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ کل اللہ اس سے کیوں بات کرے گا۔ اور اللہ کریم سے بات کرنا یہی ہے قرآن حکیم۔

یہ محاورہ ہے کہ حالات نے ہمیں یہاں لا کھڑا کیا۔ حالات بھی مخلوق ہیں۔ حالات نے نہیں حالات تو خود مخلوق ہیں حالات تو انسان

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

بناتے ہیں۔ انسانوں کے تابع ہوتے ہیں حالات' انسانوں سے حالات بدلتے ہیں' جہاں اچھے لوگ ہوں حالات اچھے ہو جاتے ہیں' جہاں برے لوگ ہوں۔ حالات برے ہو جاتے ہیں۔ حالات تو خود مخلوق ہیں۔ انسان سے کم تر درجے کی مخلوق ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس مالک الملک کی عظیم عطا ہے کہ اس نے اس عظیم ہستیوں کی یاد میں جو بستیوں میں خیمہ لگایا کرتے تھے۔ چند خوش نصیب کو بھی رمضان المبارک میں خیموں میں رہنے کی سعادت بخشی تو ہے۔ یہی خیمے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی تبدیلی کا سبب بن گئے۔ اس کے لئے کوئی بڑی فوجیں' لشکر نہیں آئے تھے' وہی خانہ بدوش انہی خیموں میں' اور ان کے پاس سب سے بڑی قوت کیا تھی۔ لذت آشنائی ایک ایک دل اس لذت سے سرشار تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اپنا وقت' سارا دن' اللہ کی یاد میں بسر کرو لوگ تبوک کو جب نکلے تو منافقین نے یہ کہا کہ اس گرمی میں سفر تو مناسب ہی نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا **النار اشد** وا دوزخ کی گرمی اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے لئے موسموں کی' عمروں کی قید نہیں ہوتی۔ جذبے نہ عمروں کے محتاج ہوتے ہیں' نہ موسموں کے' اور جہاں جذبہ نہ ہو وہاں بہت سی دیواریں آ جاتی ہیں۔ مدائن جب فتح ہوا۔ تو قیصر ابیض دریا کے پار تھے اسی طرح **Posh Areas** امراء کے رہنے کے لئے الگ جگہ ہوتی تھی۔ تو قیصر ابیض جس میں ایران کا حکمران مقیم تھا۔ دریا کے اس پار تھا شہر دریا کے اس پار تھا' اور دریا طغیانی پر تھا۔ فوج کو شکست ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی شاہی محلات میں' اس **Posh Areas** میں جو پہرے دار تھے' خدام تھے' ان کی تعداد اتنی تھی کہ جب وہ قصر ابیض سے بھاگا تو صرف باورچیوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔ محلات میں جو صرف باورچی تھے ان کی تعداد بیس ہزار تھی' لاکھوں سے تجاوز تھے بھاگنے والے۔ انہوں نے ساری کشتیاں دریا میں بہا دیں۔ پل توڑ دیئے' مدائن کے پاس اس طرف تو نہیں آئیں۔ حضرت حارث امیر لشکر تھے۔ جب شہر کا کنٹرول انہوں نے سنبھالا تو رات آدھی ڈھل چکی تھی' فجر طلوع ہونے والی ہے کوئی کشتی میسر نہیں ہے۔ پل توڑ دیئے گئے اور دریا ہے کہ کناروں سے اچھل رہا ہے۔ طغیانی کے دن تھے' دریا زوروں پر تھا۔ لشکر کو جمع کر کے ہاتھ اٹھا دیئے عرض کی اے اللہ۔ کہ اگر ہم اپنے لئے' اپنے

> **آج جو اللہ سے بات نہیں کرنا چاہتا کل اللہ اس سے کیوں بات کرے گا**

نفس کے لئے' اپنے گھر کے لئے لڑ رہے ہیں تو ہمیں غرق دریا ہونا چاہئے اور اگر تیری عظمت کے لئے' تیری حاکمیت کے لئے' تیرے نبی کی حاکمیت کے لئے لڑ رہے ہیں تو ہماری مدد فرما۔ اور دریا بھی تیری مخلوق ہے' اسے پھر کہہ دے کہ ہمارے ساتھ یہ کوئی جھگڑا نہ کرے۔ اور دعا کر کے آپ نے پورے لشکر کو حکم دیا کہ اتر جاؤ دریا میں' پہلے طغیانی پر تھا اب اس میں شتر سوار' گھوڑ سوار' پیادہ سوار چل پڑے۔ اور دریا کا پانی ایک بند بن گیا۔ ایرانی سپاہ جو دوسرے کنارے پر تھی اس نے جب سپاہ کو آتے اور پانی کو ہٹتے دیکھا تو بھاگتے جاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے دیو آمدند' دیو آمدند' انسان نہیں کوئی دیو قسم کی مخلوق ہے۔ کوئی سیلاب نہیں روک سکا اور بھاگے جا رہے تھے۔ لشکر جب دوسرے کنارے پر پہنچا تو آپ نے فرمایا خیال کرو اپنا اپنا سامان پورا کرو تو ایک شتر سوار نے کہا کہ میری سانڈھنی کے ساتھ ایک پیالہ بندھا ہوا تھا جس میں دودھ دھویا جاتا ہے وہ کہیں رہ گیا ہے' پانی کی ایک لہر آئی اور اس نے پیالہ باہر پھینک دیا گھوڑوں اور اونٹوں کی ٹانگیں تر نہیں ہوئیں تھیں پانی سے۔

یہ جو اللہ کی راہ میں خانہ بدوشی ہے۔ اللہ کی راہ میں خیمہ زنی ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن وہ خلوص ہو جس سے حضرت حارث ابن مثنیٰ نے دعا کی تھی۔ ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے نہ ہو۔ ملک کی بہتری اور احیائے کلمہ حق کے لئے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو چند نفوس جہاں کی حاضری سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ ان پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ صحت و بیماری' کام کاج' ضرورتیں یہ کم نہیں ہوتیں' زندگی کا کون سا لمحہ ہے جو کبھی فارغ ہوتا ہے۔ زندگی میں فراغت نہیں ہوتی۔ اور یہ فراغت کا کام نہیں کہ فراغت ہو تو اللہ کی راہ میں نکلا جائے۔ یہ سب کاموں سے مقدم اور اہم کام ہے۔ انشا اللہ العزیز۔ اللہ آپ کو کتاب الٰہی کی لذت سے آشنا کرے۔ اللہ آپ کو یہ کیمپ اور ان مبارک کیمپوں کی طرح قبول فرمائے۔ جنہوں نے اسی طرح جھگیوں میں رہ کر' خیموں میں رہ کر ایک جہاں کو خدا آشنا کر دیا۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مسلمان کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ یا فاتح ہوتا ہے یا شہید۔ ناکامی کا لفظ اسلام میں نہیں ہے وہ کسی بہت بڑی تبدیلی کا ارادہ فرما رہا ہے۔ وہ انشاء اللہ ہو کر رہے گی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

نفاذ اسلام خیمہ بستیوں سے

بندہ جب اللہ کی راہ میں نکلتا ہے تو وہ موسموں کا غلام نہیں رہتا' یہ گرمیاں سردیاں اس کے تابع ہوتی ہیں۔ اب یہ سردی بھی کچھ نہیں بگاڑے گی۔ ہر ہر تکلیف کا اجر ملے گا اور جس مشن کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں وہ انشاء اللہ العزیز ہو کر رہے گا۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ 29-11-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وما یستوی الدعمی والبصیر۔ والظلمت ولا النور' لاالظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات' ان الله بسمع من یشاء وما انت۔

اللھم سبحانك لاعلم لنا الاما علمتنا انك انت العلیم الحکیم۔ مولای یاصل وسلم دائما ابدا۔ علی حبیبك من دانت به العسر۔

بعثت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عبادات کے ساتھ' اللہ جل جلالہ نے پوری زندگی کا ایک نصاب بھی عطا فرمایا اور حقیقت یہ ہے کہ عبادات کا حاصل بھی یہ ہے کہ اس نصاب زندگی پر عمل کی توفیق ملے' یہی عبادت کا ثواب ہے' رات میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا' ہندوستان سے ایک ساتھی نے بھیجی ہے۔ اس کا موضوع ہے تصوف۔ تو اس میں وہ لکھتے ہیں کوئی شخص ہوا پر اڑتا ہے۔ کوئی شخص دل کے بھید بیان کرتا ہے۔ کوئی شخص گزرے ہوئے حالات یا آئندہ کی خبر دیتا ہے۔ پانی پر چلتا ہے۔ اس سب کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے کردار کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سانچے میں ڈھال لے تو وہ صاحب کرامت ہے۔ اور اسے ولی ماننا چاہئے اور اس کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے۔ اس دنیا میں سب سے بڑی کرامت' سب سے بڑی بزرگی' سب سے بڑی ولایت یہ ہے کہ عملی زندگی میں کون کتنا قریب ہے محمد الرسول اللہ کی ذات والا صفات سے' اور آپ کے احکام' آپ کی اطاعت' آپ کے بنائے ہوئے قاعدے' قانون اور ضابطے سے۔ ایک بات اور قابل غور ہے یہ کہ عبادت' فرد اور رب العالمین کے درمیان ایک تعلق ہے۔ کوئی بیٹھ کر دن بھر اللہ اللہ کرتا رہے' کوئی لیٹ

> **اس دنیا میں سب سے بڑی کرامت' سب سے بڑی بزرگی' سب سے بڑی ولایت یہ ہے کہ عملی زندگی میں کون کتنا قریب ہے محمد الرسول اللہ کی ذات اور صفات کے**

کر کرتا رہے' چلتے پھرتے کرتا رہے۔ کوئی جب چاہے سجدہ کرے۔ جہاں چاہے سجدہ کرے' نہیں۔ عبادات اللہ کی ہوگی' بندہ کرے گا' خلوص سے کرے گا لیکن اس طرح کرے گا۔ جس طرح محمد الرسول اللہ ؐ نے کرنے کا طریقہ سکھایا۔

عید کے روز نبی ﷺ اشراق کے نوافل ادا نہیں فرمایا کرتے تھے اور ان کا قائم مقام عید کی نماز ہی ہوتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانے میں عید پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اشراق کے نوافل پڑھ رہا ہے اور آپ نے پوچھا کیا کر رہے ہو اس نے کہا کہ میں نے اشراق کے نوافل پڑھے ہیں۔ تو ان کا جواب قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں کہ تجھے جہنم کے لئے یہی کافی ہے۔ اس نے کہا حضرت میں نے نوافل ادا کئے ہیں اشراق کے نوافل پڑھے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جہنم جانے کے لئے کافی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس لئے کہ عید کے روز نبی کریم ؐ نے اشراق کے نوافل ادا نہیں فرمائے تھے۔ تو نوافل بھی تب نوافل ہیں۔ عبادات بھی تب عبادت ہے۔ فرض بھی تب فرض ہے رکوع بھی تب رکوع مانا جائے گا' سجدہ بھی تب مانا جاتا ہے۔ جب وہ محمد الرسول اللہ ؐ کے سکھائے ہوئے طریقے اور قاعدے کے مطابق ہو۔ اگر اس سے کم ہو تو بھی نہیں۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی نہیں۔ اللہ کی عبادت میں اطاعت پیغمبر اس قدر ضروری ہے۔ عملی زندگی میں' معاملات میں' اخلاق میں' سیاست میں' عدالت

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

میں' تعلیم و تعلم میں' لوگوں کے ساتھ تعلقات میں' حکومت میں' جینے مرنے میں' کون ہے دنیا کا جو اس اطاعت سے آزاد ہے۔ اس اللہ کی زمین پر' جو انسان سانس لیتا ہے۔ مکلف ہے اس بات کا' محمد الرسول اللہ کی اطاعت کرے' اپنے تمام امور میں کرے۔ اب یہ کہنا کہ یہ ایک جہاں ہے جو نہیں کرتا۔ ہم اکیلے کیسے کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک انتخاب ہے' ایک اللہ ہے' اللہ کا رسول ہے' اللہ کے رسول کا دیا ہوا نظام ہے۔ دوسری طرف کفار ہیں یہودی ہیں۔ بے دین ہیں۔ بدکار ہیں خنزیر کھانے والے' شراب پینے والے ہیں۔ جن کے ہاں عزت و عصمت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ جن کی زندگی وحشیانہ اور جانوروں سے بدتر ہے۔ ایک وہ ہیں کیا وہ بندہ اپنے آپ کو پھر بھی مسلمان سمجھتا ہے۔ دامان رحمت چھوڑ کر کفر کے دامن میں پناہ لیتا ہے۔ ان دونوں گروہوں کے بارے میں قرآن حکیم کی کیا رائے ہے کیونکہ جب قرآن آیا تو ایک دم سب نے قبول نہیں کر لیا۔ کچھ ایسے سلیم الطبع تھے جنہوں نے فوراً قبول کر لیا کچھ ایسے خوش نصیب بھی تھے جنہوں نے کچھ دیر توقف کیا۔ مقابلہ بھی کیا لیکن خوش نصیب بھی تھے ان پر جب حقیقت واضح ہوئی انہوں نے قبول کر لیا۔ اللہ ان پر راضی ہو۔ کچھ بدنصیب ایسے بھی تھے جو اس راستے میں واصل جہنم ہوئے اور جہنم جاتے تک' مرتے دم تک قبول نہیں

عملی زندگی میں جو اتباع رسالت نہیں کرتا اس کی نمازیں بھی بے اثر ہیں اس کی عبادت میں کوئی جان نہیں ہے اور وہ عبادت بے ثمر ہے

کیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا عجیب کریم ذات ہے کہ آپ ﷺ کو ان کفار کا بھی دکھ ہوتا تھا' کہ میری بعثت کے بعد یہ بدنصیب کیوں جہنم میں جا رہے ہیں۔ اللہ کریم نے فرمایا کہ یہ مقابلے کی دو طاقتیں ہیں اور اس کی منظر کشی فرمائی' فرمایا **وما یستوی الاعمی والبصیر**۔ میرے حبیب اللہ جنہیں نظر دے دیتا ہے وہ اور جنکی آنکھیں کھو جاتی ہیں وہ یہ کیا برابر ہو سکتے ہیں۔ اندھے اور آنکھوں والے ایک سی چال نہیں چل سکتے۔ راستہ تلاش نہیں کر سکتے' قدم کے ساتھ قدم ملا کر نہیں چل سکتے' پھر فرمایا جیسے ایک طرف ظلمت اور تاریکی ہو اور دوسری طرف نور اور روشنی ہو' کیا نور اور روشنی کی چمک تاریکی میں تلاش کی جا سکتی ہے۔ ایک دھکتی ہوئی گرمی ہو اور دوسری طرف گھنا سایہ ہو' دونوں میں ایک جیسا محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پھر بات ہی ختم کر دی کہ یہ تیرے بے جان قصے ہیں۔ لیکن زندہ اور مردہ ایک سا عمل کر سکتا ہے۔ زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ ساری صفتیں کیوں گنیں سورج طلوع ہو جائے اور کسی کو روشنی نظر نہ آئے' اس کی آنکھ نہ کھلے۔ لوگوں اسے کیا کہیں گے' وہ خود ہی اندھا ہے۔ بعثت رسول ﷺ کے بعد جسے ایمان نصیب نہ ہوا۔ وہ آنکھیں کھو چکا۔ کیوں کھوئیں؟؟؟ اس لئے کہ اللہ کی نافرمانی کرتے کرتے اس حد تک جا پہنچا جب اللہ نے اس سے بینائی ہی چھین لی۔ اس کا ایمان ہی سلب کر لیا۔ اور یہ بدترین سزا ہے کہ کسی سے توفیق ہدایت سلب کر لی جائے۔ اسی طرح فرمایا جس نے دامان رحمت کو تھاما وہ سراپا نور ہو گیا وہ مجسم بن گیا۔ وہ دوسروں کی رہنمائی کا کام کرنے لگا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اصحابی کالنجوم ہے میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کا دامن پکڑ لو گے وہ تمہیں میری بارگاہ میں لے آئے گا۔ یہ ہمارے جو چھوٹے چھوٹے اختلافات ہوتے ہیں جن پر آج جنگیں ہوتی ہیں۔ تقلید اور عدم تقلید' رفع یدین' آمین بالجہر اور خاموشی سے' ان سب کا ثبوت کسی نہ کسی صحابی سے ملتا ہے کتنی خوبصورت بات حضور ؐ نے فرمائی کہ سارے آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں جس کا دامن تھام لو گے میری بارگاہ میں لے آئے گا۔

میرے خیال میں جو یہ سمجھتا ہے کہ **بہتر** کر رہا ہے اس کو اپنے بہتر کو قائم رہنا چاہئے **لیکن** دوسرے کو اسلام سے خارج **نہیں** کرنا **چاہئے**۔ **فرمایا** جو میرا دامن تھام لیتا ہے وہ **خود چراغ** بن جاتا ہے۔ وہ خود روشنی بن جاتا ہے۔ **اور جو مجھ** سے دور ہوتا ہے وہ شب تار بن **کے رہ جاتا ہے۔ سیاہ اور** تاریک رات۔

نبی ایک سایہ دار درخت ہے، جس کے نیچے اللہ کی مخلوق آرام کرتی ہے اور دور جانے والا صحرا کی تپتی دھوپ ہے جو موت کے پیغام کے سوا کچھ بھی نہیں۔

زندگی آپ کی عنایت ہے
ورنہ ہم لوگ مر گئے ہوتے

فرمایا۔ الاحیاء ولا اموات۔ مردہ اور زندہ **ایک جیسے تو نہیں ہوتے۔ زندہ ایک جہاں کو آباد کرتا ہے اور مردے کے اپنے وجود میں** تعفن پیدا ہو جاتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔ مردہ خود گھلنے سڑنے لگتا ہے جبکہ زندہ ایک جہاں کو آباد کئے ہوتا ہے۔ فرمایا اللہ تو قادر ہے۔ کہ پتھر کو بھی کام کرنے کا حکم دے تو وہ اٹھ کر کام کرنے لگ جائے۔ لیکن آپ ان لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے جن میں ایمان کی گنجائش ہے۔ جن میں زندگی کی رمق باقی ہے۔ جن کے وجود روح کی قبریں بن چکے ہیں۔ وہ آپ کی بات نہیں سن سکیں گے۔ یہاں سے بعض علماء کرام جھگڑا کھڑا کرنے کے لئے سماع موتی کا مسئلہ کھڑا کر لیتے ہیں لیکن جہاں سماع موتی کی بات ہی نہیں ہے یاد رکھیئے گا۔ اسماع کی بات ہے سماع اور اسماع میں فرق ہے۔ سماع ہوتا ہے کہ مطلق سننا۔ اور اسماع ہوتا ہے ایسا سننا جس پر عمل کی توفیق ملے۔ مردوں سے چونکہ وہ زندگی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ تو وہ نصیحت سن کر واعظ سن کر نہ ایمان لا سکتے ہیں۔ نہ عمل کر سکتے ہیں۔ اس لئے مردوں کے بارے میں اس آیت میں حضور ﷺ کی نفی کی گئی ہے۔ کہ ان کے عمل کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ آپ کا ارشاد سن کر اٹھ کر عبادت کرنے سے رہے۔ وہ تو کھو چکے۔ یہاں سماع موتی کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ ہدایت اور گمراہی کا ہے۔

سو اللہ کریم نے ساری مثالیں دے کر بالآخر فرمایا کہ اتباع رسالت حیات ہے۔ اور عدم اتباع موت ہے۔ قرآن حکیم کی نظر میں موت صرف زندگی کے خاتمے کا نام نہیں ہے زندگی کے خاتمے کو تو وہ تو زندگی ایک بدلتی صورت ہے۔

موت کو سمجھا غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

موت زندگی کے خاتمے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ موت دنیا میں جو عرصہ ہم نے گزارنا تھا۔ اس کی تکمیل کا نام ہے بعد میں ابدی اور دائمی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ موت جو معنوی موت ہے جو حقیقی موت ہے۔ جیسے قرآن نے موت قرار دیا ہے کہ ایمان کی توفیق ہی نصیب نہ ہو۔ حقیقی موت یہی ہے کہ جس میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں ہے۔ حقیقی موت یہ ہے جس میں روشنی کا کوئی امکان نہیں اور یہ کہنا کہ ہم نماز پڑھ لیتے ہیں ہم روزہ رکھ لیتے ہیں۔ اسلام پر عمل ہو رہا ہے دنیا کے کس خطے میں مسلمان نماز نہیں پڑھتے۔ کیا وہ اسلامی معاشرہ ہے۔ جاپان سے لیکر امریکہ تک' اور چین سے لیکر افریقہ تک' کون ملک ہے اسرائیل بدترین دشمن ہے اسلام کا' رات دن لاشے گرتے ہیں مسلمانوں کے بارش سے زیادہ گولیاں چلتی ہیں۔ نماز تو وہاں بھی ادا کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں جا کر ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں ہم سے زیادہ آزادی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ کسی مسجد میں پہرہ نہیں ہوتا۔ اور یہاں ہمارے حکمرانوں کو شرم نہیں آتی کہ آج بھی بیان تھا کہ مساجد پر ہر جمعہ کو کڑا پہرہ دیں۔ بھئی مساجد پر پہرہ کی کیا ضرورت ہے۔ مسلمان ملک ہے' مسلمان حکومت ہے' مسلمانوں کے ملک میں پہرہ ہے۔ اسرائیل میں نہیں ہے۔ امریکہ میں نہیں ہے۔ ہندوستان میں نہیں ہے افریقہ میں نہیں ہے' پاکستان میں پہرہ ضروری ہے۔ اس لئے کہ شاید ہم دھوکے میں ہیں کہ مسجد بنانا' اور سجدے کرنا اسلام ہے اور اس کے باہر ہم آزاد ہیں۔ عملی زندگی میں جو اتباع رسالت نہیں کرتا۔ اس کی نمازیں بھی بے اثر ہیں۔ اس کی عبادت میں کوئی جان نہیں ہے اور وہ عبادت بے ثمر ہے۔

حضرات گرامی! جب تک عملی زندگی سنت نبویؐ کے سانچے میں ڈھل نہیں جاتی تب تک زندگی موت ہے۔ اور اگر اللہ کی راہ میں موت بھی آ جائے تو وہ حیات جاوداں ہے۔ تو کتنی عجیب بات ہے کہ آج مسلمان حکمرانوں سے مطالبہ کرنا پڑ رہا ہے کہ خدا کے لئے' محمد رسول اللہ کی غلامی اختیار کر لو کیسے مسلمان ہیں ہم اور کیسے مسلمان ہیں ہمارے حکمران' علماء بھی ہیں فقہا بھی ہیں۔ فتوے دیئے جا رہے ہیں جلسے ہو رہے ہیں لیکن یہ کام جلسے اور بیانات سے ہونا ہوتا تو کب کا ہو چکا ہوتا۔ تنظیمیں بنانے سے یہ کام ہونا ہوتا تو کب کا ہو چکا ہوتا۔ یہ کسی ایک تنظیم' کسی ایک جماعت کا کام نہیں ہے۔ یہ ہر اس بندے کی ذمہ داری ہے جو کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور ہر وہ بندہ جو نفاذ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ مردہ ہے۔ اگر کوئی لاش تخت پر بٹھا دی جائے۔ تو کیا وہ فوجیں لڑائے گی۔ اگر کسی کو گورنر ہاؤس میں

ایسی حکومتوں' ایسے حکمرانوں' ایسے لوگوں سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں جنہیں اللہ کی کتاب مردہ قرار دیتی ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

رکھ دیا جائے تو کیا وہ صوبہ چلا لے گا۔ ایسی حکومتیں' ایسے حکمرانوں' ایسے لوگوں سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں' جنہیں اللہ کی کتاب مردہ قرار دیتی ہے۔ اور اگر حکمران اس پیغام حق کو قبول کر لیں تو ہم ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں' اس ملک کو' اس زمین کو' اور ان شہداء کی ارواح کو سکون نصیب ہو۔ جو نصف صدی سے بے قرار ہیں کہ ہم مرے کس لئے تھے۔ اور ہو کیا رہا ہے۔ جانیں کس مقصد کے لئے دی تھیں گھر کس مقصد کے لئے لٹوائے تھے لاشے کس مقصد کو رل گئے۔ کسی کو کفن نصیب ہوا اور کسی کو قبر اور بیشتر کو تو نصیب نہ ہوئی۔ اسی بات پہ انہوں نے جانیں دی تھیں کہ چند خاندان عیش کریں گے' چند خاندانوں کی حکومت بن جائے گی۔ کچھ لوگ امیر سے امیر تر ہوتے جائیں گے۔ اور باقی خلق خدا ظلم وستم کی چکی میں پستی چلی جائے گی۔ کفار اور یہودیوں کے غلام بن جائیں گے' ہرگز نہیں۔

اللہ کا حکم ہے۔ اللہ کے حبیب کا حکم ہے۔ اور یہی اللہ کا دین ہے۔ انشاء اللہ العزیز خیمہ بستیوں سے ہی اسلام نافذ ہوا تھا۔ اور اب بھی ہوگا۔ ہمت کیجئے' حوصلہ رکھئے' یہ گرمی' سردی' آتی ہے گزر جاتی ہے۔ اپنے ذاتی امور میں' سیر و سیاحت کے شوق میں بھی لوگ گھومتے پھرتے ہیں' ایک ایک کیڑے مکوڑے کی تحقیق کے لئے افریقہ کے جنگلوں میں اور عرب کے ریگ زاروں میں پھرے۔ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے انسانوں نے بہت تکالیف برداشت کیں۔ اللہ کی راہ میں کوئی دکھ نہیں رہتا۔

خلوص چاہئے اور وہ ایمان پیدا کرو کہ صحابہ اکرام نے ایک جگہ افریقہ میں کیمپ لگانے کا ارادہ فرمایا تو کسی نے فرمایا کہ یہ بڑا خطرناک جنگل ہے۔ اس میں تو ایک ایک اژدھا اتنا بڑا ہے کہ شیروں کو نگل لیتا ہے انسان تو اس کا آدھا لقمہ بنتا ہے۔ یہاں بے شمار ہاتھی' چیتے' جانور جنگلی مخلوق اتنی ہے کہ چھوٹے بڑے سانپ اتنے ہیں کہ مکھیاں کاٹ لیں تو انسان مر جاتا ہے۔ زہریلی ہیں چیونٹیاں کاٹ لیں تو مر جاتا ہے۔ یہاں کیمپ نہ لگایا جائے۔ امیر لشکر نے کہا کہ میرے لئے منبر بناؤ۔ فرمایا منبر کیسے بناؤ۔ فرمایا پالان اکٹھے کرو۔ انہوں نے تین چار پالان اکٹھے کئے اس نے کہا کہ سن لو اس جنگل کے باسیو میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ غلاموں کی ایک فوج ہے ہم نے یہاں پڑاؤ کرنا ہے میں تم سب کو حکم دیتا ہوں کہ ہمارے لئے جنگل خالی کر دو۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جنگلی جانور اپنے اپنے چھوٹے بچوں کو لیکر اس طرح بھاگے جس طرح جنگل میں آگ لگ جاتی ہے۔ جیسے آگ لگتی ہے ایسے جانور بھاگ رہے تھے۔ اب اس جنگل میں جانور نہیں آئے۔ انسان ہی بستے ہیں۔

اللہ کی راہ میں جب بندہ نکلتا ہے تو وہ موسموں کا غلام نہیں ہوتا۔ یہ گرمیاں سردیاں اس کے تابع ہوتی ہیں اور انشاء اللہ العزیز اب بھی یہ سردی کچھ نہیں بگاڑے گی۔ یہ چھوٹے موٹے امتحان ہیں۔ ہوا کے ہر جھونکے کا اجر نصیب ہوگا۔ سورج کی ہر کرن کا اجر نصیب ہوگا۔ بھوک کے ہر لمحے کا اجر نصیب ہوگا اور چبھنے والے ہر کنکر کا اجر اللہ کریم دیں گے۔ اور یہ کام انشاء اللہ ہو کے رہے گا۔ اللہ کریم یہ سعادت آپ سب کے حصے میں کرے اور اس محنت کو قبول فرمائے۔

شکایات المرشد

☆ المرشد کی ماہانہ کاپی ہر ممبر کو بذریعہ ڈاک ارسال کر دی جاتی ہے اس میں کوتاہی نہیں ہوتی۔

☆ قارئین سے التماس ہے کہ رسالہ بروقت نہ ملنے کی صورت میں اپنے ڈاک خانہ سے رجوع فرمائیں۔

☆ اگر شکایت دور نہ ہو تو ایک خط بمعہ اپنا ایڈریس اور خریداری نمبر لکھ کر اس ایڈریس پر ارسال کریں۔

سرکولیشن مینجر' ماہنامہ "المرشد"
اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

دعائے مغفرت کی اپیل

کوئٹہ کے صاحب مجاز قاری محمد یونس کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

سلسلہ کے ساتھی عبدالمجید (اسلام آباد) کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سنہری پھول

○......ہمت ایک ہتھیار ہے جو بزدل کو بھی بہادر بنا دیتا ہے۔

○......بوڑھے کا مشورہ جوان کی قوت بازو زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

حقیقی اسلام کا نفاذ

قرآن حکیم وظیفوں کی کتاب نہیں ہے اور محمد رسول اللہ معراج انسانیت کا معیار ہیں۔ اسلام یہ ہے کہ عملی زندگی میں قرآن کو اختیار کیا جائے اور اتباع رسالت کو اپنایا جائے۔ اس کے علاوہ کسی بات پر سمجھوتہ کر کے رہنا خارج از اسلام ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ 30-11-2000

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ و ھو فی الاخرۃ من الخسرین٥ کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایما نھم و شھدوا ان الرسول حق وجاء ھم البینت والله لا یھدی القوم الظلمین٥ اولیك جزاوھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین٥ خلدین فیھا لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون٥ الا الذین تابوا من بعد ذالك واصلحوا فان اللہ غفور رحیم٥ اللھم سبحنك لاعلم لنا الا ماعلمتنا انك انت العلیم الحکیم۔ مولائی یاصلی وسلم دائما ابدا علی حبیبك من دانت به رسله۔

آج کے مسلمان کی بدقسمتی یہ ہے کہ کتاب اللہ کو وظیفہ کے طور پر پڑھتا ہے۔ آج کے مسلمان کی بدقسمتی یہ ہے کہ ارشادات رسول کریم ﷺ کو برکت کے طور پر پڑھتا ہے لیکن عمل کے لئے نہ کتاب اللہ کو اختیار کرتا ہے۔ نہ سنت کو۔ رسول اللہ کو برحق ماننا اللہ کی کتاب کو برحق ماننا۔ ضروریات دین کو برحق ماننا لیکن عملی زندگی میں انہیں اختیار نہ کرنے کا بیان اس آیہ مبارک میں سورۃ آل عمران کی یہ آیات مبارکہ ہیں۔ (89-85) ان میں اس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ پہلی تو ایک اصولی بات ارشاد فرمائی۔ ومن یبتغ غیر الا سلام دینا. جس کسی نے اسلام کے علاوہ کوئی اور طرز حیات اپنایا یاد رکھیں دین صرف عقیدے کا نام نہیں ہے عقیدہ میرا دعویٰ ہے۔ یہ کہنا کہ میں اللہ کو مانتا ہوں یہ دعوی ہے۔ یہ کہنا کہ میں نبی علیہ السلام کو برحق مانتا ہوں یہ دعوی ہے۔ یہ کہنا کہ میں آخرت کو مانتا ہوں یہ دعوی ہے ہر دعوی اپنے گواہوں کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا عمل اس دعوے کا گواہ ہوتا ہے۔ اگر عمل دعوے کے خلاف ہے اگر گواہ واقعہ کے خلاف گواہی دیتا ہے تو دعوی تو رد ہو جائے گا غلط ثابت ہو جائے گا۔ آئمہ کرام نے اس بات پر بڑا زور دیا اور خصوصاً امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عمل ہی اسلام ہے۔ اگر عمل نہیں ہے تو ایمان نہیں۔ عمل ہی ایمان ہے۔ اربعہ آئمہ میں سے تینوں امام اس بات پر متفق ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان کا دعوی کرنا جو ہے اس دعوے کرنے کو بھی اگر عمل شمار کر لیا جائے تو ایک درجہ میں بندہ کفر سے بچ جاتا ہے۔ یعنی یہ رعایتی نمبر دے کر امام ابوحنیفہؒ تو ان عام و کمزور لوگوں کو جو دعوی تو کرتے ہیں عمل نہیں کر سکتے انہیں رعایتی نمبر دے کر مسلمانوں میں شامل رکھنا چاہتے ہیں۔ فیصلہ تو رب العالمین نے یوم حشر کو کرنا ہے۔ نہ امام ابوحنیفہ نے کرنا ہے نہ امام بخاری نے فیصلہ تو رب العالمین نے کرنا ہے۔ لیکن باقی آئمہ وہ دعوی اور عمل کو الگ کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں اللہ کو ماننا نبی کو ماننا قرآن کو ماننا۔ آخرت کو ماننا یہ سب دعوی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا یہ دعوی ہے۔ جب آپ عملی زندگی میں آتے ہیں تو آپ کا کردار اس پر گواہی دیتا ہے کہ آپ حرام سے بچتے ہیں حلال کھاتے ہیں۔ جھوٹ سے بچتے ہیں، سچ بولتے ہیں۔ عبادت کے وقت عبادت کرتے ہیں اور جہاد کے وقت جہاد کرتے ہیں حق واحقاق حق کے لئے محنت کرتے ہیں اور باطل کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپ عملی زندگی میں اپنے روابط اپنے قوانین اپنا کردار، اپنا آئین اپنا دستور اللہ کے دین کو مانتے ہیں تو یہ اسلام ہے اور اگر عملی زندگی کو آپ نے اسلام کے علاوہ کسی انداز میں تلاش کرنا چاہا ومن یبتغ جو ڈھونڈتا ہے تلاش کرتا ہے۔

غیر الاسلام دینا۔ اسلام سے ہٹ کر کوئی طرز حیات فلن یقبل منه اللہ اسے کبھی قبول نہیں فرمائے گا۔ وھو فی الاخرۃ من الخسرین اور اس میں پتہ چلے گا کہ وہ جس کام کو ترقی کہتا تھا دیکھو کیسی عجیب بات ہے کہ آج اسلام سے ہٹ کر جو طریقے بنائے ہیں معاش کے، سیاست کے، عدالت کے، اپنے رویوں کے، اپنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

کردار کے' اپنے ماحول کے' ملکی معاملات کے' قومی معاملات کے تو ہم کہتے ہیں کہ ان رویوں سے کفار کے پیچھے چلنے سے اغیار کے پیچھے چلنے سے معاشرہ ترقی کرتا ہے' فرد ترقی کرتا ہے قوم ترقی کرتی ہے ملک ترقی کرتا ہے۔ اب کیسی عجیب بات ہے کہ نبی ﷺ نے دنیا کو جہالت سے نکالا اور تہذیب سے آشنا کیا۔ پیشہ ور عورتوں کا یہ عالم تھا کہ جب حضورؐ کی بعثت ہوئی تو پیشہ ور عورتوں کے گھروں پر جھنڈا لہرایا کرتا تھا۔ یہ مقام تھا ان کا معاشرے میں۔ جس کی سند آپ کو آج جاپان میں مل سکتی ہے کہ آج بھی جاپان کے جو عبادت خانے میں ان کے معبد جو ہیں ان میں آپ جوتا پہن کے داخل ہو سکتے ہیں لیکن یہاں کسی پیشہ ور عورت کا کوٹھا ہے اس کا احترام اس عبادت خانہ سے زیادہ ہے اور جوتا اتار کر آپ کو اندر جانا پڑتا ہے یہ جاپان پر تھا اور عرب میں بھی پیشہ ور عورتوں کے مکانوں پر بھی جھنڈے لگتے تھے۔ کسی جرنیل کے مکان پر نہیں۔ جہالت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے۔ سیٹیاں بجاتے تالیاں بجاتے تھے' مرد عورت مادر زاد ننگے اچھل کود کرتے اور اس پر فخر کرتے اور اسے عبادت سمجھتے تھے۔ یہ جہالت تھی۔ نبی اکرمؐ نے معاشرے کو جہالت سے نکال کر نور علم سے منور فرمایا لوگوں کو تہذیب سے آشنا کیا ستر اور پردہ سکھایا۔ احترام اور ادب سکھایا۔ اخلاقیات کی حدود متعین فرمائی اور عبادت کے صحیح اسالیب سکھائے۔

آج دعوی اسلام کے نوجوان کہتے ہیں کہ اسلام تو ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے تو جن لوگوں کے پیچھے ہم چل رہے ہیں۔ ترقی سمجھتے ہیں ان لوگوں نے انسانیت کو کیا دیا۔ واپس وہیں پہنچا دیا جہاں سے رسول عربی نے جس جہالت سے نکالا تھا۔

آج کی ترقی کیا ہے۔ مرد عورت ننگے ہو کر ناچیں۔ چرس اور بھنگ ہیروئن پی کر سڑکوں پر پھرتے ہوں کسی کی ماں بہن بیٹی نہ ہو کوئی رشتہ محفوظ نہ رہے۔ کوئی اخلاقی حدود و قیود نہ رہے۔ بلکہ لوگ جانوروں کا ایک ریوڑ بن جائیں جس میں نر ہوتے ہیں یا مادہ ہوتے ہیں کوئی ماں بہن بیٹی بیٹا کا تصور نہیں ہوتا۔ وہ ایک ریوڑ بن جائے جس تہذیب پر آج ہم فدا ہیں کیا یہ تہذیب انسانوں کو پھر اس بدتر جہالت میں لے گئی ہے یا ترقی دی ہے۔ اس کو بھی ترقی کہتے ہیں آپ بے لباس ہو جائیں انسان نشہ پی کر بے ہوش ہو جائے۔ انسان اخلاقی اقدار کو پامال کر دے۔ کیا انسانی ترقی یہ ہے کہ انسان پھر سے حیوانیت کے زمرے میں داخل ہو جائے ترقی وہ تھی جو محمد رسول اللہؐ نے' اللہ کے دین نے' اسلام نے دی کہ زمین پر بسنے والے اوصاف ملکوتی سے' فرشتوں جیسی خصلتوں سے نوازے گئے۔ مشت غبار پر فرشتوں کو رشک آتا تھا۔ اور زیارتیں کرتے تھے کہ یہ کیا لوگ تھے۔

> **نبی ﷺ نے دنیا کو جہالت سے نکالا اور تہذیب سے آشنا کیا**

اب اس میں اللہ کریم فرماتے ہیں۔ اسلام کے علاوہ اگر کوئی طرز حیات اپنایا گیا تو اسے اللہ قبول نہیں کرے گا۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ ہوگی کہ جب میدان آخرت ہوگا۔ تو اسے سمجھ آجائے گا کہ میرے پلے سوائے خسارے اور نقصان کے کچھ نہیں۔ میں نے کمایا کچھ نہیں کھویا ہی کھویا ہے۔ دو باتیں ہو گئیں۔ اب تیسری بات فرماتے ہیں کہ ایسی قوموں کو ہدایت اور سکون اور امن نصیب نہیں ہوتا۔ فرمایا **کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم۔** ایسے لوگوں کو اللہ کیوں ہدایت دے کیسے ہدایت دے جو ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔ جنہوں نے ایمان پر کفر کو مسلط کر لیا کہ دعوی ایمان کا ہے کردار کفر کا ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ اس نے **فقد کفر** اس نے کفر کیا۔ علماء حدیث اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ترک صلوۃ کفر نہیں انکار صلوۃ کفر ہے کہ کوئی اس کی فرضیت کا انکار کر دے کفر ہے لیکن اگر نماز نہیں پڑھتا تو فاسق و فاجر ہے۔ حدیث میں کیوں فرمایا گیا کہ اس نے کفر کیا تو وہ فرماتے ہیں یہ فعل کافروں کا ہے' عبادت نہ کرنا یہ فعل کفریہ ہے اگر وہ مسلمان بھی ہے تو اس کا یہ فعل کافرانہ ہے۔ ایسا فعل ہے جو کافر کرتے ہیں اگر یہاں اس آیہ کریمہ میں علمائے کرام بہت زیادہ رعایت کریں میں بھی چاہوں کہ بہت زیادہ رعایت کروں تو یہ رعایت ہو سکتی ہے کہ مسلمان تو بے چارے ہیں لیکن کام سارے کافرانہ کر رہے ہیں۔ اس سے کم تر کوئی رعایت نہیں ہو سکتی۔ یہ جو اللہ نے فرمایا **کیف یھدی اللہ قوم کفروا بعد ایمانھم۔** ایسے لوگوں کو اللہ ہدایت کیوں دے جو ایمان کے بعد کافر ہو گئے اور اب ہم اگر یہ کہیں کہ سارے کافر تو نہیں ہوئے لیکن ہم یہ ضرور کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ان کا کردار کافرانہ ہے۔ اسلامی عدل کے مقابلے میں مغربی قانون کو عدل کہنا یہ کافرانہ کام ہے۔ اسلامی معاش کے مقابلے میں' سودی نظام رائج کرنا یہ کافرانہ کام ہے۔ اسلامی سیاست کے مقابلے میں اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کل ہمارے ایک بڑے فاضل مولانا ٹیلی وژن پر پوری قوم کو ہدایت فرما رہے تھے اور بحث چل رہی تھی۔ شاید

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

حکومت کو یہ تکلیف ہے کہ حکومت جو یہ چھوٹے چھوٹے الیکشن کرا کے لوگوں کو لڑانا چاہتی ہے اور الگ ضلع کی حکومتیں بنا کر سب کو اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہتی ہے کہ ہر ضلع ایک دوسرے سے الگ ہو جائے کوئی متحدہ مطالبہ ہو ہی نہ سکے کہ ایک ضلع پانی کی بات کرے دوسرا روٹی کی کرے تیسرا سبزی کی کرے چوتھا ریل کی کرے، پانچواں بجٹ کی کرے سارے الگ الگ بکتے رہیں اب اس کا جواب کہاں سے آئے جی ہمارے ایک بزرگ بڑے سفید ریش جہاں سے کندھوں تک اور سینے کو سارے کو داڑھی نے ڈھانپا ہوا ہے۔ کہہ رہے تھے کہ اسلام میں وہ انہوں نے ٹیلی ویژن اپنا پورا ٹائم جو انہیں ملا تھا آدھا گھنٹہ تھا یا پونا گھنٹہ میرا خیال لمبا ٹائم تھا میں نے ٹائم دیکھا نہیں لیکن میں دو تین دفعہ اندر آیا گیا ٹی وی پر دیکھا مولانا لگے ہوئے ہیں لمبا ہی ٹائم تھا فرما رہے تھے کہ نبی کریمؐ نے نامزد نہیں کیا۔ اکابرین امت نے ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنا لیا، ابوبکر صدیق نے فاروق اعظم کو نامزد کیا فاروق اعظم نے چھ بندوں کی کمیٹی بنا دی اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی باری آئی تو لوگوں نے اپنی پسند سے انہیں مجبور کر دیا کہ آپ خلافت پر بیٹھ جائیں۔ تو ہمارے پاس یہ چار طریقے آ گئے۔ ان چار میں سے آج کے حالات کے مطابق جو ہو گا وہ اختیار کرنا جو ہے وہ شریعت ہے۔ اور وہ کیا ہے۔ کہ جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے لوگوں نے رائے دی۔ اس طرح لوگوں کی رائے لے لی جائے یعنی موجودہ جو ووٹنگ کا طریقہ ہے۔ کتنی ظالمانہ بات ہے۔ موجودہ ووٹنگ کا طریقہ کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کیا تھی۔ اور پھر اسلام کا ایک سادہ نظام ہے کہ چاروں طریقوں سے سربراہ مملکت چنا گیا۔ بی۔ ڈی ممبر نہیں چنے گئے۔ صرف سربراہ مملکت کا انتخاب ہوا۔ آگے گورنر اس نے اپنی مرضی سے مقرر کیے، کیبنٹ اس نے اپنی مرضی سے بنائی اور ہر ایک کا جو کردار ہوا کرتا تھا اس کا ذمہ دار امیر المومنین ہوا کرتا تھا۔ اکابرین امت نے چنا اور عوام نے تائید کی۔ ہر بندے نے نہیں چنا چننے کے لئے صاحب رائے اور اکابرین ملت کو جمع کیا گیا۔ جنہوں نے ایک بندہ منتخب کر کے عوام کے سامنے پیش کر دیا عوام نے اس کی بیعت کر لی آپ اس میں زیادہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ تو تین چن لیں چار چن لیں۔ عوام ان میں سے کسی کو چنیں لیکن اسلام اس بات پر مصر رہا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں بھی۔ عمر فاروقؓ کی خلافت میں بھی، عثمان غنیؓ کی خلافت میں بھی علی المرتضیٰؓ کی خلافت میں سب کے عہد خلافت میں اسلام اس بات پر قائم رہا کہ سربراہ مملکت کا، امیر المومنین کا انتخاب عوامی تائید سے اور اس کے بعد ساری ذمہ داری اس ایک کی ہے کہیں کسی وزیر، کسی گورنر، کسی سفیر، کسی ضلعی امیر کے خلاف بھی شکایت ہوئی تو وہ خلیفہ کا دامن پکڑتے تھے کہ تم اس کے ذمہ دار ہو۔ وہ ضلعی ناظم نہیں تھے وہ تو روئے زمین پر پھیلی اسلامی مملکت کے سربراہ تھے اور اگر علمائے نے حکومت کا کام اس طرح سے کرنا شروع کر دیا ہے تو میرے خیال میں یہ انتہائی عذاب دینے والی اور انتہائی ذلیل کرنے والی بات ہو گی۔ علم تو حاصل کیا تھا اللہ کی رضا کے لئے اور اس میں لوگوں کی خوشامد شامل ہو گئی اور اب آپ اسے ساری اسلامی تاریخ مسخ کر کے یہ آج کے ووٹ جن کا امام مریکہ ہے اور امریکہ میں خود ووٹوں کا کیا حشر ہو رہا ہے، یہ ووٹ جو ہمارے سامنے ہوتے ہیں کہ لوگ ڈالتے کسی اور کو ہیں اور جاتے کسی اور کے کھاتے میں ہیں۔ اور یہ ووٹ جن کے نتیجے پہلے بن جاتے ہیں اور بندے منتخب ہو جاتے ہیں اور الیکشن بعد میں اناؤنس ہوتے ہیں اور یہ ووٹ یہ لوگ ان کو مولانا آپ اسلام کے ساتھ منطبق کر رہے ہیں، ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے ساتھ، فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے ساتھ منطبق کر رہے ہیں۔ تو قرآن مولوی کی بات نہیں ہے۔ قرآن ہر مسلمان کا ہے، ہر مسلمان کے لئے ہے اور ہر ایک سے فرداً فرداً بات کرتا ہے اور قرآن کی زبان کو اس کے اپنے مفاہیم میں سمجھو۔ کل مولوی بھی تمہیں چھڑا نہیں سکتا۔ مولوی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ پیر صاحب تمہارا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ قرآن اور حدیث جو حق بتاتا ہے وہ قبول کرو۔ جو قرآن کی تحریف کرتا ہے اور مولوی بھی کہلاتا ہے وہ عام آدمی سے ستر گنا زیادہ سزا کا سزاوار ہے۔ اور یہ فیصلہ بھی کل ہونے والا ہے۔ اور آج بھی نظر آ رہا ہے۔ آج بھی سامنے ہے۔ میں ان لوگوں کی زندگیوں سے واقف ہوں جو اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں جو اغیار کا دیا کھاتے ہیں، کفار کا پس خوردہ کھاتے ہیں کہ آدھے آدھے وجود اللہ نے تبدیل کر دیئے کہ ہڈیاں گلا دی ہیں اور اس میں کفار کے پرزے لگا دیئے ہیں۔ اللہ بے نیاز ہے ان کے آدھے آدھے پرزے Made in U.S.A ہیں۔ انہیں خود احساس نہیں ہوتا کتنا عذاب الٰہی ہے کہ آدھا وجود ہی نکل جائے اور اس میں آدھے پرزے امریکہ کے داخل ہو جائیں۔ ایسے جرائم کی سزا وہ ایسے ہی دیتا ہے۔

مجھے بڑا دکھ ہوا میں بڑا احترام کرتا ہوں علماء

www.naqshbandiaowaisiah.com

کا لیکن دین فروشوں کو علماء میں شامل کرنا۔ اتنی رعایت کافی ہے کہ میں نے نام نہیں لیا۔ اگر حکومت شرعی ہو تو میں ان کو واجب القتل سمجھتا ہوں اور شرعی حاکم کی ذمہ داری ہے کہ ایسے جو لوگ قرآن کی تحریف کر کے اور کفر کو اور قرآن کی مخالفت کو قرآن پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو سر عام قتل کیا جائے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں **کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم۔** کیسے عجیب لوگ ہیں دعوی ایمان کے بعد کفر کرتے ہیں **وشھدوا ان الرسول حق** اور یہ شہادت بھی دی کہ اللہ اور اللہ کا رسول سچا ہے **وجاء ھم البینت** ان کے پاس واضح دلائل بھی ہیں۔ قرآن بھی ہے حدیث بھی ہے اور علماء حق کی محنت کر کے ایک ایک لفظ کی تعبیریں بھی ہیں تفاسیر بھی ہیں فقہ بھی ہے لیکن ایسے ظالم ہیں کہ عمل ان پر نہیں کرتے، عمل کفار کی پیروی میں کرتے ہیں۔ یہ تو کفر ہوا کہ کفار کی پیروی کرتے ہیں اب جو لوگ کفار کی پیروی کو ترقی سمجھتے ہیں اور دین برحق کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ بھی سمجھتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ سچ تو دین ہے لیکن ہم عمل کافروں جیسا کریں گے انہیں کافر کہا جا رہا ہے اور جو اس عمل کو عین ترقی سمجھتے ہیں ان کا کیا حال ہے۔ ایسے ظالم ملا جو اسے صحابہ کے کردار سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اللہ کریم فرماتے ہیں **اولئک جزا ھم۔** ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے، **ان علیھم لعنۃ اللہ** کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو **والملئکۃ** اور تمام فرشتوں کی طرف سے ان پر لعنت ہو **والناس اجمعین** اور اول و آخر جتنی اولاد آدم پیدا ہوئی ہے ہر بندے کی طرف سے ان پر لعنت ہو۔ جن کا کام کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے بھی ان پر لعنت ہو۔ فرمایا **خالدین فیھا** اور اس لعنت میں انہیں ہمیشہ رہنا پڑے گا۔ **لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون۔** ان پر کبھی عذاب کم نہیں ہوگا۔ اور کبھی انہیں مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ یہ ایسا کفر ہے کہ اسلام کو بھی حق کہتا ہے، اللہ کو بھی حق کہتا ہے، نبی کو بھی حق کہتا ہے، کتاب کو بھی حق کہتا ہے۔ کردار کافر کا اپناتا ہے، فرمایا لعنت ہو۔ اللہ کی، اللہ کے فرشتوں کی، تمام انسانیت کی، اس میں ہمیشہ رہے گا۔ کبھی اس کا عذاب کم نہ ہوگا۔ نہ مہلت دی جائے گی۔ **الا الذین تابو واصلحو** سوائے اس کے جو اس پہ توبہ کرے۔ **واصلحوا** اور اپنی اصلاح کرے **الا الذین تابو واصلحو۔** جو توبہ کریں اپنے گزشتہ پر اور تبدیل کریں خود کو۔ **فان اللہ غفور رحیم۔** تو اللہ کی رحمت اور اس کی بخشش بہت وسیع ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور واپسی کا راستہ ہے۔ اگر قرآن کو سچ کہتے ہو تو سچ کو اپنی عملی زندگی میں اپناؤ۔ اگر رسول کو مانتے ہو تو اتباع رسالت کو اپناؤ۔ اور فی الحال تو میں دعا کر سکتا ہوں کہ اللہ کریم مولوی کہلانے والے کو بھی توجہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنے کردار پر نظر ثانی کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام یہ ہے کہ عملی زندگی میں قرآن کو اختیار کیا جائے اور اتباع رسالت کو اپنایا جائے

لیکن اللہ نے جب چاہا۔ اور اس ملک میں امارات اسلامی بن گئی۔ تو اسلامی امارات توجہ کی دعوت نہیں دے سکے گی۔ ان پر حد جاری کرنا ہوگی اور ان سرکاری مولویوں کو یاد رہے کہ جب اللہ کا دین نافذ ہوگا تو ہر سرکش کی گردن اڑا دی جائے گی۔ یہ معمولی جرم نہیں ہے۔ آج کی بدمعاشیوں کو صحابہ کرامؓ سے ثابت کرنا۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ اس لئے تمہیں ٹیلی ویژن دے دیا گیا۔ اور ہم بات کرتے ہیں تو اخبار میں چھاپنا جرم ہو جاتا ہے۔ اخباروں کو فون آتے ہیں۔ ان کی بات نہ چھاپی جائے تمہارے لئے ٹی وی اسٹیشن کھل گئے۔ تم نے دین کو مال غنیمت سمجھ کر لٹانا شروع کر دیا۔ کتنی دولت جمع کر لو گے اور کب تک کھاؤ گے۔ اس بات سے ڈر جاؤ کہ اس نے تمہارا آدھا وجود نکال کر اس میں امریکن پرزے بھر دیئے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ امریکہ کے بنے ہوئے پرزے جنت میں لے جائیں گے۔ مولانا۔۔ جنت تو ۔۔۔ پھر امریکی پرزے تو جنت میں جانے سے رہے۔ انہیں شرم نہیں آتی۔ انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا۔ انہیں حیا نہیں ہوتا۔ میں یہ سارا کچھ درد دل سے کہہ رہا ہوں۔ مجھے کسی سے عداوت نہیں ہے۔ مجھے فرصت ہی نہیں ہے۔ مجھے بہت دکھ ہوا کہ چودہ کروڑ میں سے شاید چودہ لوگ بھی ان کی بات نہ سمجھ سکیں گے۔۔۔ گمراہ ہوں گے۔ یہ دیکھو حضرت صاحب فرما رہے ہیں ٹیلی ویژن پر، اتنی بڑی داڑھی ہے۔ نیک آدمی ہیں، پارسا ہیں، کتنے لوگ ہیں جو گمراہ ہوں گے۔ اور سمجھیں گے کہ یہی دین ہے جو جی الیکشن کا طریقہ، جنرل صاحب کروانا چاہ رہے ہیں۔ یہی دین ہے۔ قرآن حکیم وظیفوں کی کتاب نہیں ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ معراج انسانیت کا معیار ہیں۔ اسلام یہ ہے کہ عملی زندگی میں قرآن کو اختیار کیا جائے، اور اتباع رسالت کو اپنایا جائے۔ اس کے علاوہ کسی بات پر سمجھوتہ کر کے رہنا خارج از اسلام ہے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو اس پہ ہدایت پہ قائم فرمائے۔ یہ وطن قائم رہے گا۔ اور اس پر اسلام کی حکومت ہوگی۔ اور انشاء اللہ بہت جلد ہوگی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بنائے تنظیم الاخوان ..... منزل مقصود

ہمیں آپس میں نہیں لڑنا۔ ہم خانہ جنگی نہیں چاہتے۔ ہم مسلمانوں کی طاقت باطل اور کفر کے مقابلے کے لئے جمع رکھنا چاہتے ہیں۔ حکومت سے ہماری فقط یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے مسلمانوں اور خدا کے درمیان دیوار مت بنے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان۔ 13-8-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ففروا الی اللہ۔ انی لکم منہ نذیر مبین۔

ہر کورس، ہر جماعت ہر وہ کام جو سیکھا جائے اس کا امتحان ہوتا ہے اور پھر کامیاب وہ خوش نصیب قرار پاتے ہیں۔ جو اس امتحان میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ ہم اگر اپنی تاریخ پہ نظر کریں تو باقاعدہ سلسلے کی جماعت کی بنیاد 60ء کے قریب ملتی ہے اس سے پہلے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ دو چار پانچ لوگ ہوا کرتے تھے اور تمام صوفیاء کا یہی اسلوب رہا ہے۔ آپ اگر اہل اللہ کی سوانح پڑھیں تو حصول برکات کے لئے ان کے پاس بے شمار لوگ گئے، دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بے شمار لوگ گئے، تبلیغ سے بے شمار لوگ مستفید ہوئے لیکن کیفیات قلبی کے لئے لاکھوں میں سے چند لوگ منتخب کئے گئے باقی سب علوم ظاہری پر ظاہری تسبیحات پر ظاہری اصلاح پر رہے تو 60ء تک جو محنت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی اس کی داستان بڑی عجیب ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر تھے اور مناظر تھے تمام فرقہ باطلہ کے خلاف۔ ہندوؤں کی، سکھوں کی، عیسائیوں کی، مقدس کتابیں ان کے علماء کے تجزیئے ان کی روایات ان کے مذہبی لٹریچر یہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا۔ عالم تو سارے عالم ہوتے ہیں الحمد اللہ اور اللہ کے دین کا علم تو اللہ کا نور ہے لیکن جس طرح۔ ڈیکل میں لوگ سپشلائزیشن کرتے ہیں، سارے ڈاکٹر ہوتے ہیں کوئی آنکھوں کا کوئی ناک گلے کا کوئی دل کا سپیشلسٹ ہوتا ہے تو اس طرح شعبے ہوتے ہیں تو علماء میں مختلف شعبے ہوتے ہیں کوئی فن تفسیر میں کوئی فن حدیث میں، کوئی پڑھنے پڑھانے میں، کوئی تقریر کرنے کا فن جانتا ہے عالم ہے لیکن اسے کہو وہ کلاس نہیں پڑھا سکتا مختلف شعبے ہیں۔

ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

ہر پھول کا اپنا رنگ اپنی خوشبو ہوتی ہے وہ اگر ہمہ صفت نہ ہوں تو کثیر الصفت ضرور ہوتے ہیں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کاشت کار بھی تھے، کاروباری بھی تھے، دینی مصروفیات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذریعہ معاش نہیں تھیں۔ علمی قابلیت اللہ نے یہ بخشی تھی کہ تقسیم ملک سے قبل ہندوؤں کے جو محقق تھے ان سے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مناظرے ہوئے۔ عیسائی محققین سے ہوئے، سکھوں سے، جو جو مذاہب یہاں پائے جاتے تھے ان کے رد کے لئے مناظرے ہوئے۔ وہ عہد تھا مناظروں کا اور بڑی کثرت سے اور جگہ جگہ مناظرے ہوتے تھے۔ اپنے اپنے ہم خیال علماء کو بلایا جاتا تا جوم اکٹھے ہو جاتے پھر مناظرے کی شرائط طے ہوتیں، پھر دلائل دیئے جاتے، بیان ہوتے یہ آج کل تو بنوک شمشیر یا گن پوائٹ پر منوانے کا رواج ہے، وہ زمانہ دلائل کا تھا۔ جب ملک تقسیم ہوا تو اس میں ایک بڑی عجیب بات یہ تھی کہ ہماری جو مسلم لیگ کی قیادت تھی اس میں غلبہ شیعہ اراکین کا تھا۔ ایک سبب جو نفاذ اسلام نہ ہو سکا اس کا دوسرے اسباب کے علاوہ یہ بھی ہے کہ یہ شیعہ سنی کا مقابلہ چل پڑا، اسلام کی بات پیچھے رہ گئی اور شیعہ ریاست ہو اور سنی ریاست ہو اس میں قوم پڑ گئی یہ ایک فوری سبب جو اسی وقت بنا وہ یہ تھا اور علماء اہل سنت میں اس وقت چار پانچ اسماء گرامی ایسے تھے جن میں سے مولانا عبدالستار تونسوی اللہ ان کی مزید زندگی دراز کرے ابھی زندہ ہیں موجود ہیں، علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید احمد شاہ جو کیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، یہ چار پانچ اس پائے کے لوگ تھے جو میدان مناظرہ میں کام کر سکتے تھے۔ پورے ملک میں چار یا پانچ یا چھ عالم ہوں گے تو ان سب میں صف اول میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوا کرتے تھے اور جہاں مناظرے میں کوئی بھی ہوتا وہ عالم وہ ضرور کوشش کرتے کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا جائے اس لئے کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطالعہ الحمد للہ بہت وسیع تھا اور حافظہ خداداد تھا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایک دفعہ ہم کوئٹہ میں تھے وہاں حلقے کے ہمارے ایک ساتھی ہوتے تھے وہ تحصیلدار تھے ان کے ہاں دعوت تھی عجیب سا نام ہے شہر کا بڑنگ آباد شہر شاید کوئٹہ سے مغرب کی طرف ہے تو وہاں انہوں نے بہت سے علماء جمع کئے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علماء کی تحقیقات کے موضوع پر ایک گھنٹہ مسلسل بات چلتی رہی اور ان علماء میں ایک حضرت ایسے تھے جو بیٹھ کر نوٹ کرتے رہے جب بات ختم ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ایک گھنٹے میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبانی ستر کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ مصنف کے نام اس کی تاریخ وفات اور حوالے کے صفحہ نمبر کے ساتھ۔ کہ بات فلاں کتاب کے فلاں نمبر صفحہ پر موجود ہے جس کا مصنف فلاں ہے اور وہ فلاں سن میں فوت ہوا۔ یعنی کس عہد کا بندہ ہے کس عہد کی بات کر رہا ہے تو ایک گھنٹے میں ستر کتابوں کے حوالے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کئے مختلف دلائل میں۔ تو اس وقت ان علماء نے کہا تھا کہ اس شخص کو بحر العلوم کہا جائے۔ یہ فرد نہیں ہے یہ ایک سمندر ہے جس کا کنارہ کوئی نہیں۔ یہ ان علماء کا دیا ہوا ایک لقب تھا جو کبھی آپ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نامی کے ساتھ کہیں کہیں کوئی دوست لکھ دیتے ہیں یا آپ کبھی پڑھتے ہیں بحر العلوم۔

تو کام تو حضرت کا ہوتا رہا تبلیغی بھی، مناظرے کے میدان میں بھی اور اس کے ساتھ ذکر اذکار کی سعادت نصیب ہوئی تو کسی ایک آدھ بندے کو جسے میں نے حلقہ ذکر میں داخل کرایا اس کے لئے مجھے پانچ چھ مہینے تک مسلسل گزارشات کرنا پڑیں حضرتؒ فرماتے تھے لوگوں میں استعداد نہیں ہوتی لوگ شوق سے آ جاتے ہیں اور پھر بڑا جلدی ان کا شوق اتر جاتا ہے یہ ساری عمر کا کام ہے کون ساری زندگی خرچ کرے گا اس کے لئے تو صرف وہی چاہئیں جنہیں دنیا پاگل کہے بے وقوف کہے اور جنہیں دنیا بے شعور کہے اور وہ اپنی دھن میں ایک طرف لگے رہیں لہذا ہر بندے کو اس میں نہیں لایا جا سکتا۔ یہ اللہ کریم کو منظور تھا کہ 60ء کے آخر یا 61ء کے شروع میں انہی دنوں میں ایک جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور یہ بارگاہ نبوی ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شروع کیا۔ مناظرے بھی بارگاہ نبوی ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شروع کئے تھے۔ اس لئے کہ صوفی فطرتاً تنہائی پسند ہوتا ہے صوفی جب اکیلا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ بہت کچھ ہوتا ہے اور جب وہ لوگوں میں ہوتا ہے تو وہ تنہا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ رہنا چاہتا ہے جس کو ساتھ وہ رکھنا چاہتا ہے اس کا ساتھ اسے تب نصیب ہوتا ہے جب اس کے پاس لوگ نہیں ہوتے اور جب اس کے پاس لوگ ہوتے ہیں تو وہ لوگوں میں خود کو ایڈجسٹ تو نہیں کر سکتا اور جس کو ساتھ رکھنا چاہتا ہے وہ لوگوں میں اس کے ساتھ ہوتا نہیں، وہ اس وقت تنہائی محسوس کرتا ہے تو صوفی تنہائی پسند نہیں ہوتا صوفی اپنی مجلس میں رہنا چاہتا ہے۔ جسے ہم کہتے ہیں کہ یہ الگ تھلگ رہتا ہے چونکہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ خلوت میں جلوت کیا ہوتی ہے اور اکیلے پن میں مجلس کیا ہوتی ہے۔

صوفی تنہائی پسند نہیں ہوتا ' صوفی اپنی مجلس میں رہنا چاہتا ہے

تو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شاگردوں کو پڑھاتے، کہیں کوئی دعوت بیان فرماتے، تقریر کرتے اور باقی وقت اپنا ذکر اذکار پہ لگاتے۔ چونکہ مراقبہ فنافی الرسول ﷺ میں حضرت بڑے درد کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ نبی ﷺ کی حیات دنیوی میں بھی یہ عادت مبارک تھی کہ بات عمومی انداز میں کہتے تھے لیکن جس بندے کو کہنا مقصود ہوتا تھا اسے آپ سنواتے تھے اس لئے کہ جب حضور ﷺ مخاطب کر کے حکم دے دیں تو وہ فرض ہو جاتا ہے۔

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

اطاعت رسول ﷺ فرض ہے اگر وہ بندہ نہ کر سکے تو اس سے فرض کی کوتاہی کا جرم اس پر آتا ہے۔ تو حضور ﷺ اس لئے بات ارشاداً فرماتے تھے کسی ایک کو خطاب کرنا تو مجلس کو خطاب کر کے کہہ دیں گے کہ یہ کام اس طرح ہونا چاہئے اور وہ بندہ سمجھ لیتا تھا کہ یہ غلطی تو میں کر رہا ہوں۔ یا یہ کام تو مجھے کرنا چاہئے۔ یہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں فنافی الرسول ﷺ میں حاضر ہوا تو نبی ﷺ بڑے سنجیدہ انداز میں جلوہ افروز تھے اور فرمانے لگے کہ یہ جو دین کی عمارت بنی ہے اس میں اینٹیں اور پتھر نہیں لگے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ہڈیاں لگی ہیں اس میں کسی نے گارا اور پانی نہیں لگایا میرے صحابہؓ کا گوشت پوست اور ان کا خون لگا ہے اور آج لوگ ان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور جاننے والے لوگ گوشہ نشینی میں اللہ اللہ میں مزے لے رہے ہیں تو کل قیامت کو یہ پوچھا ضرور جائے گا کہ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تم

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

کہاں تھے۔

یہ وہ لمحہ تھا جو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میدان مناظرہ میں لے آیا اور پھر آخری وقت تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا حق ادا کیا۔ تحقیق کی کتابیں لکھیں، مناظرے کئے، سفر کئے، مقابلے کئے، قاتلانہ حملے ہوئے، جھگڑے ہوئے، مقدمے ہوئے، بڑے بڑے تماشے بنے لیکن ان کی عزیمت میں کوئی فرق نہ آیا اور انہوں نے آخری دم تک اس حکم کی تعلیم کی۔ یہی حکم اس انداز میں جماعت کی تشکیل کا سبب بنا جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارگاہ نبوی ﷺ سے ملا۔ یہ یاد رکھیں۔

صوفی جو صاحب کشف ہوتا ہے اس کا کشف اس کی ذات کیلئے حجت ہوتا ہے نبی کا کشف ساری امت کے لئے دلیل ہوتا ہے صوفی کا کشف دوسرے کے لئے نہیں بلکہ اس کے اپنے لئے دلیل ہوتا ہے اور کشف وہ ہوتا ہے جو حدود شرعی کے اندر ہو حدود شرعی کے باہر ہو تو وہ کشف نہیں ہوتا استدراج ہوتا ہے شیطان کا پھیلایا ہوا جال ہوتا ہے یہ ایک اصول ہے۔

تو ارشاد ہوا بارگاہ نبوی ﷺ سے کہ بھئی اب گمراہی بڑھ رہی ہے، لوگ ہدایت کے لئے پیروں کے پاس جاتے ہیں لیکن نیک لوگوں کی جگہ ایسے لوگ آ گئے ہیں جو خود نیک نہیں ہیں، وراثت میں انہیں گدیاں مل گئی ہیں، اعمال کی اصلاح کیا ہو گی، جانے والوں کے اعمال ضائع ہو رہے ہیں، آپ اس اللہ اللہ اور ان قلبی کیفیات پر شرائط نہ لگائیں بلکہ ہر آنے والے کو تعلیم کئے جائیں۔ دنیا میں یہ سب سے مشکل کام ہے۔ مسلمانوں کو تبلیغ کرنا اور سادہ سی بات کہنا کہ بھائی نماز ادا کرو اس میں کیا مشکل ہے لیکن تبلیغ والوں سے جا کر پوچھو اس پر بھی انہیں مار پڑتی ہے کہتے تو اتنا ہی ہیں تا کہ آپ مسلمان ہو اللہ نے آپ کو صحت دی ہے آپ کو اللہ نے عزت دی ہے اور اللہ کو بھی یاد کر لیا کرو نماز ادا کر لیا کرو اس سے بڑھ کر تو وہ کچھ نہیں کہتے، اس پر بھی انہیں مار پڑتی ہے، مساجد سے نکال دیا جاتا ہے۔ کوئی وہ عقیدے کی بات نہیں کرتے، کسی کو بھلا برا نہیں کہتے، کسی پر طنز نہیں کرتے اس کے باوجود۔

کسی کو ایک مسلسل زندگی کے لئے ایک ایسا راہ حیات جسے لوگ جانتے ہی نہیں تو یہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ جس پر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عرض بھی کی یا رسول اللہ ﷺ جب یہ سارا ہجوم اس طرح کے لوگوں کا اکٹھا ہو گا تو شاید ہمارے اپنے مراقبات بھی بچ پائیں گے یا ان پر بھی ظلمت چھا جائے گی۔ اتنے سینوں کو روشن کرنا تو ان سے جو ظلمت اٹھے گی ہم تو خود گنہگار لوگ ہیں تو وہ ہمارے دل کو بھی مکدر کر دے گی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کو صفائی پر لگا دیا جائے اس کے اپنے کپڑوں پر گرد تو پڑتی ہے لیکن صحن صاف ہو جاتا ہے۔ جس کو جھاڑو دے کر لگا دیا جائے جب گرد اڑتی ہے تو اس کے لباس پر گرد ضرور بیٹھتی ہے لیکن وہ پورا صحن صاف چھوڑتا ہے تو میلے لباس کو دھونے میں وقت نہیں لگتا لیکن اگر سارے صحن میں صفائی نہ ہو تو وہ مشکل سا کام ہے۔

> دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو باب فتح پر ایک بہت خوبصورت تجلی نمودار ہوئی جس میں ایک ہاتھ نمودار ہوا اس ہاتھ میں سبز رنگ کا جھنڈا تھا جس پر گلوب بنا ہوا تھا اور گلوب پر مہر نبوت تھی

تب یہ دروازہ ہر چھوٹے بڑے کے لئے کھل گیا اور تصوف کی تاریخ میں یہ چودہ سو سال بعد یا گیارہ سو سال بعد اس لئے خیر القرون میں یہ ہوتا تھا تین صدیوں تک یہ ہوتا رہا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس جو گیا وہ قلبی کیفیات لے کر آیا وہ صحابی بن گیا۔ اک نگاہ میں صحابی بن گیا۔ صحابہ کی خدمت میں جو پہنچا وہ ایک نگاہ میں تابعی بن گیا۔ کیفیات قلبی دیانت امانت صحت عقیدہ صحت عمل اسے نصیب ہو گئی۔ ایمان و یقین کی دولت اسے مل گئی۔ تابعین کی خدمت میں بھی جو پہنچا وہ تبع تابعی بن گیا۔ مرد تھا عورت تھی بچہ تھا بوڑھا تھا جوان تھا امیر تھا فقیر تھا تاجر تھا یا مزدور تھا جو بھی پہنچا جسے مجلس نصیب ہوئی وہ تبع تابعی بن گیا، جس کے لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر میرے بعد والوں کا پھر ان کے بعد والوں کا۔ تو صحابہ تابعین تبع تابعین۔ صحابہ کا زمانہ حضور ﷺ سے الگ نہیں ہے صحابہ آپ ﷺ کے زمانے کے لوگ ہیں۔ صحابہ کے بعد تابعین دوسرا زمانہ ہے تبع تابعین تیسرا زمانہ ہے یہ قرون ثلاثہ یا تین صدیاں یہ خیر القرون کہلاتی ہیں بہترین تین صدیاں۔ خیر القرون کے بعد آج تک تاریخ اسلام کا دامن اہل اللہ کے نام سے اس طرح درخشاں ہے۔ جس طرح اندھیری رات میں آسمان کا دامن ستاروں سے روشن ہوتا ہے۔ اللہ باطن کی نگاہ دے تو زمین میں چپے چپے پہ مختلف طرح کے نور نظر آتے ہیں، ہر دل کا اپنا رنگ ہے، ہر بندے کا اپنا مزاج ہے، ہر فن ہونے والے صوفی کے اپنے انوارات اور کیفیات

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

کی اپنی نوعیت ہے تو آسمان پر ستارے کم پڑ جاتے ہیں اور زمین پر روشنیاں زیادہ نظر آتی ہیں۔

لیکن یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ تیسری صدی سے لیکر چودھویں صدی تک گیارہ سو سال میں پھر کسی نے اس طرح دروازے کو نہیں کھولا جو طریق سنت رسول ﷺ تھا جو طریق سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھا کہ جو بھی آئے وہ کیفیات قلبی لے کر جائے زبانی تبلیغ پر ہی نہ رہ جائے زبانی تسبیحات پر اور ذکر لسانی پر نہ رہے بلکہ کیفیات قلبی لے کر جائے۔ میں نے کسی مضمون میں یہ لکھ دیا تھا دوستوں نے بعض علماء نے یہ لکھا کہ آپ نے یہ بڑائی کی بات کی ہے تو میں نے انہیں جواباً عرض کیا تھا کہ آپ مجھے تاریخی اعتبار سے اس کا جواب دیجئے یہ بات بڑائی کی نہیں ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔ **انا سید ولد ادم ولا فخر لی۔** میں اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں صرف تمہارا نہیں اولاد آدم علیہ السلام کا نسل انسانیت کا لیکن یہ میں فخر سے نہیں کہہ رہا تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہ حقیقت ہے **ولا فخرلی** فرمایا میں فخر نہیں کر رہا۔

میں نے کہا حضور میں نے فخر نہیں کیا اللہ مجھے معاف کرے میں نے لوگوں کو عظمت شیخ سے آگاہ کیا ہے کہ تم وہ خوش نصیب ہو جنہیں اللہ نے اتنا عظیم شیخ دیا ہے۔ ہم ہر ولی اللہ کا احترام کرتے ہیں اور قرآنی طریقہ ہے کہ کسی ولی اللہ کی توہین تو بڑے دور کی بات ہے ناقدری نہ کی جائے توہین تو بہت ایک کرخت لفظ ہے۔ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسائل السلوک اخذ کئے ہیں قرآن کریم سے اور انہوں نے تفسیر میں الگ دیئے ہیں تصوف اور سلوک کے مسائل تو جہاں آیہ مبارکہ **تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت۔** وہاں وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ نے نبیوں میں بات کرنے کا اسلوب یہ بنایا ہے کہ یہ رسولوں اور نبیوں کی جماعت ہے اور اس میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے یہ نہیں فرمایا کہ بعض بعض سے کم ہیں حالانکہ معنی دونوں کا ایک ہے اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے درجے بلند ہیں اور بعض کے کم ہیں تو مفہوم تو وہی ہے لیکن اللہ نے اس انداز کو انبیاء علیہم السلام کے لئے توہین قرار دیا ہے اور اسے استعمال نہیں فرمایا۔ فرمایا سب اچھے ہیں بعض اچھوں میں اور بھی اچھے ہیں۔

وہاں وہ مسائل السلوک میں رقم طراز ہیں کہ جب ولی اللہ کی بات آئے تو کہو سب اچھے ہیں اور جس کے فضائل آپ کے پاس زیادہ ہیں اسے کہو وہ اور بھی اچھے ہیں لیکن خامی یا برائی یا کسی کے ذمے کمی کا لفظ استعمال نہ کرو کہ اللہ نے بات کرنے کا سلیقہ اس طرح سے بتایا ہے۔ عظمت اولیاء اللہ یا ان کا اپنے مقامات ان کی تاریخ ساز کردار ان کی اصلاح احوال کے لئے قربانیاں یہ تو درخشاں مثالیں ہیں اور سنہری حروف میں لکھی ہوئی ہیں۔

آپ تبع تابعین سے لیکر بحر العلوم حضرت مولانا اللہ یار خاں رحمۃ اللہ علیہ تک تاریخ چھان لیجئے کوئی بندہ ایسا نظر آئے کہ جس نے ہر آنے والے کو تصوف سکھایا ہو تو مجھے بھی بتا دیجئے تو میری اس بات کی جملے کی اصلاح ہو جائے، مجھے نہیں ملا۔

اور یہ جرات رندانہ کسی صوفی کے بس کی بات نہ تھی۔ اگر یہ ارشاد نبوی ﷺ علیہ وسلم نہ ہوتا۔ اور پھر اللہ کی شان دیکھو کہ جو آیا اس کا سینہ کچھ نہ کچھ لے کر گیا خالی کوئی نہیں رہا۔ مشاہدات ہوئے انوارات دیکھئے عقائد کی اصلاح ہوئی اعمال کی اصلاح ہوئی۔ بعض ساتھیوں کے متعلق شکایتیں آتی ہیں کہ جی اس نے یہ زیادتی کی وہ غلطی کی تو میں انہیں کہا کرتا ہوں یہ موازنہ کر کے دیکھو کہ جب اس بندے کو ذکر نصیب نہیں تھا تو وہ کیسا تھا اور اگر اس وقت پانچ ہزار غلطیاں کرتا تھا تو اب اس سے پانچ ہوگئی ہیں تو تھوڑا سا صبر بھی کرلو آخر انسان تو ہے۔ لیکن یہ دیکھ لو کہ بندہ کس مزاج کا تھا کہاں سے نکلا۔

پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس میرے دوست تھے اس نے لاہور میں مجھ سے ایک ساتھی کی شکایت کی کہ ہمارے ایک ساتھی نے کتے کو گولی ماردی تو میرے پاس شکایت لے کر آئے کہ اس نے میرا کتا ماردیا میں نے کہا شکر کرو وہ ساتھی ہے اور اللہ اللہ کرتا ہے یہ گولی تمہیں لگنی تھی اگر وہ حلقے میں نہ ہوتا تو کتا نہ مرتا یہ گولی تمہارے سینے میں پیوست ہوتی یہ اللہ اللہ کی برکت ہے کہ اس نے بندوق اٹھائی گولی بھری اور تمہیں مارنے کی بجائے تمہارے کتے کو ماردی۔ تو چیف جسٹس صاحب بات سمجھ گئے۔ کہنے لگے بڑی بات ہے میں تو شکوہ لے کر آیا تھا کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی لیکن میں تو بچ گیا واقعی بات ایسی تھی صورت حال یہی تھی تیور اس بندے کے ایسے ہی تھے لیکن یہ اللہ کا شکر ہے۔

تو ہم جب کسی کا موازنہ کرنے لگتے ہیں تو ہمارا معیار ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا' فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا' آج کے بندے کو وہاں کھڑا کر کے کہتے ہیں دیکھو۔ اس عہد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں نے لے جاؤ۔ آپ کے ساتھی جو آج ملازم ہیں ان کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

> **ہر بنی آدم اپنا وعدہ بھول کر اللہ کے بندے بننے سے محروم ہو گئے اور شیطان نے ہمیں اپنا سواری کا گدھا بنا لیا**

ان کے ساتھ کے دفتری بھائیوں کی صف میں کھڑا کرکے دیکھو۔ جو آج کے کاشتکار ہیں انہیں آج کے کاشتکاروں میں کھڑا کرکے دیکھو۔ جو آج کے تاجر ہیں انہیں آج کے تاجروں میں کھڑا کرکے دیکھو تو یہ اللہ کی عظمت ہے کہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ وہ اللہ اللہ بھی کرے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ آئی ہو۔ یہ ممکن نہیں ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ سو فیصد اصلاح بندے کی نہیں ہوتی اور اس عہد میں چودہ سو سال کا فاصلہ طے کرکے کسی کو حضور بارگاہ نبوت ﷺ سے آشنا کر دینا یہ کہانی نہیں ہے۔ یہ تو جب تک کسی کو تجربہ نہیں ہوتا تب تک وہ مانتا نہیں ہے ہمارے ساتھ سر مارتا رہتا ہے لیکن اندر سے اسے یقین نہیں آتا کہ یہ کیسے ہوگا اور جب اسے نصیب ہوتا ہے تو میں نے مفتیوں کو علماء کو چیخ چیخ کر کہتے سنا ہے کہ یقین نہیں آرہا تھا لیکن یہ حق ہے اور ہم غلط سوچتے تھے۔ یہ سارا جو میں عرض کر رہا ہوں یہ آپ کے داخلے کی بات کر رہا ہوں اس مدرسے کے کھلنے کی بات کر رہا ہوں اس سلسلے کے بننے کی بات کر رہا ہوں۔ 60ء سے لیکر 93، 94ء تک ایک ہی بات پہ محنت ہوتی رہی کہ اللہ کے بندوں کو مردوں کو خواتین کو بہنوں کو بیٹیوں کو ماؤں کو بچوں کو ملازموں کو تاجروں کو آجروں کو مزدوروں کو حاکموں کو محکوموں کو ہر ایک کو اللہ کے ہر بندے کو بچانے کی کوشش کی جائے اسے ایک قلبی نور عطا کیا جانا چاہئے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ لوگ صوفیوں کے پیچھے گھومتے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے بعد میں بھی دنیا کے گوشے گوشے میں گھوما' اس لئے نہیں کہ ہمارے پاس لوگ کم آتے تھے اس لئے کہ یہ ہماری ذمہ داری بن گئی تھی جسے لوگوں تک پہنچانا تھا۔ الحمدللہ جب اللہ کو منظور ہوا جب اللہ نے چاہا۔ تو بیت اللہ میں عمرے کی سعی کر رہے تھے ہم صفا پہ دعا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو سلیقہ یہ ہے سنت یہ ہے حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی صفا پہ جب مروہ کا چکر لگا کر صفا پہ آتے تو آپ ﷺ چکر مکمل ہونے پر دعا فرماتے اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ بیت اللہ شریف کو دیکھ کر دعا مانگا کرتے تھے اس وقت نہ یہ عمارت تھی اردگرد اور نہ اس طرح کے ستون اور آرچیں تھیں نہ ڈاٹیں تھیں رکاوٹ کوئی نہیں تھی اب بہت سی وہ آرچز ستون اور پلرز اور بہت سی چیزیں عمارتیں درمیان میں آ گئیں ہیں تو اگر نظر نہ آئے دعا کر لی جائے تو ہو جاتی ہے لیکن مستحسن یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ بیت اللہ شریف نظر آ رہا ہو۔ تو میری عادت ہے کہ میں جب بھی حاضری نصیب ہو تو جب چکر پورا کرکے یہاں آتے ہیں تو کوشش کرتا ہوں کہ صفا پر کھڑے ہوں اور ایسی جگہ ہو جہاں سے محرابوں سے بیت اللہ شریف نظر آ جائے جو ساتھی ساتھ رہے ہیں جانتے ہیں۔

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو باب فتح پر ایک بہت خوبصورت تجلی نمودار ہوئی جس میں سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اس ہاتھ میں سبز رنگ کا جھنڈا تھا اس جھنڈے پر گلوب بنا ہوا تھا اور گلوب پر مہر نبوت تھی۔ یہ بات تحریر میں بھی آ چکی بیانوں میں بھی آ چکی یہ وہ موڑ تھا جب الاخوان کی بنیاد رکھی گئی اور یہ میں ان لوگوں کے لئے کہہ رہا ہوں جنہیں اب تک یہ وسواس رہتا ہے کہ شاید ہم نے اقتدار کے لئے یا کسی ذاتی غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ اللہ کو چھوڑ کر سیاسیات کی راہ اپنالی۔

یہ سیاسیات نہیں ہے یہ کورس میں اضافہ تھا جیسے نصاب میں آپ الجبرا پڑھ رہے ہیں جیومٹری پڑھ رہے ہیں۔ Math پڑھ رہے ہیں آپ اس میں ہسٹری پڑھ رہے ہیں اس میں کسی لینگویج کا اضافہ کر دیا جاتا ہے کہ جی اب اس میں عربی جاننا بھی شرط ہے نصاب میں اضافہ ہو گیا۔ تو جس طرح کورس چل رہا تھا۔ 60ء سے لیکر 93، 94، 95ء تک اس میں ایک اضافہ ہو گیا کہ آپ ایک تنظیم بنائیے قرآن کریم سے ہم نے اس کا نام اخذ کیا الاخوان اور اس کا جھنڈا بیت اللہ میں اس انداز سے عطا کیا گیا۔ میری ذات کے لئے یہ حجت تھی اور میں اسے صرف تنظیم سازی کے لئے قدرت کی مدد نہیں سمجھتا میں اسے فتح کی دلیل سمجھتا ہوں۔ میرا ایمان یہ ہے کہ چودہ صدیوں میں کسی کو مہر نبوت جھنڈے کے لئے عطا نہیں ہوئی اور نہ کسی نے یہ جھنڈے پر لگائی ہے اور اگر عطا ہوئی ہے تو انشاء اللہ اسے کوئی سرنگوں نہیں کر سکے گا۔ یہ انشاء اللہ اسلام کی

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

روئے زمین پر نشاۃ ثانیہ کا بنیادی پتھر ثابت ہوگا۔ لیکن یہ کورس میں اضافہ ہوگیا کہ اس فن کو بھی ساتھ سیکھو۔

جانو سیاست کیا ہوتی ہے جانو اور سمجھو کہ ہونا کیا چاہئے ہو کیا رہا ہے۔ اب لگتا یہ ہے میرے پاس اب کوئی حکم نہیں ہے' بالکل غلط بات۔ منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر نہیں کہوں گا نہ اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے کوئی غلط بات لگائی جا سکتی ہے؟ اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔ **من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعد من النار۔** جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے۔ آثار و قرائن یہ بتاتے ہیں ہم مکلّف ہیں ظاہر کے اور ظاہر کے حالات یہ بتاتے ہیں کہ اگر تبدیلی کا موسم آیا ہے اور اگر آپ کا حافظہ ساتھ دے رہا ہے تو آپ کو یاد ہوگا کہ الاخوان کے پلیٹ فارم سے نظام کی تبدیلی کی بات کی گئی۔ جب بات کی گئی تو کہا جاتا تھا یہ پاگل پن ہے یہ ممکن نہیں ہے؟ کیسے کہتے ہو تم۔ الحمدللہ! رب العالمین نے اس بات میں اتنی قوت پیدا کی کہ نواز شریف صاحب بھی کہتے تھے نظام تبدیل ہونا چاہئے بعد میں آنے والی حکومت کے چیف ایگزیکٹو بھی فرماتے ہیں نظام تبدیل ہونا چاہئے۔ یعنی تبدیلی نظام کبھی ایک دیوانے کی بڑ کہا جاتا تھا وہ ایسی حقیقت بنی کہ جس بندے کو چھابڑی فروش کو ریڑھی فروش کو نظام کا معنی نہیں آتا وہ بھی کہتا ہے نظام تبدیل ہونا چاہئے۔ لیکن برائی کی قوتیں کبھی اپنا کام نہیں چھوڑتیں' ابلیس کی کارکردگی میں یہ ہے کہ وہ ازل سے لگا ہے اور قیامت تک سستی نہیں کرتا اپنے شعبے میں' اپنے فن میں' اپنے کام میں' وعدہ ہم نے بھی کیا تھا۔ جب کہا تھا۔ **قالو ابلی** **الست بربکم۔** کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں **قالو ابلی۔** ہماری ارواح نے بھی کہا تھا کہ بے شک اللہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ ہم یہاں آ کر اس بدن میں محبوس ہو کر اس کی لذتوں میں کھو کر اپنا وعدہ بھول گئے۔ اس بدمعاش نے اپنا وعدہ بھولا نہیں ہے کہ میں تیرے بندوں کو آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا تیری بارگاہ ان کے سجدوں سے خالی رہے گی اور مجھے سجدے کریں گے۔ بڑا خوبصورت جواب دیا تھا رب العالمین نے۔ کہ تو بے وقوف ہے **ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان۔** جو بندے میرے ہوں گے ان پر تیرا داؤ نہیں چلے گا اور جو میرے نہیں ہوں گے مجھے ان کی پرواہ بھی نہیں ہے۔ جو مجھے چھوڑ دیں گے ان کے لئے میں نے بھی دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ تجھے بھی اور ان کو بھی یکجا کر دوں گا لیکن جو میرے ہو جائیں گے۔

ان عبادی۔ یقیناً یہ بات پختہ ہے عبادی میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہ چلے گا تو حضرات ہم بنی آدم اپنا وعدہ بھول کر اللہ کے بندے بننے سے محروم ہو گئے اور شیطان نے ہمیں اپنا سواری کا گدھا بنا لیا لیکن جو اللہ کے بندے تھے وہ ساری عمر شیطان کو بھگا بھگا کر مارتے رہے۔ نبی ﷺ اصدق الصادقین ﷺ نے فرمایا تھا کہ عمرؓ جس راستے سے آ رہا ہو شیطان راستہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور میں ساتھیوں سے عرض کیا کرتا ہوں کہ یار ہمیشہ کہتے ہو شیطان تنگ کرتا ہے کبھی شیطان بھی یہ کہے کہ انہوں نے مجھے بڑا تنگ کر رکھا ہے۔ ایک مخلوق ہے ایک جن ہے انسان سے کم تر حیثیت کا مالک ہے وسوسہ ڈال سکتا ہے پکڑ کر نہیں کرا سکتا اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ جنوں والا جو شیطان ہے کم خطرناک ہے انسانوں میں سے جو شیطان بن جاتے ہیں زیادہ خطرناک وہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو پکڑ کر آپ سے کام کرا سکتے ہیں' اپنے ساتھ آپ کو برائی میں شامل کر لیتے ہیں اور یہ تو محض خیال ڈال سکتا ہے دل میں' پکڑ کر تو نہیں کروا سکتا۔ تو جب ہمارے پاس نوع انسانی کے پاس اللہ کا وعدہ اللہ کا نبی ﷺ رحمت مجسم موجود ہیں۔ پھر شیطان کیا بگاڑ سکتا ہے۔ جب سورت فاتحہ نازل ہو رہی تھی تو سیرت میں حدیث شریف میں ملتا ہے کہ شیطان ریگ زاروں میں لیٹتا تھا اور ریت کی مٹھیاں بھر بھر کے سر میں ڈالتا تھا کہ میں تباہ ہو گیا جو بندہ دن میں پانچ نمازیں' نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا پڑھے گا اس پر میرا بس کیسے چلے گا تو دن میں پانچ مرتبہ باوضو ہو کر اللہ سے اقرار کرے گا کہ تو ہی کائنات کا رب ہے اور تمام کمالات صرف تیرے ہیں تو رحمان ہے تو رحیم ہے تو روز جزا کا مالک ہے اور میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور عبادت کے لئے تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں مجھے سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا اور جو تیرے غضب کا شکار ہوئے اس

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ جنوں والا جو شیطان ہے کم خطرناک ہے انسانوں میں سے جو شیطان بن جاتے ہیں زیادہ خطرناک ہوتے ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

راستے سے مجھے بچالے۔ اب پانچ نمازیں پڑھتا ہے متعدد رکعتیں پڑھتا ہے ہر رکعت میں یہ ضرور پڑھتا ہے باوضو کھڑا ہے اللہ کے حضور کھڑا ہے اور درددل سے کہہ رہا ہے۔

تو شیطان سر میں خاک ڈالتا تھا کہ میرے بس سے تو یہ لوگ نکل گئے۔ بنی آدم کا میں کیا بگاڑوں گا۔ یہ الگ بات کہ پھر اس نے لوگوں سے اس کا پڑھنا ہی ترک کروادیا اور جو پڑھتے تھے ان کے دل سے کیفیات سلب ہوگئیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس کورس نے' اس مشاہدے نے' الاخوان کا اضافہ کر دیا۔ یہ سارا کس لئے تھا کہ اتنے لوگوں کے دل روشن ہوں' اتنے لوگوں کے سینے روشن ہوں' اتنے لوگوں کو سیاسیات سے آگاہ کیا جائے' شب بیدار بھی ہوں' ان میں خلوص بھی ہو۔ ان میں پیار بھی ہو' ان میں محبت بھی ہو اور جان قربان کرنے کو تیار بھی ہوں۔ اب ایک کڑی اس کے ساتھ اور ملائی ہے۔ مسلمانان برصغیر نے کوشش کی آزادی کی اور انگریز کے آنے سے لیکر انگریز کے جانے تک ایک سو پچاس سال لڑتے رہے یہ مت بھولیں کہ انگریز کے پورے زمانے میں مسلمانوں کا جہاد ہمیشہ جاری رہا' کیلے اکیلے بھی' جماعتی صورت میں بھی سیاسی میدان میں بھی اور شمشیر بکف ہوکر بھی۔ پھر پاکستان ظہور پذیر ہوا اور ایک بات میری پوری توجہ سے سن لیں میں نے جاپان سے لیکر امریکہ کے مغربی ساحلوں تک اور چین سے لیکر افریقہ تک دنیا کو دیکھا ہے۔

جتنا دینی علم اس برصغیر میں ہے اتنا علم اسلام کے متعلق دنیا کے دوسرے کسی مسلمان عالم یا مسلمان ملک کے پاس نہیں ہے بلکہ اکثر دنیا میں جو لوگ عالم پائے جاتے ہیں اب ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو یہاں سے سیکھ کر جاتے ہیں۔ جتنے باعمل اور باکردار مسلمان اس برصغیر اور پاکستان میں ہیں اس طرح کا باکردار مسلمان مجھے روئے زمین پر نظر نہیں آیا۔ شاید اسی لئے اور یقیناً اسی لئے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے یہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں موجود ہے اور ہندوستانیوں سے آپ ﷺ کی ملاقات ثابت ہے اور جہاں آج کل یہ عمان کا ملک ہے یہ ایک ایسی منڈی ہوتا تھا جس میں چین سے یورپ تک ہندوستان سے افریقہ تک تاجر جمع ہوا کرتے تھے۔ چینی تاجر وہاں گئے ہندوستانی تاجر وہاں گئے اور ان کے حالات وواقعات نبی ﷺ نے سنے ان کی لباس کے بارے باتیں سنیں اور ان لوگوں کی حقیقت سے حضور ﷺ آشنا تھے ظاہری طور پر بھی۔ تاریخی طور پر یہ چیزیں ثابت ہیں بلکہ اس موضوع پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں یہ ساری مصدقہ معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

تو جب یہ پاکستان بنا تو ایک عجیب بات ہوئی 1947ء کے اگست میں رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور فیصلہ یہ ہوا کہ چودہ اگست کو انڈیا کی آزادی کا اعلان کیا جائے۔ کہ وہ بڑا ملک ہے اور پندرہ کو پاکستان کی آزادی کا اعلان کیا جائے یہ طے ہوئی بات۔ اب ہندوؤں نے پھر لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے ملاقات کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے جوتشیوں نے اور ہمارے مذہبی رہنماؤں نے ہمیں بتایا ہے کہ چودہ اگست ہمارے لئے شبھ گھڑی نہیں ہے مناسب وقت نہیں ہے مبارک اور سعید ساعت نہیں ہے ہمارے لئے مناسب وقت پندرہ اگست ہے لہذا پاکستان بے شک ہندوستان سے چھوٹا سہی لیکن آپ یہ تبدیلی کریں کہ پاکستان کی آزادی کا اعلان چودہ اگست کو کریں اور ہندوستان کی آزادی کا پندرہ کو۔ اب آپ چودہ کو یوم آزادی مناتے ہیں اور ہندوستان پندرہ کو مناتا ہے اور چودہ اگست کو رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی جس کے بارہ بجے اس کی آزادی کا اعلان ہوا یہ کسی سیاست دان نے کسی عالم نے کسی صوفی نے نہیں یہ ٹائم ٹیبل ترتیب دیا اس قادر مطلق نے کسی کے خواب خیال میں بھی یہ نہیں تھا یہ اس نے اہتمام کر دیا کہ لیلۃ القدر کو یہ خطہ زمین وجود پذیر ہوا۔ کیا یہ اس بات کی کافی دلیل نہیں ہے کہ یہ خطہ انشاء اللہ قائم رہے گا اسلامی ریاست بنے گا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے گا۔ اب آپ اس بات کو اس سے ملایئے تجزیہ کر کے کہ ایک طرف آزادی کے لئے تحریک دلوں میں پیدا کی رب العالمین نے' لوگوں نے جانیں لٹائیں جب کوئی امید آزادی کی نہیں تھی لوگ تب بھی ذبح ہوتے رہے' قربانیاں دیتے رہے کہ ملک آزاد ہو نہ ہو ہماری جان تو اللہ کی راہ میں جائے گی اور پھر ملک آزاد ہوا۔ دوسری طرف اپنی بارگاہ کے دروازے کھول دیئے اپنے ایک بندے کو اس بات پہ لگادیا کہ ہر آنے والے کے دل میں میرا نام سمودو کندہ کر دو کھود دو' جب سانس لے اس میں میرا نام سمودو۔ اور جب ایک بہت سی جماعت پختہ کار ہوگئی تو فرمایا اب انہیں سیاسیات بھی سکھاؤ۔ لیکن میرے ذکر میں کمی نہ آئے نصاب سخت ہو گیا۔

اب ایک اور حدیث یاد کرو نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس امت کا اول افضل ہے یا آخر افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی ہے جو برستی ہے تو جل تھل کر دیتی ہے اور دیکھنے والا مبہوت رہ جاتا ہے وہ مقرر نہیں کر سکتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہ پہلے بارش تیز تھی یا بعد میں تیز تھی بلکہ ہر طرف سیلاب ہی نظر آتا ہے میری امت کا عالم یہی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دو جماعتیں ابھی اور ایسی ہیں جو بلا حساب جنت میں جائیں گی۔ یہ بشارت آپ ﷺ نے دی تھی اصحاب بدر کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بدر میں شرکت کی وہ جنت میں جائے گا عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ خطا کرے گناہ کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کوئی شرط نہیں لگائی۔ جب محدثین شارحین حدیث اس حدیث مبارک پہ بات کرتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ منشا نبوی ﷺ یہ ہے کہ جسے اللہ جنت کے لئے منتخب کر لیتا ہے اسے کام بھی جنتیوں والے کرنے کو توفیق ارزاں کر دیتا ہے وہ دوسری طرف جاتا ہی نہیں۔ اور اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر اختلاف ہو اور اصحاب بدر میں سے ایک بندہ صرف زندہ ہو اور ساری امت ایک رائے پہ ہو اور اس کی رائے الگ ہو تو اس کی رائے پہ عمل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ وہ جنتی ہے اور جنتی غلط فیصلہ نہیں کرتے وہ اہل جنت کا سا فیصلہ کرتے ہیں یہ اسلام کی جمہوریت ہے کہ جس بندے کو جو عظمت ہے اتنی اسی کی رائے کی اہمیت ہے یہ نہیں کہ بندے گدھے جانور بیل بھینس گھوڑے گن لو جس طرف تعداد زیادہ ہے اس طرف حق ہے یہ نہیں ہے اہل حق کی اپنی حیثیت کے مطابق ان کی رائے کی اہمیت ہے۔ عام مسلمان کی رائے اپنی ہے عالم کی رائے اپنی ہے، باکردار کی رائے اپنی ہے اور بد دیانت کی رائے تو اسلام لیتا ہی نہیں۔ بد دیانتی جس پر ثابت ہو جائے اسے تو عام گواہی کے لئے عدالت میں شہادت کے نااہل قرار دے دیتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ حکومت بنا تا

پھرے۔ تو شاید میرا یہ فلسفہ ابھی حکمرانوں کی سمجھ میں نہیں آئے گا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو جماعتیں بلا حساب جنتی ہیں ایک وہ جو غزوۃ الہند میں شریک ہو گی گویا ہند میں جہاد ہو گا، برصغیر میں جہاد ہو گا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے گا اور جو اس میں شہید نہیں جو اس میں شامل ہوں گے شہید ہونا تو الگ بات ہے جو اس میں شامل ہوں گے وہ سب بلا حساب جنتی ہوں گے اور ابوھریرہؓ اس حدیث کو بیان کر کے دعا مانگا کرتے تھے کہ کاش یہ موقع مجھے ملے اور لوگ کہیں ابوھریرہؓ شہید ہے اور جنتی ہے یا پھر میں زندہ واپس

سیاسیات کا وہ ڈھب بنایا جائے جو ہمارا اپنا ہو قومی ہو اسلامی ہو جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہو

آ جاؤں اور کہیں ابوھریرہؓ وہ ہے جو غازی بھی ہے اور جنتی بھی ہے۔

اب آپ ان احادیث مبارکہ کو اور پاکستان کے بننے کو ملا کر دیکھیں تو کیا غزوۃ الہند کی بنیاد رکھ نہیں دی حضور ﷺ نے۔ اور جو آپ ﷺ نے فرما دیا کہ جو لوگ اس میں شریک ہوں گے وہ بلا حساب جنتی ہوں گے اہل بدر کو بشارت دی پھر فرمایا ایک فوج قسطنطنیہ کو فتح کر کے ریاست اسلامی میں شامل کرے گی وہ لوگ بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ آخر زمانے میں دو جماعتیں ہوں گی ایک غزوۃ الہند میں شریک ہو گی اور ایک جو نزول عیسیٰ

علیہ السلام پر ان کے ہم رکاب ہو کر جہاد کریں گے اور حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ارشاد ہے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک پیش گوئی ہے کہ میری بنائی ہوئی یہ جماعت انشاء اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی رفاقت کا حق بھی ادا کرے گی۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد مجھے بہت یاد ہے بڑی اچھی طرح اور جو لوگ اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم نشین ہوتے تھے ان سب کو یاد ہو گا۔ فرماتے تھے کسی نے کہہ دیا جی یہ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد کمزوری آتی جائے گی اور جس طرح باقی سلاسل ختم ہوتے ہیں یہ بھی ختم ہو گا۔ فرمایا نہیں یہ ختم نہیں ہو گا یہ انشاء اللہ جب نزول عیسیٰ علیہ السلام ہو گا اس وقت بھی اس سلسلے کے لوگ موجود ہوں گے اور رفاقت عیسوی علیہ السلام کا حق ادا کریں گے۔ تو یہ ساری کڑیاں ملاتے جائیں تو آپ کو اپنی منزل اپنا سفر بترتیب نظر آنا شروع ہو جائے گا اور عجیب و غریب سوالات جو پیدا ہوتے ہیں وہ ختم ہونے شروع ہو جائیں گے۔ یہ میرا اندازہ ہے یہ میری سوچ ہے کہ شاید وہ وقت قریب ہے یا یہ میرا ذوق ہے میری تمنا ہے کہ اللہ ہمیں غزوۃ الہند کی اس برکات سے مستفید فرمائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنی محنت جو کی گئی شاید اس کے امتحان کا وقت بھی ہے اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی خانہ جنگی کو غزوۃ الہند نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے مجھے یہ خطرہ نہیں ہے کہ ہمارا ہمارے اپنے بھائیوں سے یا سول کا فوج سے ٹکراؤ ہو گا یہ نہیں ہے بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ عالمی طاقتیں کسی کو اکسائیں گی ہندوستان ہی کو اکسا دیتی ہیں اور کوئی کفر کی طاقت چڑھ دوڑتی ہے تو پھر انشاء اللہ یہ جہاد ہو گا غزوۃ الہند بپا ہو گا خوش نصیب شہید ہوں گے خوش نصیب

www.naqshbandiaowaisiah.com

غازی ہوں گے' خوش نصیب جنت کی نوید اسی دنیا میں لیں گے بالآخر نتیجتاً جنگ کا خاتمہ اس بات پر ہوگا کہ کفر کو شکست ہوگی' اسلام نافذ ہوگا' اسلامی ریاست بنے گی امن قائم ہوگا اور دنیا اس مثالی ریاست کو دیکھ کر اسلام قبول کرے گی اور روئے زمین پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوگی اور یہ ساری تحریک اسی گلوب اسی سبز کپڑے اور اس مہر نبوت میں موجود ہے۔ یہ ساری بات اس میں لکھی ہوئی ہے۔

حضرت خالدؓ کو نبی ﷺ نے سیف اللہ کا خطاب دیا آپؓ نے زندگی میں ایک سو اٹھائیس جنگوں میں کمانڈ کی سالار کا کردار ادا کیا اور ایک سو اٹھائیس جنگوں میں فاتح رہے کسی نے ایک بار آپ سے پوچھا تھا کہ جس جہاد میں آپؓ کو بھیجا جاتا ہے آپؓ کے پاس تعداد کم ہوتی ہے یا آپؓ کے پاس وسائل کم ہوتے ہیں پھر بھی فتح آپؓ کو نصیب ہوتی ہے اس میں راز کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا تم نے میرا وہ حال نہیں دیکھا اب مجھے اس شہر کا نام یاد نہیں جب اس کا ہم نے محاصرہ کر رکھا تھا تو میں گھر گیا تھا اور قریب تھا کہ میں اس میں شہید ہو جاتا تو میں نے دیکھا کہ ایک شہہ سوار لڑتا بھڑتا آ رہا ہے زرہ پوش اور وہ لشکر کو چیرتا ہوا اور نرغے کو چیرتا ہوا مجھ تک پہنچ گیا اور میں حیران تھا کہ یہ بندہ کون ہے تو میرے قریب پہنچ کر اس نے وہ میری کپڑے کی ایک ٹوپی تھی جسے میں خود کے نیچے پہنا کرتا تھا وہ میری طرف بڑھائی اور کہا یہ آج آپؓ گھر بھول آئے اور وہ میری بیوی تھی۔ اس نے پوچھا اس ٹوپی میں کیا راز تھا۔ فرمایا جب حضور ﷺ کبھی ریش مبارک یا سر مبارک کے بال درست کرواتے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ایک ایک بال تبرک کے طور پر تقسیم ہو جاتا جو مجھے ملے میں نے ٹوپی میں سلوا کر سر پہ رکھ لئے میں جب بھی میدان جنگ میں جاتا نیچے وہ ٹوپی اوپر خود پہنتا اور میں کسی میدان سے بغیر فتح کے واپس نہیں آیا یہ کمال میرا نہیں ہے یہ برکت ہے اس موئے مبارک کی اور ایک دفعہ میں خیمے میں بھول گیا تو میں نرغے میں آ گیا اور شاید وہ مجھ پر غلبہ پا لیتے چونکہ لڑ رہا تھا میں ایک تھا دشمن کا ایک پورا گروپ مجھے گھیرے ہوئے تھا تو میری بیوی نے اس طرح سے مجھے یہ ٹوپی پہنچائی۔ اب حضور ﷺ کے موئے مبارک تو ان خوش نصیبوں کا حصہ تھا لیکن برکات نبوی ﷺ تو بدستور موجود ہیں توجہات نبوی ﷺ بدستور موجود ہیں۔

ہم خانہ جنگی نہیں چاہتے ہم خانہ جنگی سے بچنا چاہتے ہیں' ہم مسلمان کی طاقت' باطل اور کفر کے مقابلے کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں

اور میں نے آپ کے لئے بیت اللہ شریف کے پردوں کی برکات منگوائی ہیں ایک ایک تار ہر مجاہد لے سکتا ہے۔ تجلیات باری کا امین اللہ کا گھر اس کے حجابات جب اترتے ہیں جو پردہ سال بھر رہتا ہے سال بعد اترتا ہے تو بڑا تھوڑا تھوڑا کہیں کسی خوش نصیب کو اس کا کوئی ٹکڑا ملتا ہے سلاطین میں امراء میں اور بہت بڑے بڑے لوگوں میں بڑا چھوٹا چھوٹا ریزہ تقسیم ہوتا ہے اللہ کریم نے آپ کے اس کورس میں آپ لوگوں کے لئے وہاں سے کچھ بھیج دیا ہے یہ اس کی حکمت ہے یہ برکات تبرک میرے پاس موجود ہے اور ایک ایک تار اس میں سے ہر مجاہد لے سکتا ہے وہ اپنی ٹوپی میں سیئے وہ اپنا تعویز بنائے یا اپنے پاس رکھے۔ میدان کارزار میں میدان عمل میں تبلیغ میں عمل کرنے میں بیماریوں سے دفاع میں اور شہادت کے لئے موت کا خوف دور کرنے کی دعا ہے۔ یہ شاہ جی اسے پکڑو۔ دو ساتھیوں کو یا چار کو دو دو کر کے دے دو ایک ایک تار ہر بندے کو دے دی جائے یہ اندر دے کر آؤ ایک ایک تار ایک ایک بی بی کو دے دی جائے ان سے کہا جائے جو بچ جائے وہ واپس دے دو۔ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں بانٹنے والے آپ تک پہنچ جائیں گے۔ شاہ جی چار پانچ حصے کر کے چار پانچ ساتھیوں کو دے دیں۔ اور ایک ایک تار ہر ساتھی کو دیئے جائیں باتیں نہ کریں یہ آپ تک پہنچتی جائے گی آپ میری بات سنتے رہیں ہاتھ اوپر نہ اٹھائیں ہر ایک کو ملتی رہے گی۔ پہنچتی جائے گی۔ آواز نہیں آئے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا۔ انشاء اللہ۔ سامنے سے ہٹ جاؤ بھائی ایک سائیڈ پر ہو کر بانٹو کلے کی طرح ٹھک گئے ہو کسی متحرک آدمی کو دو۔ شاہ جی اب سب نوں ونڈ دیو۔ ہور کسی نوں وی دے دیو ہور کسی نوں وی دے دیو۔ دور دور تک اوتھے وی ہین ساتھی پچھے وی ہن۔ اب ہم سب کی ذمہ داری یہ بنتی ہے توجہ بات پہ رکھو یہ آپ کو ملے گی انشاء اللہ اور اس کے لئے ہم انتظار کر لیں گے جب تک یہ تقسیم ہو رہی ہے۔ ہم سب کی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم فرداً فرداً اپنے ذمے لیں کہ مجھے نفاذ اسلام کے لئے مجھے غلبہ اسلام کے لئے کام کرنا ہے اور اسلام کیا ہے اسلام کی تعبیر ہے نوع انسانی کے حقوق کا تحفظ۔ ہر بندے کو جان

www.naqshbandiaowaisiah.com

مال آبرو کا تحفظ ملے ہر بندے کو رزق کے وسائل ملیں اللہ کے ہر بندے کو بچوں کی تعلیم کے وسائل ملیں اللہ کے ہر بندے کو جو پاکستان کا شہری ہے اسے دولت پاکستان سے علاج معالجے کی سہولتیں ملیں اور اس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم قومی خزانے کو بیت المال قرار دیں اور باقاعدگی سے اپنا بنکاری نظام منافع کی بنیادی پر چلائیں۔ تعلیم کو عام کیا جائے اور تعلیم میں نظریئے کو شامل کیا جائے۔ سیاسیات کا وہ ڈھب بنایا جائے جو ہمارا اپنا ہو قومی ہو اسلامی ہو جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہو جس طرح خلافت راشدہ جس جمہوریت پہ قائم ہوئی جس جمہوریت پہ احکام و قوانین اسلام کا اجراء ہوتا ہے۔ وہ انداز اختیار کیا جائے اور اس کے لئے اپنی بساط بھر محنت کرنا یہ آپ سب کی ذمہ داری ہے۔ وقت آرہا ہے دنیا کے حالات بتا رہے ہیں دنیا کی تاریخ اور دنیا کی روش بتا رہی ہے کہ حق و باطل کا ٹکراؤ ہوگا۔ انشاء اللہ یہ قوم خانہ جنگی میں مبتلا نہیں ہوگی۔

اور ایک آخری بات یہ بڑی عجیب بات ہے کہ حدیث شریف میں غزوۃ الہند کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ بھی بڑی عجیب بات ہے جب یہ حدیث میں نے پیش فرمائی تھی تو بڑی اس پر تنقید ہوئی تھی اور اس کا حوالہ دیتے ہیں اور اکثر علمائے کرام الحمدللہ اپنی تسلی ہو جانے کے بعد اب اس کا حوالہ دیتے ہیں اور اکثر علماء کی تقاریر میں اور بے شمار رسالوں میں اور بے شمار تحریروں میں اب جو میں دیکھتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے الحمدللہ۔ ایک اس میں عجیب بات یہ ہے کہ اب جو میں دیکھتا ہوں تو مجھے خوشی ہوتی ہے الحمدللہ۔ ایک اس میں عجیب بات یہ ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں جو جہاد ہوا کم و بیش چوراسی یا بیاسی کے لگ بھگ وہ جہاد ہیں جو حضور ﷺ کی دس سالہ دنیوی حیات مبارکہ اور حیات نبوی ﷺ میں وقوع پذیر ہوئے۔ ان جہادوں میں جن میں حضور ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے اسے غزوہ کہتے ہیں یہ اصطلاحی نام ہے اس کا اور جن جہادوں میں کمانڈ تو حضور ﷺ کی تھی لیکن بنفس نفیس تشریف نہ لے جاسکے۔ اپنے کسی خادم کو کسی مقرب کو اپنا قائم مقام بنا کر جہاد پر روانہ فرما دیا اسے سریہ کہتے ہیں۔ اور انہیں کہتے ہیں غزوات و سرایہ۔ غزوے اور سریے۔ غزوہ وہ مقابلہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے اور سریہ وہ جہاد ہے جس میں حضور ﷺ نے کسی میں ابوبکر صدیق ﷺ کو کسی میں حضرت عمرؓ کو کسی میں دوسرے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کسی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی جگہ اپنا قائم مقام اور لشکر کا کمانڈر بنا کر بھیجا۔ اسے سریہ کہتے ہیں۔

ہمارا ٹکراؤ نہ فوج سے ہے نہ کسی سیاست دان سے ہے، ہمارا نشانہ کفر ہے، باطل ہے وہ سپر پاور ہو یا سپر سپر پاور ہو دنیا کا کوئی باطل نظام ہو دنیا کی کوئی غیر اسلامی طاقت ہو وہ ہمارا نشانہ ہے

یہ جو صدیوں بعد ہندوستان میں معرکہ بپا ہوگا اسے حضور ﷺ نے غزوۃ الہند فرمایا۔ یہ تو سریہ کہلانے کا بھی مستحق نہیں تھا اس لئے کہ اس میں حضور ﷺ کا مقرر کردہ تو کوئی بندہ نہیں ہے نہ وہ وہ عہد ہے خیر القرون کے لوگ تھے روئے زمین کے بہترین انسان تھے نسل آدمیت کا سرتاج تھے وہ لوگ نوع انسانی کا فخر اور سرمایہ تھے وہ لوگ اور پھر انہیں حضور ﷺ امیر مقرر کرتے تھے تو وہ سریہ بنتا تھا تو یہ جہاد تو اگر ہم اس طرح دیکھیں تو یہ سریہ بھی نہیں کہلانے کا مستحق لیکن نبی ﷺ اسے نواز رہے ہیں غزوہ کا نام دے کر غزوۃ الہند۔ اگر اس کی تشریح کوئی صوفی کرے گا تو کہے گا اس میں حضور ﷺ کی توجہ اتنی شامل ہے جیسے بنفس نفیس شامل ہوتے تھے اسے غزوہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ دنیا کا کفر اگر یکسو ہوگیا ہے تو مسلمانوں کے نبی ﷺ نے بھی مسلمانوں کو بھلا نہیں دیا۔ آپ ﷺ کی برکات آپ ﷺ کی توجہات آپ ﷺ کی دعا اور آپ ﷺ کے قلب کے انوارات مبارکہ اس جہاد کو اس طرح نصیب ہوں گے جس طرح اس جہاد کو نصیب ہوتے تھے جس میں حضور ﷺ بنفس نفیس موجود ہوتے تھے تو اس میں تو عالم یہ تھا۔

کہ احد میں جہاد ہو رہا ہے ایک صحابی کو یہاں ماتھے پر تلوار لگی اور یہ آنکھ کے پیچھے سے یہاں تک نکل گئی ہڈی ساری کٹ گئی یہاں کا تھوڑا سا گوشت بچا اور وہ آنکھ یہاں آگئی تو اس طرح ہاتھ پر رکھ کر وہ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں لے جائے گئے آپ ﷺ نے اس طرف دیکھا دست مبارک پر وہ آنکھ رکھی اور اس طرح چسپاں کر کے فرمایا جاؤ لڑو۔ ایک دوسرے صحابی کو تلوار لگی پنڈلی پر اور ہڈی کو کاٹ گئی گودا خون میں شامل ہوگیا اور گودا جب ہڈی کا خون میں شامل ہوتا ہے تو بندہ تب تک زندہ رہ سکتا ہے جب تک اس کے گودے دل تک نہیں پہنچتے ایکسیڈنٹ میں بھی ہمارے اپنے کرنل اسلم اسی طرح واصل باللہ ہوئے اللہ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ٹانگیں ٹوٹیں اور وہ گودا خون میں چلا گیا چوٹ ٹانگوں پہ آئی تھی لیکن وہ جانبر نہ ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com

دار العرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

ملے۔

توانہیں اٹھا کر حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رکھو کہ میرا سا ﷺ کے قدم مبارک پر آ جائے تو آپ نے چھایہ۔ یہ نہیں کہا کہ اس کی آنکھ جوڑ دی ہے میری نگ جوڑ دیں عرض کیا قبلہ اگر میری جان یہاں ل جائے تو کیا میں شہید ہوں فرمایا بے شک۔ ہوں نے کہا مرا رخسار حضور ﷺ کے پائے بارک پر رکھ دو اور جان جان آفریں کے سپرد ردی۔ جسے زندگی مل گئی مل گئی مانگا نہیں کرتے ئے موت مانگا کرتے تھے۔

اور محبت اور ضرورت میں ایک فرق ہے ہم رورتوں کو محبت کہتے ہیں جب کسی سے کچھ ملنے کی قع ہوتی ہے تو وہ ضرورت ہوتی ہے وہ محبت نہیں تی اس کے ساتھ ہم بہت رہتے ہیں بڑے اٹیچ ہتے ہیں چمٹے رہتے ہیں لیکن وہ ضرورت ہوتی ہے محبت نہیں ہوتی۔ تو جب محبت ہوتی ہے تو پھر جو بچھ پاس ہے وہ وہاں قربان کرنے کو دل چاہتا ہے ب جان دینے کو دل چاہے جب اپنے پاس جو سائل ہیں وہ دینے کو دل چاہے جب وہ اپنے س ہے وہ لٹانے کو دل چاہے تو اس جذبے کو محبت لہتے ہیں، ضرورتوں کو محبت نہیں کہتے۔ اور وہ لوگ ند کے نبی ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ زندگی نہیں نگی فرمایا اگر میری زندگی آپ ﷺ کے پاؤں بارک پہ نچھاور ہو جائے میں اپنی منزل پا گیا برے پاس یہی کچھ ہے میں نے دے دیا اور ہوں نے اس طرح دیا۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر ابن لثیر کو علماء فرماتے ہیں یہ حدیث کی کتاب ہے۔ ہے قرآن کی تفسیر لیکن ایک ایک آیہ کریمہ پہ متعلقہ حدیثیں انہوں نے صفحوں کے صفحے جمع کر دی ہیں اور علماء فرماتے ہیں یہ وہ تفسیر ہے جو حدیث کی کتاب ہے اس میں ایک حدیث انہوں نے نقل فرمائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب قیامت قائم ہوگی لوگ اٹھیں گے جس حال میں دنیا سے اٹھائے گئے اسی میں اٹھیں گے تو کچھ لوگ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین میں سے اٹھیں گے جو غزوات میں شہید ہوئے ان کے سینے شق ہوں گے خون از سر نو جاری ہوگا۔ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے تلواریں ہاتھ میں ہوں گی زرہ پہنی ہوگی ڈھال اٹھائی ہوگی تیر کمان کمر پر لادی ہے مسلح ہیں، شمشیر بکف ہیں اور اٹھ کر ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔ **از لفت الجنۃ غیر بعید۔** قران کہتا ہے جنت بھی دور نہیں ہوگی قریب سجی سجائی دھری ہوگی تو وہ چل پڑیں گے اور تلوار کے دستے سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تو رضوان کہے گا کہ حضور آپ ہی کا گھر ہے لیکن قبر سے زمین کے سینے سے اٹھ کر یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے قبر سے اٹھ کر تو میزان کو سب جا رہے ہیں آپ بھی تشریف لے جائیے اپنے حساب کتاب سے فارغ ہو کر ضرور تشریف لائیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ وہاں کھڑے ہو جائیں گے اب یہ حدیث کے الفاظ ہیں جن کا میں مفہوم عرض کر رہا ہوں وہ کہیں گے

بار الہا ہم گمراہ تھے تو نے سب سے بڑا انعام یہ کیا کہ ہمیں اپنا نبی علیہ الصلوۃ والسلام بھیج کر ہمیں ہدایت دی ہم خطا کار تھے ہمیں صحابی کی عظمت عطا کر دی۔ ہم بے نشان لوگ تھے تو نے دنیا میں ہمیں اپنی دلیل اور اپنے نبی ﷺ کی صداقت کی دلیل بنایا تو نے ہمیں جوانیاں دیں تو نے ہمیں اولادیں دیں تو نے ہمیں گھر دیئے تو نے ہمیں صحت دی عزت دی بار الہا یہ تیرا احسان یہ بھی تیرا احسان کہ ہم نے وہ عزت بھی تیرے نام پہ لٹائی وہ گھر بھی تیرے نام پہ قربان کئے بیٹے تیرے نام پہ ذبح کروائے سینہ بچتا تھا دیکھ لے اس پہ کتنے گھاؤ کھائے۔ اللہ اب ہمارے پاس بچا کیا تھا جس کا یہ فرشتہ حساب مانگ رہا ہے کون سی نعمت تھی جسے ہم نے بچا کے رکھ لیا جس کا حساب یہ رضوان مانگتا ہے۔ تو حضور ﷺ فرماتے ہیں ضوان کو حکم ہوگا کہ ان لوگوں کو مت روک یہ ان کی مرضی کس دروازے سے جنت میں داخل ہوتے ہیں اور جنت کے کس مقام کو پسند کرتے ہیں کس درجے میں قیام کرتے ہیں یہ ان کی مرضی۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو حساب کو جائیں گے حساب کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں بچا۔ ان لوگوں کے بارے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بلا حساب جنت میں جائیں گے اور پھر فاتح قسطنطنیہ مجاہدین غزوۃ الہند اور وہ مجاہد جو عیسیٰ علیہ السلام کے

> **اور جب مقابلہ ہوگا تو تجھے پتہ چل جائے گا کہ زندہ وہی رہتے ہیں جو مرنے کی تیاری کرتے ہیں۔**

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

ہم رکاب جہاد کریں گے فرمایا یہ اعزاز ان کا ہوگا۔ میری آرزو بھی ہے میری دعا بھی ہے اللہ ہماری خطائیں معاف کردے۔ ہمیں یہ جرات رندانہ نصیب کرے ہم خطا کاروں سے دین کی یہ خدمت لے۔ اللہ اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے آباد رکھے اس پر حق وانصاف کی حکومت قائم فرمائے اور غزوۃ الہند کی تیاری کے لئے اس طرح جت جاؤ کہ حکومت کو اسلام نافذ کرنا ہی پڑے۔ یہ سب مسلمان ہیں۔ ہمیں آپس میں نہیں لڑنا ہم خانہ جنگی نہیں چاہتے ہم خانہ جنگی سے بچنا چاہتے ہیں ہم مسلمانوں کی طاقت باطل اور کفر کے مقابلے کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اور حکومت سے ہماری فقط یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے مسلمانوں اور خدا کے درمیان دیوار مت بنو۔ مسلمانوں کو اسلام عطا کردو۔ اسلام سے ملا دو ان کا معاشی نظام اسلامائز کروان کا تعلیمی نظام اسلامی ہو ان کا عدالتی نظام اسلامی ہو اور ان کا سیاسی نظام اسلامی کردو۔ حکومت تم ہی کرتے رہو اللہ تمہیں ہدایت بھی دے ترقی بھی دے قوت بھی دے ہم اس ملک کے اس زمین کے اور حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مجاہدین کی گرد پا ہیں ہم جان دینا چاہتے ہیں آپ سے لینا نہیں چاہتے۔ ہم محبت کے اسیر ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محبت کی ہے اور اللہ سے کی ہے اللہ کے رسول ﷺ سے کی ہے۔ جس پر ہم نے دنیا کی محبتیں قربان کی ہیں جوانی کی راتیں الحمدللہ نچھاور کی ہیں زندگی کی بہاریں لٹائی ہیں۔ اب جان بچی ہے یہ ابھی تک ہمارے پاس ہے ہماری صرف اتنی آرزو ہے کہ یہ بھی اسی راہ میں لٹ جائے۔ ہمیں کسی سے کچھ نہیں لینا۔ ہمیں اپنا آپ لٹانا ہے۔ ہمارا ٹکراؤ نہ فوج سے ہے نہ کسی سیاست دان سے ہے ہمارا نشانہ کفر ہے باطل ہے وہ سپر پاور ہو یا سپر سپر پاور ہو دنیا کا کوئی باطل نظام ہو دنیا کی کوئی غیر اسلامی طاقت ہو جو مسلمانوں پر کفر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ وہ ہمارا نشانہ ہے اور ہم اس کے مقابل ہیں۔

قیصر کا اور وارثان سلطنت کسریٰ کا آخری اور بڑا معرکہ تھا اور رستم ان کا بہت بڑا عظیم جرنیل تھا جسے یزدگرد نے جو اس وقت کسریٰ کا جانشین تھا۔ آخر میں میدان جنگ میں اتارا دوسری طرف حضرت خالدؓ تھے رستم نے میدان میں پہنچ کر چٹھی لکھی اپنا قاصد بھیجا مسلمان سالار کو حضرت خالدؓ کو اور انہیں لکھا کہ ہماری یہ بقا کی جنگ ہے اور میں وہ عظیم جرنیل ہوں جس کی بادشاہ بھی آج تک حفاظت کرتے رہے اور میرے ساتھ اتنے لاکھ سپاہی ہیں اور یہ زنجیروں میں پروئے ہوئے اور لوہے میں دھانسے ہوئے ہیں تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکو گے اور بغیر لڑے اگر کوئی تمہاری شرط ہے تو ہمیں بتا دو اور واپس چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہماری شرائط تم نے سن لی ہیں جو ہم ہر جنگ سے پہلے پیغام دیتے ہیں کہ اللہ کو مان لو اللہ کا دین نافذ کرنا تمہاری ذمہ داری ہے ہم اپنے گھر چلے جاتے ہیں اسلام قبول نہیں کرتے تو ملک تمہارا لوگ تمہارے لیکن نظام اسلام کا ہوگا اور تم سب جزیہ دو گے عدالتی نظام اسلامی ہوگا معاشی نظام اسلامی ہوگا۔ تماشہ دیکھ لو اس عہد کی سپر پاور کو کہا جا رہا ہے کہ نظام اسلامی اپناؤ تمہاری حفاظت کے بھی ہم ذمہ دار ہیں تم صرف جزیہ دے کر بری ہو جاؤ تو تمہارا دفاع بھی ہم کریں گے۔ یہ بھی نہیں منظور تو میدان میں آکر فیصلہ کر لو فرمایا شرائط تو تمہیں پتہ ہے اب جو بات تم نے کہی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے سپاہی سے لیکر افسر تک رات بھر شراب پیتے ہیں اور غل مچاتے ہیں جبکہ ا[...] معی قوم۔ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جو موت اس طرح ڈھونڈ رہے ہیں جس طرح تیرے سپاہی شراب تلاش کرتے ہیں۔ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جو موت کی تلاش میں اتنا بے قرار ہیں جس طرح تیری سپاہ شراب کے لئے بے قرار ہوتی ہے اور لڑتی ہے اور بھاگ بھاگ کر ڈھونڈتی ہے کوئی بوتل مل جائے یہ اس طرح سے بھاگ بھاگ کر موت تلاش کرتے ہیں مقابلہ ہوگا اور ہم سب کو موت جانا منظور ہے کہ ہم موت ہی کے متلاشی ہیں۔ اور جب مقابلہ ہوگا تو تجھے پتہ چل جائے گا کہ زندہ وہ رہتے ہیں جو مرنے کی تیاری کر لیتے ہیں۔ زندہ وہ قومیں رہ سکتی ہیں۔

دشت کرب و بلا میں رہتا ہوں دل میں میرے فرات ہے لیکن
قافلے میں حسین ہو کوئی سر کٹانے کی بات ہے لیکن
زندہ رہنے کی آرزو سب کو جینا مرنے کے ساتھ ہے لیکن
برسردار بھی وہی باتیں برسردار بھی وہی قصہ جذب و مستی کی بات ہے لیکن

جب محبت کے جذبے عقل پر غالب آجائیں حالت جذب نصیب ہو جائے عقل کی مصلحتیں درمیان میں دیوار نہ بن سکیں تو پھر دار دریچہ اور دار ایک سے ہو جاتے ہیں پھر فرق نہیں پڑتا۔ تخت اور تختہ مردان حر کی جگہیں ہیں اللہ کے آزاد بندوں کے مقام ہیں۔

اپیل برائے دعا

الاخوان صوبہ سرحد کے رہنما امان اللہ شاہ کی زوجہ محترمہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ کربلا نفاذ اسلام تک جلتی رہے گی

کسی ایجنسی کو' کسی ادارے کو' کسی حکومتی افسر کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کوئی بدنظمی نہیں ہوگی' کوئی انتشار نہیں ہوگا' کوئی بداخلاقی نہیں ہوگی۔ لیکن کیمپ تب ہی ختم ہوں گے جب ملک میں اسلام نافذ ہوگا یا ان کیمپوں کے مکین ختم ہو جائیں گے۔ یہ ایک فیصلہ کن بات ہے' ہماری ہر جماعت کو دعوت ہے کہ وہ آئے اور اپنے کیمپ لگائے' اپنے جھنڈے لہرائے' ہم یہ اصرار نہیں کرتے کہ الاخوان کے جھنڈے لہرائے جائیں۔ لیکن مطالبہ صرف ایک ہوگا کہ ملک پر قرآن وسنت کا نظام نافذ ہو۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ 1-12-2000

الحمد الله' الحمد الله رب العالمين۔ والصلوة والسلام على حبيبه محمد وعلى اله و صحبه اجمعين۔
اعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔
بسم الله الرحمن الرحيم۔
هوالذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا۔ اللهم سبحانك لا علم لنا انك انت العليم الحكيم۔ مولاى ياصل وسلم دائما ابدا على حبيبك من دانت به العسر ۔

خالق کائنات کا تعارف کروانے کے لئے اگر چہ کائنات بسیط کا ذرہ ذرہ اس کی تخلیق کا شہکار اور اس کی عظمت کا گواہ ہے۔ بادنسیم کا ہر جھونکا' زمین سے اگلنے والا ہر گل بکف' ہر پھول کی خوشبو' بارش کا ہر قطرہ' ہر پتی' ہر بوٹا اس کی عظمت کا گواہ ہے۔ اس کی کائنات کی وسعتیں کتنی ہیں۔ اور اس کی مخلوق کی تعداد کیا ہے۔ وما يعلم جنود ربك الاهو۔ انسانی علوم واعداد اور عقل کی رسائی سے باہر ہے۔ اس نے تو کائنات کی تخلیق کو اپنی شناخت قرار دیا۔ اس نے تو شب و روز کے آنے جانے کو' اپنی شناخت قرار دیا۔ اس نے تو ابر کرم کی بات کی اور تخلیق کے بے شمار نمونوں پر غور وفکر کی دعوت دی سب سے بڑھ کر اس نے ایک بات کو اپنی پہچان بتایا۔ فرمایا والذی ارسل رسوله۔ اللہ وہ ہے' جس نے

> **دو چار سیاستدانوں کو اکیس سال کے لئے نااہل قرار دے کر انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو جاتے**

اپنے حبیب' اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اتنی کائنات جس میں فرشتے موجود ہیں۔ حاملین عرش موجود ہیں۔ جہاں جنت اور جنت کی مخلوق موجود ہے اللہ کی' جہاں اس کا عرش اور کرسی موجود ہے۔ اس کائنات بسیط کے باوجود اگر اس نے اپنی ذات کا تعارف اپنے ایک بندے کی معرفت یعنی ﷺ کے حوالے سے بھی کروایا۔ آج تو ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ آج کا انسان خوب سمجھتا ہے کہ فضا میں اڑنے والے سیاروں میں بھی ان کی جان ایک پرزہ ہوتا ہے جو حجم میں' دیکھنے میں بڑا چھوٹا ہوتا ہے اور وہ سارے کی جان ہوتا ہے۔ زمین پر چلنے والی گاڑیوں میں بھی ایک پرزہ ایسا ہوتا ہے کہ جسے نکال دیا جائے تو سارا عمل رک جاتا ہے۔ ایک کمپیوٹر جو صدیوں کی فائلیں محفوظ رکھتا ہے اس میں بھی ایک چھوٹا سا کنکشن اس سے نکال دیں تو کسی کام کا نہیں رہتا۔ کھوکھا سا آپ کی ٹیبل پر پڑا ہوتا ہے۔ یہ کائنات بسیط میں جتنا وسیع نظام ہے۔ اس کی روح ہے ایک بندہ جس کی وساطت سے اللہ کریم نے اپنا تعارف کروایا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور ماننے والوں کے لئے شب معراج کی ہی دلیل کافی ہے۔ کہ حضور ﷺ بستر استراحت سے اٹھے۔ دروازہ کھولا۔ بیت المقدس تمام انبیاء علیہ السلام کی امامت فرمائی۔ جہاں تک چاہا عرش عظیم سے آگے تک کی سیر فرمائی۔ جنت کو ملاحظہ فرمایا۔ دوزخ کو دیکھا۔ برزخ کے حالات کا مشاہدہ فرمایا۔ جب واپس تشریف لائے تو بستر ہنوز گرم تھا۔ اور دروازے کی کنڈی ہل رہی تھی۔ بعض علماء کے نزدیک ۲۳ برس کا عرصہ ان ساعتوں میں گزر گیا۔ لیکن ۲۳ برس کنڈی ہلتی رہی۔ لوگ ۲۳ برس تک سوتے رہے۔ سورج ۲۳ برس تک رکا رہا موسم نہیں بدلے' کچھ بھی نہیں بدلا۔ اس لئے کہ کائنات میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

روح کائنات ہی موجود نہ تھی۔

حضورؐ تشریف لے گئے۔ زمین نے قدوم مبارک کو چھوڑا۔ یہ باتیں تو ان کے لئے ہیں جس میں منکرین بھی ہیں جس میں مشرکین بھی ہیں۔ جس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت بھی عالمین کے لئے ہے اب جو معراج پر ہی ایمان نہیں لائے وہ اس دلیل کو کیا مانیں گے۔ فرمایا دنیا میں جو انسان بستے ہیں ان میں اللہ نے عقل شعور نام کی ایک چیز رکھی ہے۔ انسان اپنے رہنے' بسنے کے لئے معاشرے کی تشکیل کرتا ہے۔ قوانین بناتا۔ ادارے اور حکومتیں بناتا ہے۔ عدالتیں بناتا ہے اور انصاف کے معیار مقرر کرتا ہے۔ مواقع روزگار کے پیدا کرتا ہے اور ایک بنی نوع انسان کے لئے رزق کے وسائل مہیا کرتا ہے۔ مسلمان کے تحفظ کی بات کرتا ہے اور سب سے اعلیٰ انسانی معاشرہ وہ سمجھا جاتا ہے جہاں انسانوں کی جان' مال' عزت آبرو محفوظ ہو۔ ہر ایک کو وسائل حیات میسر ہوں۔ ہر ایک کی عزت نفس محفوظ ہو۔ اور ہر بندہ صرف اللہ کا بندہ ہو اور بندوں کا غلام نہ ہو۔ یہ وہ سچائی ہے جس سے کوئی کافر بھی انکار نہیں کر سکتا' اللہ کا منکر' اس کی عظمت' اس کی معرفت کا انکار کرسکتا ہے۔ رسول کا منکر' اس کی نبوت کا انکار کرسکتا ہے' لیکن یہ سچائی ایسی ہے کہ ہر منکر کو بھی قبول کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا یہی کمال ہے میرے نبی کا سن لو کہ میں نے اسے بالھدیٰ مبعوث فرمایا۔ روئے زمین کا کوئی فرد' مخلوق کا کوئی فرد' کوئی فرشتہ' کوئی انسان' کوئی عالم اس کا استاد نہیں ہے۔ کوئی مدرسہ اسے تعلیم نہیں دیتا۔ کوئی معاشرہ اس کی تربیت اپنے ذمہ نہیں لیتا۔ کیونکہ جب وہ تشریف فرما ہوتا ہے تو معاشرے اجڑ چکے تھے۔ مدارس ختم ہو چکے تھے۔ اور علوم رخصت ہو چکے تھے۔ اخلاقیات کا جنازہ نکل چکا تھا۔ اور اخلاق نام کی چیز پائی نہیں جاتی تھی۔ حقوق و فرائض کے بتانے والا کوئی تھا نہیں۔ فرمایا میں نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔ بالھدیٰ۔ ھدیٰ کہتے ہیں عربی میں کسی کام کو کرنے کا صحیح ترین طریقہ۔ ہر کام کے کرنے کا صحیح ترین طریقہ عطا فرمایا۔

بندے کا اللہ سے تعلق۔ اور اس کا صحیح ترین طریقہ۔ فرمایا محمد رسول اللہؐ سے پوچھو۔ بندے اور حکومت کا سلیقہ فرمایا محمد رسول اللہؐ سے پوچھو۔ بندے اور عدالت کا تعلق فرمایا محمد رسول اللہؐ سے پوچھو۔ یہی تو میرے نبی کی پہچان ہے۔

> **ہمارے ساتھ معاملہ طے کر لو زندہ رہیں گے تو اللہ کے دین کے مطابق اور اگر دین نصیب نہیں ہوگا تو کوئی دشمن ہمیں شہادت سے روک نہیں سکے گا**

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا

چند اشاروں میں عظمت رسالت یہ ہے کہ سوال فلسفے کا تھا۔ یا ریاضی کا۔ سوال معاشیات کا تھا یا سیاسیات کا' سوال اخلاقیات کا تھا یا تعلقات کا' سوال خرید و فروخت کا تھا' سوال صلح کا تھا' سوال جنگ کا تھا' سوال ایمان کا تھا' کفر کا تھا' دنیا کا تھا۔ یا آخرت کا۔ ارے اللہ کے حبیب نے ایسے جواب دے دیئے کہ آج کا چرواہا یہ سمجھتا ہے کہ انسان کی تخلیق کیسے ہوئی۔ انسان کا انجام کیا ہے۔ آج کے گڈریے اور چرواہے کو بھی علوم مصطفوی علیہ السلام نے وہ وسعت نظر دے دی۔ کہ تخلیق کائنات سے لیکر جنت اور دوزخ تک سارے منازل اپنی نظروں کے سامنے پاتا ہے۔

کس نے حق دے دیا اس چرواہے کو؟...... میں ایک دفعہ گزر رہا تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ ظہر کا وقت ہو رہا تھا۔ ایک کنارے رک گیا۔ ایک چرواہا بہت سی بھیڑیں لیکر آ رہا تھا۔ گرمیاں تھیں۔ چادر طے کر کے اس طرح سر پہ رکھی ہوئی تھی۔ گرمیوں میں رواج ہے سر پہ سایہ بنا لیتے ہیں۔ جانور ٹوٹ پڑے پانی پر' وہ تالاب کے کنارے آیا۔ اس نے چادر رکھی' جوتے اتارے' آرام سے بیٹھ کر وضو کیا۔ جانوروں کو چھوڑ کر قبلہ رو ہو کر سر بسجود ہو گیا۔ ارے اس جنگل کے باسی چرواہے کو اللہ کے اتنا قریب کس نے کر دیا۔ وہ کون تھا۔ جس نے اس بندے کو جس نے سکول کا چہرہ نہیں دیکھا جو اخلاقیات کے ضابطے نہیں جانتا۔ وہ شاید مجھے بھی نہیں جانتا تھا۔ اور شاید یہ آپ کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اللہ کو اپنے اتنا قریب پاتا ہے کہ پانی کا ایک گھونٹ نہیں پیتا' جبکہ جانور اس پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ پھر نبی کی سنت کے مطابق وضو کرتا ہے اور پھر قبلہ رو ہوتا ہے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر کائنات سے الگ ہو جاتا ہے

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے۔

حضور ﷺ کا جو تعارف اللہ نے کروایا وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

یہ تھا کہ مجھے جاننا چاہو تو میرے نبی کو جانو' اور آج بھی ہمارے فقہائے اکرام لکھتے ہیں کہ بچے میں جب شعور آئے تو اسے یہ ایمان دو کہ میں اس اللہ کو مانتا ہوں جو محمد رسول اللہ نے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے' جو مکہ میں پیدا ہوئے' جو ہجرت فرما کر مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس اللہ کو جیسا وہ منواتے ہیں۔ ویسا مانتا ہوں۔ اس آیت کے تحت فقہانے یہ ضابطہ بنا دیا ہے اور کسی حوالہ سے اللہ کو مانا جائے تو وہ ایمان نہیں ہوگا۔ عہد فطرت میں نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے' تعلیم عیسوی کے رخصت ہو جانے کے بعد' عہد فطرت' تاریکی کے زمانے میں' اگر کسی نے رب کو مانا' تو وہ عقیدہ درست' جب محمد رسول اللہؐ مبعوث ہوگئے' سارے حوالے ختم ہو گئے۔ کمال یہ تھا کہ ہر سوال کا جواب دے دیا۔ لاقانونیت ہے اس کا حل کیا ہے۔ فرمایا محمد رسول اللہؐ سے پوچھو۔ دہشت گردی ہے فرمایا اس کا حل کیا ہے؟ فرمایا حضورؐ سے پوچھو۔ مشرکین' کفار تنگ کر رہے ہیں۔ فرمایا اس کا حل کیا ہو؟ معاشی پسماندگی کا حل کیا ہو؟ اغیار نے غیرت کا جنازہ نکال دیا۔ اس کا حل کیا ہو؟ عدل کسے کہتے ہیں عدالت کیسی ہو؟ جرم کی سزا کیا ہے؟ فرمایا میرے نبی کا کمال یہی ہے کہ **لیظھرہ علی الدین کلہ** کہ روئے زمین پر تمام مروجہ نظاموں سے کامیاب ہوگا۔ اور دیا اسی لئے ہے کہ اس نظام کو غالب کیا جائے۔ روئے زمین کے سارے نظاموں پر' میری مخلوق کو وہ حقوق دیئے جائیں جو میں نے بحیثیت خالق دیئے ہیں۔ کافر اور مشرک کو بھی انسانی حقوق دیئے ہیں اللہ نے۔

اور تاریخ گواہ ہے۔ کافروں کو بھی کبھی انصاف' جان' مال' عزت آبرو کا تحفظ نصیب ہوا تو اسلام کے دامن میں' اسلامی قانون کے دامن میں نصیب ہوا۔ ورنہ کافر بھی کافروں کو انسانی حقوق نہ دے سکے اب یہ ذمہ داری کس کی تھی؟ کیا اللہ کریم نے زمین پر فرشتے آباد کرنے تھے۔ کمال ہے کہ بیت اللہ پر قبضہ کرنے کے لئے ابرہہ چلا۔ اللہ رب العالمین نے ابابیلوں کو بھیج کر تباہ کر دیا۔ بیت المقدس یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے قتل عام ہو رہا ہے۔ تباہ ہو رہے ہیں کوئی ابابیل نہیں آئے۔ کوئی کوا نہیں آتا۔ کوئی چیل نہیں آئی۔ کوئی فرشتہ نہیں اترتا۔ کوئی کفار کو بھگاتا نہیں وہاں سے' بیت المقدس تو وہ کعبہ ہے۔ وہ قبلہ ہے جو انبیا سابقین کا بھی تھا۔ اور جس کی طرف محمد رسول اللہؐ نے بھی منہ کر کے نماز ادا فرمائی۔ قبلہ اول ہے بیت المقدس۔ تو کیا قبلہ اول کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی اللہ کے نزدیک۔ یہ بات نہیں کہ اگر خدانخواستہ۔ اگر خدا نہ کرے یہودی قابض ہو جائیں ابابیل نہیں آئیں گے۔ کیوں؟؟ **لیظھرہ علی الدین کلہ**۔ یہ ذمہ داری ہے محمد رسول اللہؐ کے ماننے والوں کی ابابیل کی نہیں۔ پہلی امتوں کے لئے ابابیل آئے۔ پہلے کفار کو غرق کرنے کے لئے عذاب آئے' حضورؐ نے فرمایا کہ اب میری بعثت کے بعد کوئی عذاب نہیں آئے گا۔ اللہ نے آپ کے خدام کو فرمایا۔ **یقاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم**۔ جہاں کفر سر اٹھائے تم مقاتلہ کرو۔ ان کا عذاب اب اللہ نے تمہارے ہاتھوں کر دیا۔ زمین پر امت حبیب کبیریا بھی ہو اور اصلاح احوال کے لئے ابابیل آئے۔ فرمایا کہ یہ میری امت کی توہین ہے۔ آج ہمیں شکوہ ہے کہ کشمیر میں ظلم ہو رہا ہے۔ آج ہمیں شکوہ ہے کہ الجزائر میں تباہی آ گئی ہے۔ ہمیں شکوہ ہے کہ شیشان میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ خون مسلم آج پانی سے بھی ارزاں ہو گیا۔ کیا یہ واقعی مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ بہنے والے خون میں محمد رسول اللہؐ سے وفا کا عنصر کم اور کفار سے زیادہ ہے۔ بندہ مومن جس کا ہاتھ دست قضا بن کر عذاب کا سبب بن کر نازل ہوتا تھا کفار پر' اس پر کفار کیوں مسلط ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے اپنی وفائیں گنبد خضریٰ سے توڑ کر کسی وائٹ ہاؤس سے تو استوار نہیں کر لیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم کلمہ تو محمد رسول اللہ کا پڑھتے ہیں اور اطاعت یہودیوں کی کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوگا تو ہم سے تو وہ کتا بہتر ہے جو دوسرے کے ہاتھ سے نوالہ نہیں لیتا۔ اور جو کتا گھر گھر سے کھاتا ہے وہ کسی کے کام نہیں آتا۔ اور جو ایک صوفی شاعر نے کہا تھا کہ "کتے تیں تھیں

> ہمارے پاس کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے' ہمارے سامنے اللہ کی رضا ہے' گنبد خضریٰ ہے اور جو پیچھے مڑے اس کے سامنے جہنم ہے' ہمیں واپس نہیں مڑنا انشاء اللہ العزیز ہمارے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

اتے'' کہ تجھ سے تو کتے بہتر ہیں۔ اس لئے کہا تھا کہ اچھی نسل کے کتوں میں بھی یہ تمیز ہوتی ہے کہ مالک کے در کا کھاتے ہیں اور اس کے در کی چوکیداری کرتے ہیں۔ کم اثر کھاتے کہیں اور ہیں بھونکتے کہیں اور ہیں۔ اگر کوئی کتا کھائے ایک در سے اور بھونکے جا کر کسی دوسرے در پر' اسے آپ کتا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو انسان کی انسانیت کیا ہے۔ کہ عہد وفا کسی اور سے ہو اور غلامی کا طوق کسی اور کا ہو۔

> **کوئی جھگڑا نہیں ہے' کوئی لڑائی نہیں ہے' کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے' آخر آپ لوگ بھی مسلمان ہیں۔ نفاذ اسلام کا اعلان کر دو۔ لوگوں کو کفر کے نظام سے آزادی دو۔ ہماری گردنوں سے غلامی کا طوق اتار دو**

اور پھر مسلمان کو کب زیب دیتا ہے کہ وضو کر کے کھڑا ہو جائے براہ راست رب العالمین سے بات کرے۔ **ایاك نعبد وایاك نستعين**۔ غلامی بھی صرف تیری ہی کرتے ہیں۔ مدد بھی صرف تیری ہی چاہئے۔ تیرے دیئے ہوئے ضابطہ' قانون کے اندر رہیں گے۔ اور پھر دعا کرتا ہے کہ مجھے اسی راہ پر رکھ جس پر تو نے اپنے مقبول بندوں کو رکھا۔ اور اس راہ سے بچا جو تیرے غضب کا شکار ہوئے۔ اور مسجد سے نکلتا ہے تو دست سوال یہودی کے آگے کرتا ہے۔

حضرات گرامی! میں نے الحمدللہ پاکستان بنتے دیکھا۔ اور مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا تھا۔ اگرچہ ہم سکول کے طالب علم تھے لیکن ہم جانتے تھے۔ الفاظ ابھی تک یاد ہیں۔ گاڑیاں یاد ہیں۔ جلسے اور مثالیں ابھی تک یاد ہیں۔ وہ سٹیج اور وہ کرسیاں جو ہم ڈھوتے تھے۔ وہ یاد ہیں اور وہ مقررین جو تقریریں کرنے آتے تھے۔ ایک ہی جملہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ کسی نے جان' مال' عزت' آبرو اس لئے قربان نہیں کیا کہ چند خاندان امیر ہو جائیں کسی نے ظلم کے خلاف قربانی اس لئے نہیں دی کہ چند خاندان بادشاہ بن جائیں۔ کسی نے اپنی عزت' آبرو اس لئے قربان نہیں کی کہ کچھ لوگ امیر ترین بن ہو جائیں۔ بلکہ ساری قربانیاں اللہ ہی کے لئے تھیں۔ اور یہ تقسیم ملک کی قربانیاں ہی نہیں ہیں۔ انگریز کی سرزمین ہند پر قدم رکھنے سے سراج الدولہ تک' ٹیپو سلطان تک' اور تب سے لیکر پاکستان بننے تک آپ تاریخ میں کوئی ایک دن ایسا نہیں دکھا سکتے۔ جس دن کوئی مسلمان انگریز سے برسر پیکار نہ رہا ہو۔ یہ اتنی طویل قربانیوں کی داستان' یہ اتنی جانوں کے نذرانے یہ اتنی عزتوں کی قربانی' یہ لوگوں کی قیدیں۔ صعوبتیں اس لئے تو نہیں تھیں کہ چند خاندان رئیس ہو جائیں۔ انگریز بھلے چلے جائیں۔ لیکن انگریز کا ظالمانہ نظام یہیں رہے۔ انگریز بھلے چلے جائیں اور انگریز کا معاشی نظام یہیں رہے۔ اور ہم مسلمانوں کو سود کھلانے اور کھانے پر مجبور کرتے رہیں۔ عدل اسے کہیں جو انگریز نے دیا تھا۔ اور جو نظام محمد رسول اللہؐ نے دیا تھا۔ ایوان اقتدار میں بیٹھ کر اس کا مذاق اڑایا جائے۔

اسلام جس نے دنیا کو حیات دی' اسلام کو وحشی سزاؤں کا مرکب بتایا جائے۔ اسلام جس نے بنی آدم کو عزت بخشی۔ اسلام جس نے پتھروں میں بھی جذبہ عشق اور محبت پیدا کر دیا۔ نبی رحمتؐ پر درخت بھی صلوۃ اسلام پڑھتے ہوئے قربان ہوتے تھے۔ جانوروں نے پہچانا' پتھروں' پہاڑوں نے جس سے عشق کیا۔ سنگلاخ ہے' وہ دل جو آج اس کے عشق سے محروم ہے۔ اور کتنے ویران ہیں وہ ذہن جو آج بھی کفر کے دامن میں پناہ تلاش کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! ترپن سال بیت گئے۔ اس بات کو ترستے ہوئے۔ دو سو سال بیت گئے ہمیں جانیں دیتے دیتے تب ایک خطہ زمین حاصل ہوا۔ اس پر ہمیں اس انداز سے زندہ رہنے دیا جائے کہ ہم کسی کے غلام بن کر رہیں۔ یہ معاشرہ الگ معاشرہ ہے۔ یہ کسی ایک کا دیا ہوا نظام ہے اور کتنے دکھ کی بات ہے کہ اللہ کی کتاب طاق نسیاں میں ہو۔ اور یہود و نصریٰ کی خیرات پر پل رہے ہیں۔

اخباروں میں چھپا تھا کہ 18 کروڑ ڈالر کا قرضہ منظور ہو گیا۔ قوم کو خوشخبری ہو۔ تو لعنت ہو تمہاری سوچ پر' یہ تو 50 سال سے پہلے ہو رہا ہے اگر یہی ہونا تھا تو انہی کو رہنے دینا تھا۔ اگر آپ نے بھی آ کر یہی خوشخبری دینی ہے کہ غریبوں پر مہنگائی کا بوجھ اور بڑھا دو۔ یہ تو پہلے ہو رہا تھا اس کے لئے آپ نے تکلیف کیوں فرمائی۔ دو چار سیاست دانوں کو اکیس سال نااہل قرار دینے سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو جاتے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ ملک اڑتیس ارب ڈالر کا مقروض تھا۔ امریکن کونسلیٹ کے مطابق 100 ارب ڈالر 200 پاکستانیوں کا باہر امریکہ میں پڑا ہے۔ انصاف تو یہ تھا کہ جنرل صاحب آپ وہ سو ارب ڈالر یہاں لے آتے۔ امریکہ نہ دیتا نہ سہی ان کی کوٹھیاں نیلام کرتے۔ ان کی گاڑیاں نیلام کرتے۔ ان کے بنگلے نیلام کرتے۔ ان کی جائیدادیں نیلام کرتے' اور ان کے پسماندگان کو بھی ہمارے ساتھ راشن کی دوکان پر کھڑا کرتے۔ یہ بھی اپنی باری پر آٹا خریدتے۔ یہ جو لوٹ کر لے گئے ہیں اس خدائی عرش سے اتار کر زمینی فرش پر ہمارے ساتھ تو کھڑا کرتے۔ آپ آئے آپ کی حکومت بھی پلاٹوں کی ہی سیاست کر رہی ہے۔

آپ بھی ہمارے قرضے ہی بڑھا رہے ہیں۔ آپ نے بھی ہم پر ٹیکس ہی بڑھائے ہیں۔ آپ کے دور میں ناانصافی پہلے سے بڑھ گئی ہے۔ تین ضابطے اور قاعدے پہلے چل رہے تھے۔ چوتھا آپ نے بنا دیا۔ ملک ایک ہے عدلیہ کے چار طریقے ہیں۔ ملک ایک ہے تعلیم کے پانچ نظام ہیں۔ اب یہ بھول جایئے کہ غریب کی قسمت میں ہی غریبی ہے۔ کوئی شخص غریبی اور بدقسمتی لیکر پیدا نہیں ہوتا گڈریئے پیدا ہوئے تھے' چرواہوں کے گھر پیدا ہوئے تھے' دامن رسول عربی ﷺ کا تھا' تو دنیا کے فاتح بن گئے۔ قسمتیں بدلتی دیکھی یا نہیں زمانے نے۔ آج آپ کی نبوت موجود نہیں ہے؟ آج بھی حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہی نور نبوت ہے۔ وہی نور ہدایت ہے۔ وہی برکات نبوت آج بھی موجود ہیں۔ لوگو۔ اپنے نبی ﷺ کا داماں رحمت تھام لو۔

حضرات گرامی! میں حکومت کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ چند درویش جوان جھونپڑیوں میں بیٹھے ہیں۔ یہ صرف بدر کی سنت یاد تازہ کر رہے ہیں۔ یہ خیمے فیصلے کے بعد اکھڑیں گے۔ آج بھی مجھ سے پوچھا گیا۔ یہ کتنا عرصہ رہے گا۔ آج کر دیں۔ کل کر دیں۔ اور یہ فوج یا لشکر نہیں ہے۔ یہ اس لشکر کا ہراول دستہ ہیں۔ سارے لشکر کو قربان کریں گے ہم۔ یہ چند نفوس قدسیہ' یہ اللہ کے چند مہمان' یہ بوڑھے' یہ جواں' یہ گھروں سے وداع ہو کر آئے ہیں۔ ان کے کاروبار بھی ہیں ان کے بچے بھی ہیں۔ ان کی ضرورتیں بھی ہیں۔ لیکن ہماری پہلی ضرورت ہے۔ نفاذ اسلام۔ انشاء اللہ العزیز میں حکومت پر یہ بھی واضح کر دوں کہ ہمیں اقتدار نہیں چاہیئے۔ ہمیں دولت نہیں چاہیئے۔

> **ہمارا کوئی اصرار نہیں ہوگا کہ الاخوان کے جھنڈے لہرائے جائیں' ہر جماعت اپنا کیمپ لگائے' اپنا جھنڈا لہرائے' ہر کوئی اپنا ڈیرا لگائے' اپنی شناخت ہو لیکن مطالبہ صرف ایک ہوگا کہ ملک پر قرآن و سنت کا نظام نافذ ہو۔**

ہمیں عہدے نہیں چاہئیں۔ اسلام کوئی خفیہ بات نہیں ہے۔ آج اسلام کے نفاذ کا اعلان کر دیجئے آج علماء کا ایسا بورڈ بنا دیجئے جو بااختیار ہو۔ آج سے بسم اللہ کر دیں ایک ایک عمل کو اسلام کے مطابق کر دیجئے۔ سیاست کو اسلامائز کیجئے' تعلیمی نظام کو اسلامائز کیجئے' عدالتی نظام کو اسلامائز کیجئے۔ سیاسی نظام کو اسلامائز کیجئے۔ جس کو اللہ کا دین حکومت دے' دیں۔ ہم پر کوئی حبشی غلام حاکم بنا دیا جائے۔ ہم اس کی اطاعت قبول کریں گے۔

ہماری کوئی زیر زمین تحریک نہیں ہے۔ ہماری کوئی خفیہ پالیسی نہیں ہے۔ کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ کسی پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ کسی قیدی کو چھڑانے کے لئے یا کسی آزاد کو قید کرانے کی بات نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے۔ ہمارے ساتھ معاملہ طے کر لو۔ زندہ رہیں گے تو اللہ کے دین کے مطابق۔ اور اگر ہمیں دین نصیب نہیں ہوگا تو کوئی شخص ہمیں شہادت سے روک نہیں سکے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

یہ میرے رب کی مرضی' مخلوق آوارہ ہو چکی ہے' لوگ خالق کو بھول چکے ہیں' لوگوں نے اپنا قبلہ دنیا کو بنا لیا ہے۔ یہ میرے علم میں نہیں کہ خالق اپنی مخلوق کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان سب کے گناہ معاف کر کے انہیں نفاذ اسلام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن اگر حاکم وقت نظام اسلام نافذ نہیں کرنا چاہتا تو انشاء اللہ العزیز یہ آنے والا مورخ بھی لکھے گا کہ ہم نے جب دنیا سے آنکھ بند کی تو محمد رسول اللہ ﷺ پر کی۔ ہماری رگ جان کا خون بھی گر کر کہے گا کہ نفاذ اسلام کرو۔ اور اگر ہم آج میدان میں شہید بھی ہو گئے۔ یہ ایک شہادت نہیں ہوگی۔ یہ وہ کربلا نہیں ہوگی جس کے اسیر ہو جائیں۔ اب یہ وہ کربلا ہوگی جو نفاذ اسلام تک جلتی رہے گی' تپتی رہے گی' چلتی رہے گی۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیدا ہوتے ہیں تو ملاں کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

بلاتے ہیں' مرتے ہیں تو ملاں کو بلاتے ہیں۔اس درمیانی وقفہ کے لئے انہیں ملاں اور اسلام سے کیا بیر ہے۔ پیدا ہونے کے لئے ملاں چاہئے۔مر جائیں تو دعا کے لئے ملاں چاہئے۔تو جو اول و آخر ہے تو درمیان میں مشورہ کر لینے میں کیا حرج ہے ملاں کو گولی مارو۔محمد رسول اللہؐ کو تو اہمیت دو۔ کتاب کو تو اہمیت دو۔اگر نہیں دو گے تو معاف کیجئے گا تمہارے ساتھ بھی سارے مسلمان ہی ہیں۔فوج غیر مسلموں کی نہیں ہے۔کوئی ادارہ سوشلسٹوں کا نہیں ہے۔اور کوئی نظم مشرکین مکہ کا نہیں ہے۔ہمارا ہی خون ہے حکم دے کر دیکھئے کون مائی کا لال ہم پر' مسلمانوں پر گولی چلانے کی جرات کرتا ہے رمضان کے مہینے میں۔کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہماری درخواست پر غور فرمایا جائے۔کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اکابرین ملت' انہیں سب کو دعوت دیتا ہوں۔یہ کسی تنظیم کا پلیٹ فارم نہیں ہے۔الاخوان اس کی میزبان ہے۔یہ سب کلمہ گو مسلمانوں کا پلیٹ فارم ہے۔محمد رسول اللہؐ کا ہے'نفاذ اسلام ہر دل کی صدا ہے' کتاب وسنت ہر مسلمان کا آئینہ حیات ہے۔میں سیاست دانوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی سے بھی اتحاد کرو۔مسلم لیگ سے بھی اتحاد کرو۔اجمل خٹک سے بھی کرو۔اور آؤ محمد رسول اللہؐ سے بھی اتحاد کرلو۔یہ دعوت عام ہے کہ آؤ آج محمد رسول اللہؐ سے بھی عہد وفا باندھ لو'یہ ایک منظم جماعت ہے۔اس لئے نہیں کہ جماعت کی برکت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ یہ محمد رسول اللہؐ کے غلاموں کی جماعت ہے۔یہ تنظیم اس لئے ہے کہ یہاں کوئی بادشاہ نہیں ہے۔یہاں سب غلام ہیں۔لیکن ایک ذات کے' اللہ کے حبیبؐ کے۔اور یہاں کے فقیر دنیا داروں کے شہنشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔کوئی جھگڑا نہیں ہے۔کوئی لڑائی نہیں ہے۔کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔آخر آپ لوگ بھی تو مسلمان ہیں۔نفاذ اسلام کا اعلان کر دو۔ لوگوں کو کفر کے نظام سے آزادی دو۔ ہماری گردنوں سے غلامی کا طوق اتا دو۔حکومت اللہ اسی کو نصیب کرے جو یہاں نفاذ اسلام کرے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ وقت ہمیں اس موڑ پر لے آیا ہے کہ ہمارے سامنے جنت اور ہمارے پیچھے دوزخ ہے۔ ہمارے پاس کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔ہمارے سامنے اللہ کی رضا ہے۔گنبد خضریٰ ہے۔دامن محمد رسول اللہؐ ہے۔اور جو پیچھے مڑے اس کے سامنے جہنم ہے'ہمیں واپس نہیں مڑنا انشاء اللہ العزیز۔ ہمارے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔

فوج غیر مسلموں کی نہیں ہے' کوئی ادارہ سوشلسٹوں کا نہیں ہے' اور کوئی نظم مشرکین مکہ کا نہیں ہے' ہمارا ہی خون ہے' حکم دے کر دیکھئے کون مائی کا لال ہم پر مسلمانوں پر گولی چلانے کی جرات کرتا ہے رمضان میں

کسی ایجنسی کو' کسی ادارے کو' کسی حکومتی افسر کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' اس لئے کہ ہم سب مسلمان ہیں۔یہ ایجنسیاں' یہ حکمران اور حاکم بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ کوئی بد نظمی نہیں ہوگی' کوئی انتشار نہیں ہوگا۔کوئی بداخلاقی انشاء اللہ نہیں ہوگی۔لیکن کیمپ تب ہی ختم ہوگا یا ملک پر اسلام نافذ ہوگا یا کیمپوں کے رہنے والے ختم ہو جائیں گے۔یہ ایک فیصلہ کن بات ہے اور میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا۔اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ میں نے جنرل صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیج دیا تھا۔دو ہفتے انتظار کیا۔وہ خط اخباروں کو دے دیا۔ملک کا ہر شہری' ہر پڑھا لکھا اب تو جانتا ہے۔حکمراں بھی جانتے ہیں۔ دعوت عام ہے علمائے حق کے لئے' دینی جماعتوں کے لئے' مسلمانوں کے فرقوں اور طبقوں کے لئے' فقراء کے لئے جسے محمد رسول اللہؐ سے عہد وفا نبھانا ہے وہ آجائے۔

ہمارا کوئی اصرار نہیں ہوگا۔کہ الاخوان کے جھنڈے لہرائے جائیں۔ ہر جماعت اپنا کیمپ لگائے۔ اپنا جھنڈا لہرائے۔ ہر کوئی اپنا ڈیرا لگائے۔اپنی شناخت ہو۔لیکن مطالبہ صرف ایک ہوگا۔کہ ملک پر قرآن وسنت کا نظام نافذ ہو۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے ساتھی صوبیدار (ر) حاجی عنایت اللہ خان کی والدہ محترمہ اگست 2000ء میں وفات پا گئی ہیں۔ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی حاجی محمد یعقوب (اٹک) کا بیٹا ساجد محمود کراچی نوائے وقت دفتر بم دھماکہ میں فوت ہوگیا ہے۔ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے

نیوورلڈ آرڈر سے مراد یہ ہے کہ ساری دنیا سر تسلیم خم کرے اور اکیلا امریکہ بہادر شہنشاہ معظم بن جائے۔ اب اس خواب کو ٹوٹنا بھی ہے۔ خوابوں کی عمر لمحوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور بہت لمبی بھی ہو تو ایک نیند سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ خدائی خواب جو امریکہ دیکھ رہا ہے۔ اسے ٹوٹنا ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ 6-12-2000

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ہم اگر چہ ایک گونا الگ تھلگ سے بیٹھے ہیں۔ لیکن ایک حد تک ملکی جرائد' ذرائع ابلاغ' ہماری بات سے واقف بھی ہیں۔ اور اس پر مختلف آراء' کچھ مشورے' کبھی تائید' کبھی اعتراض' بات چلتی رہتی ہے۔ اور ایک بات عجیب ہے کوئی موافق یا مخالف' اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن و سنت کا نظام ملک میں رائج نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بڑی ایک خوش آئند بات ہے۔ بات کی حد تک تو بہت سے لوگ متفق ہیں بلکہ ساری قوم متفق ہے۔ اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس پہ حکومت بھی متفق ہے۔ پھر ہوتا کیوں نہیں۔ یہاں آ کر بہت سی رائے بن جاتی ہیں۔ اور سب سے وزنی رائے جو ہے وہ یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کرنا' یا اس بات کو ماننا عقلاً پاکستان میں اسلام کا نفاذ ہو سکتا ہے یہ بہت مشکل کام ہے۔ ایک بہت بڑا طبقہ جو کفر کی طاقت سے مرعوب ہے۔ اس کے لئے تو یہی بات کافی ہے کہ دنیائے کفر اس بات کو قبول نہیں کرے گی اور ہم دنیائے کفر کا مقابلہ کر کے زندہ رہنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کریم نے رزق بھی وافر دیا ہے۔ دنیاوی عہدے اور سیاسی مناصب' یہ ان لوگوں کی رائے ہے۔ ایک طبقہ جو بہت دیندار ہے' شب بیدار ہے' رمضان المبارک میں آ رہے ہیں ان کے مضمون ثواب سمیٹنے اور لوٹنے کا طریقہ۔ لیکن سارا ثواب اس روزے سے اور ان آسان طریقوں سے لوٹنے پر مطمئن ہیں۔ اگر بات چھیڑی جائے غلبہ اسلام کی۔ تو یہ تو بہت مشکل ہے ہو ہی نہیں سکتا' یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے تو ہمیں دعا کرنی چاہئے۔ اور انہوں نے اپنی کم ہمتی اور کمزوری کا اعتراف کر لیا ہوا ہے۔ کہ ہم نہیں کر سکتے۔ ایک طبقہ درمیان میں ہے۔ یہ چاہتا بھی ہے' کبھی ان کا مورال بلند ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہئے اور کبھی پھر غوطے کھانے لگتے ہیں۔ بہت مشکل ہے بس جانیں ہی ضائع ہوں گی۔ کوئی مانے گا تو نہیں۔ جو تصویر بنتی ہے روزمرہ کی۔ خبروں سے' حالات سے' اس میں اب ہم ان تین طبقوں میں تقسیم ہو کر کھڑے ہیں۔ لیکن میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ ایک یونیورسل ٹرتھ ہے۔ ایک ایسی حقیقت جسے مومن و کافر سب مانتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور اللہ کریم کا ارشاد کتاب اللہ میں موجود ہے۔ **تلك الايام نداولها بين الناس**۔ کہ ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان چلاتے رہتے ہیں۔ اور قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ **اللهم مالك الملك تؤتي الملك ممن تشاء و تنزع الملك من تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير**۔ اے اللہ! ملک کا مالک تو ہے۔ **اللهم مالك الملك**۔ ملک کا حکومتوں کا' زمین و آسمانوں کا' رات کا ارض و سما کا' حقیقی بادشاہ تو ہے۔ **تؤتي الملك ممن تشاء** جسے چاہتا ہے۔ اقتدار دے دیتا ہے۔ حکومت دے دیتا ہے۔ **و تنزع الملك من تشاء**۔ اور جس سے چاہے حکومت واپس لے لیتا ہے۔ **و تعز من تشاء و تذل من تشاء**۔ جسے چاہتا ہے عزت دے دیتا ہے جسے چاہتا ہے رسوا کر دیتا ہے۔ **بيدك الخير** تمام بھلائیاں

سنت اللہ ہے کہ جب اس کا نام دنیا سے مٹ جاتا ہے تو نیا نبیؑ مبعوث کر دیتا ہے

تیرے دست قدرت میں ہیں۔ **انک علی کل شئی قدیر** ۔تو ہر چیز پر قادر ہے۔تو اصولی بات تو یہ ہے کہ یہ رب جلیل کے دست قدرت میں ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔کوئی مملکت' کوئی حکومت' کوئی سلطنت' کوئی طاقت' جو وہ کرنا چاہے اسے روک نہیں سکے۔وہ نہ کرنا چاہے کوئی اس سے کروا نہیں سکتا۔اگر وہ کسی پر ذلت و رسوائی بھیج دے تو وہ روک نہیں سکتا اور کسی کو عزت عطا کر دے۔کوئی اس سے چھین نہیں سکتا۔لیکن دنیا عالم اسباب ہے۔اللہ کریم کی یہ سنت ہے کہ ہر فعل کا کوئی سبب پیدا فرماتا ہے۔اللہ مسبب الاسباب ہے۔دنیا میں ہر کام کسی نہ کسی سبب کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

جو دل نور نبوت سے روشن ہوتا گیا
وہ کفر کے لئے قہر الٰہی بنتا گیا

یہاں تک تاریخ کو اپنے آپ کو دہرانے کی بات ہے۔تو یہ سب سے بنیادی بات اسلام کی یہ ہے کہ زمینوں میں مشرق و مغرب سے شمال سے جنوب تک روئے زمین پر کوئی فرد اس کی ذات' اس کی صفات سے واقف نہ تھا۔حضرت سلمان فارسیؓ ایک آتش پرست خاندان میں پیدا ہوئے۔حق کی تلاش میں' جستجو میں عمر گزار دی' مشہور بحیرہ راہب کی خانقاہ میں پہنچے۔وہ راہب سال میں ایک دن لوگوں کو زیارت کرواتا تھا۔اور 364 دن خلوت میں رہتا تھا۔اس کی رہائش کی کوٹھری بالائی منزل پر تھی۔نیچے بہت بڑا گرجا تھا جس میں عبادت بھی ہوتی تھی۔اس کے مروجہ طریقہ کے مطابق 'عیسائیوں کے طریقہ کے مطابق' اس میں لوگ تقریریں بھی کرتے' لیکچر بھی دیتے' عبادتیں بھی کرواتے' وہ جو کچھ بھی کرتا تھا اپنے حجرہ میں کرتا تھا۔اور ایک دن سال میں وہ باہر لوگوں سے ملتا' دعا کرتا۔

یہ وہی بحیرہ راہب ہے۔بعثت سے قبل جو حضورؐ کے ساتھ تجارتی قافلہ میں ساتھ تھے۔وہاں خیمہ زن ہوئے اور جس نے پہچانا تھا کہ یہ وہ نوجوان جو ہے۔یہ اللہ کا آخری نبی ہے۔ابھی حضور کی بعثت نہیں ہوئی تھی۔مشہور واقعہ ہے۔سیرت کا' اس کے پاس نیچے بڑی طویل انتظار کے بعد' جب وہ زیارت ہوئی۔تو اس نے کہا کہ میں اللہ اللہ رات دن کرتا ہوں۔لیکن میں نہیں جانتا اللہ کیسا ہے۔اس کی صفات کیسی ہیں۔ہمارے پاس مذہب نام پر جو چیز ہے وہ صرف رسومات ہیں اور میں اس بات کے انتظار میں ہوں۔جو ہماری کتابوں میں خبر ہے۔نبی مبعوث ہوگا۔تو حقیقت پتہ چلے گی۔ان کی داستان حیات تو لمبی ہے۔لیکن اس میں اندازہ دیا کہ یہ وادی قرار میں مکہ مکرمہ میں ان کے مبعوث ہونے کا اندازہ ہے۔چل پڑے۔راستے میں گرفتار ہوئے۔دھوکے دیئے گئے۔ایذائیں دی گئیں۔پریشان رہے۔اور ادھیڑ عمر بڑھاپے میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں پہنچ پائے۔بہت معروف صحابی ہیں۔اثنائے راہ میں ان کے برسوں کھپ گئے۔بالآخر کسی طریقے سے ساری مصیبتوں سے نکل نکلا کر روانہ ہوئے۔تو راستہ ہٹ ہٹ کر ویرانے میں سے گزر رہے تھے۔تو فرماتے ہیں کہ ایک عجیب چیز مجھے نظر آئی۔آباد جنگل تھا۔اور پانی کا چشمہ تھا وہ اکیلا انسان تھا۔رات دن اللہ کا ذکر کرتا تھا۔اور جنگل اور جنگل کے جانور اس طرح اس سے مانوس تھے کہ چرند اور درندے بھی اس کی محفل میں آ کر بیٹھ جاتے۔فرماتے ہیں میں اس کے پاس پہنچا پہلے تو وہ بات ہی نہیں کرتا تھا۔کئی دنوں کے بعد اس نے لب کھولے اور مجھ سے کہا اللہ کے بندے۔تو نے مجھے پچاس برس کے بعد بولنے پر مجبور کر دیا۔میں نے اپنی زبان سے گزشتہ پچاس برسوں سے کوئی جملہ ادا نہیں کیا۔لیکن اب میں تجھے بات بتاتا ہوں۔مجھے پتا ہے کہ تو حق کی تلاش میں ہے۔اور میں اس لئے بات کر رہا ہوں کہ اب بات کرنے کا وقت آ گیا ہے۔اس وقت روئے زمین پر اللہ کو جاننے والا جیسا وہ ہے اس کی ذات صفات جیسا عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا۔اس طرح ماننے والا میں اکیلا ضرور ہوں۔اور پچاس سال سے اس لئے خاموش ہوں۔کہ جو اللہ کی ذات صفات اس طرح بیان کروں جو حق ہے تو مجھے عیسائی قتل کر دیں گے۔لیکن میرا وقت پورا ہو چکا ہے۔میں آج اس دنیا سے گزر جاؤں گا۔یہ جو میری بکریاں ہیں یہ بھی میں تجھے بخشتا ہوں' اور مجھے اس طریقے سے' اس سلیقے سے یہ کلمات پڑھ کر دفن کر دینا۔لیکن میں تجھے ایک پتے کی بات بتاؤں' میں آخری بندہ ہوں جو جنگل میں پچاس سال سے چھپ کر بیٹھا ہوں۔کفر کا غلبہ اتنا ہے کہ اللہ کا پتہ بتانے والا پھر زندہ نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

رہ سکتا۔ ساری رسومات ہیں دین کے نام پر۔ اور یہ پیشہ ور اسے برداشت نہیں کریں گے۔ سنت اللہ ہے جب اس کا نام دنیا سے مٹ جاتا ہے تو وہ نیا نبی مبعوث کر دیتا ہے۔ میری موت کے ساتھ روئے زمین پر وہ آخری بندہ مر جائے گا۔ جو اللہ کو جانتا ہے اور یہ فضا خالی نہیں رہتی، زمین آسمان کی بقا اس بات پر ہے کہ کوئی اللہ کو جاننے والا ہو۔ پھر دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو میں مر جاؤں قیامت آ جائے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ابھی نبی آخر الزمان ﷺ مبعوث نہیں ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ادھر میری آنکھ بند ہو اور ادھر اللہ کا نبی اعلان نبوت کر دے۔ فضا اللہ اور اس کے رسول کی معرفت سے خالی نہ رہے۔ اس لئے میں تجھے بشارت دیتا ہوں وہ آج رات اگلی صبح اعلان نبوت فرما دے گا۔

وہ فرماتے ہیں مجھے خوشی بھی بہت ہوئی۔ اور اس کا رنج بھی ہوا۔ رات کو اس کا وصال ہوا۔ اس کی وصیت کے مطابق اس کو دفن کیا۔ بکریاں لانا میری مجبوری تھی۔ وہ کسی کو راستے میں دے دیں۔ مصیبتیں کاٹتے بڑی مشکل سے پہنچے۔ بہر حال جو بات میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ تھی کہ زمین و آسمان کی موجودگی کا سبب ہے اللہ کے نام لیوا زمین پر موجود ہونا اللہ کو اس کی ذات، اس کی صفات کو ویسا ماننا، اور اگر ایسے لوگ اٹھ جائیں۔ جب نبی ﷺ سے پوچھا گیا۔ کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ فرمایا **لا یقال اللہ اللہ**۔ قال رسول اللہ ﷺ جب اللہ اللہ کرنے والا کوئی نہ رہا۔ کوئی بھی نہ رہے گا۔ قیامت قائم ہو جائے گی۔ جب دنیا ایسے بندے سے خالی ہوئی۔ آخری فرد انسانیت کا، جو اللہ کو جانتا تھا۔ ادھر اس کی سانس اکھڑی اور ادھر اعلان نبوت مکہ مکرمہ میں نبی رحمت ﷺ نے فرما دیا۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر اعلان نبوت کے وقت اللہ کا ایک اکیلا بندہ تھا۔ **فداہ امی وابی**۔ جو اللہ کو جانتا تھا۔ دوسرے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور خواتین میں حضرت خدیجہؓ یہ وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق کی۔ اللہ کے رسول کی اور ایمان لائے۔ لیکن وہ بھی تب ہوئے جب پہلے ایک تھا۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ زمین پر اللہ کا ایک ہی نبی اعلان نبوت فرما رہا تھا۔ اور ایرانی ایمپائر بھی موجود ہے۔ قیصر کی عظیم سلطنت بھی موجود ہے۔

> **مٹھی بھر لوگوں کو میں نے لشکروں پر فتح دی، اور کتنی بار دی**

سلاطین یمن بھی موجود ہیں۔ بڑی بڑی حکومتیں دنیا میں کفار کی ہیں۔ اور بڑی بڑی طاقتیں ہیں۔ صحرائے عرب میں تو چند خانہ بدوش، تاجر پیشہ یا ڈاکو تھے۔۔۔۔ دو ہی طبقے تھے صحرائے عرب میں، یا لوٹ کر کھانے والے، یا تجارت کے ذریعے روزی کمانے والے، تیسرا تو تھا ہی نہیں۔ تو کتنی ذرا غور فرمائیے مایوس کن صورت حال ہے۔ دنیائے کفر اسلام کو کیسے قبول کرے گی۔ پھر اللہ نے آسمان سے کوئی توپیں برسائیں، کوئی چاندی سونے کے روپوں کی بارش ہوئی؟ کوئی بندے آسمانوں سے بنا کر بھیجے؟ نہیں! یہ برکت تھی محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات، صفات کی۔ جو دل نور نبوت سے روشن ہوتا گیا۔ وہ کفر کے لئے قہر الٰہی بنتا گیا۔ اور وہی زمین جو کبھی غلبہ کفار سے ٹھٹھری ہوئی تھی۔ اللہ کے نور سے روشن ہوگئی۔ اور گدا کے جھونپڑے سے لیکر شہنشاہ کے محلات تک، ایرانی محلات کے گنبدوں پر کھڑے ہو کر اذانیں ہوئیں۔ اور قیصر کے محلات میناروں پر چڑھ کر موذنوں نے اذانیں دیں۔ سائبریا اور چائنا سے اور افریقہ تک، اور ہسپانیہ سے جاپان تک اور چین تک روئے زمین پر ایک سلطنت وقوع پذیر ہوگئی۔ جس کا کوئی سلطان و امیر نہیں تھا۔ کوئی شہنشاہ نہیں تھا۔ اللہ کے بندے مسجد النبوی کے امام اور خطیب ہی اس کے امیر اور سلطان تھے۔ یہ آپ کا جملہ ''تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے''۔ ہر جگہ منطبق ہوتا ہے، سوائے اسلام کے، کیا چودہ صدیوں میں تاریخ نے اپنے کو کبھی نہیں دہرایا۔ آپ کو چودہ صدیوں میں واقعات نہیں ملتے۔ **کم من فیة قلیلة غلبت فیة کثیرا باذن اللہ**۔ مٹھی بھر لوگوں کو میں نے لشکروں پر فتح دی۔ اور کتنی دفعہ دی۔ کیوں بھولتے ہو۔ ایک دفعہ، دو دفعہ نہیں کتنی دفعہ دی۔ انسانی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو۔ نمرود شرار کو مچھروں سے مروا دیا۔ بڑے بڑے لشکروں کو ابابیلوں سے مروا دیا۔ اور تاریخ بھری پڑی ہے۔ اور اب اسلام نہیں مٹے گا۔ جب تک قیام قیامت نہ ہو، قرب قیامت، قیام قیامت تک کے لئے! جس طرح موت کے لئے، بدن سے روح کا الگ ہونا ہوتا ہے۔ اس طرح ارض و سما اور اس کائنات کی موت کے لئے اللہ کے نام لیواؤں کو اس سے اٹھا لیا جائے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بلکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہوا ایسی چلے گی۔ جس میں جتنا ایمان ہوگا وہ اس ہوا سے اتنا جلد زمین سے اٹھتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ بندہ بھی فوت ہو جائے گا جس میں تھوڑے سے تھوڑا ایمان ہوگا۔ پچھلوں پر قیامت قائم ہوگی۔ ہاں تاریخ کے دہرانے کا ایک سبب ہوتا ہے۔

دنیا عالم اسباب ہے' اللہ پھر سے کچھ ایسے لوگ پیدا فرما دیتے ہیں۔ جو تاریخ بنانے والے تھے۔ کچھ دلوں میں وہ اپنی محبت انڈیل دیتے ہیں۔ اور یاد رکھو۔ اس غلط فہمی میں نہ رہنا کہ آج کوئی ابوبکرؓ نہیں کوئی عمر فاروقؓ نہیں۔۔ اگر ادھر کوئی ابوبکر نہیں تو ادھر بھی کوئی ابوجہل نہیں ہے۔ ادھر بھی آج ہی کے لوگ ہیں۔ حسین حقانی مجھے مل گئے' آل پارٹیز کانفرنس میں لاہور۔ قید سے چھوٹ کر جیل سے نکل کر بڑے شور شرابے سے انہی دنوں آئے تھے۔ میں نے کہا کہ نئی روایت ڈال دی تم نے' حسین تو کبھی واپس نہیں آیا کرتے۔ لیکن کیا کیا جائے ایسے زمانوں کے جیسے حسین ہیں ویسے ہی وہاں یزید بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ حسین اصلی ہے نہ ہی یزید اصلی ہے۔ نقلی ہی حسین ہیں۔ نقلی ہی یزید ہے۔ بہت شور شرابا ہوا۔ آپ بھی گھر آ گئے۔ وہ بھی گھر آئے۔ اگر کسی کو غلط فہمی ہے کہ ادھر بلال حبشیؓ کوئی نہیں اور جہاں کسی کو دعویٰ بھی نہیں ہے۔ اس کی محبت' اس کے ورع تقویٰ' یا اس کی ذات' اس کے نقش کف پاکی بھی ثانی ہو سکتی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ یہاں بھی اس درد کے طالب ہیں جو بلال حبشیؓ کے سینے میں تھا۔ یہاں بھی اس جذبہ کی تلاش ہے جو ابوبکرؓ کی وراثت تھا۔ اویسی تو ہیں ہی سارے ابوبکر صدیقؓ سے فیض یاب۔ باقی سلاسل بعض بزرگوں میں سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہو کر نبی کریمؐ تک پہنچتے ہیں۔ یہ نسبت اویسیہ ہے جو سینہ صدیق اکبرؓ سے اخذ کرتی ہے۔ نبی علیہ السلام کی محبت' جذبہ' عشق اور ایثار کو' لیکن شاید یہ ساری باتیں ظاہر بینوں کی سمجھ میں نہ آئیں۔ اور یہ ضروری بھی نہیں کہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ ان سے وقت منوائے گا انشاء اللہ العزیز۔ وقت اور واقعات اپنے آپ کو منوالیتے ہیں۔ لیکن میں یہ واضح کر دوں' کہ تاریخ پھر اس مقام پر کھڑی ہے۔ جہاں انشاء اللہ العزیز اپنے آپ کو پھر دہرائے گی۔

ہم مسلمان ہیں' اور قرآن و سنت کے علاوہ اس وطن میں' اس ملک میں کسی دوسرے نظام کو قبول نہیں کریں گے

نبوت آج بھی محمد رسول اللہؐ کی ہے۔

قرآن کے آج بھی تیس پارے موجود ہیں۔ سنت خیر الانامؐ آج بھی زندہ ہے۔ ضرورت تھی ایسے جانبازوں کی جو سود و زیاں کو سوچے بغیر بدر کو چل پڑیں۔ اگر اللہ نے ایک قافلہ ایسا بنا ہی دیا ہے۔ اس پر مت رہو کہ یہ صرف 313 ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ بھی ہے اور اس کے بندے جتنے شمار کر سکتے ہو' اگر تمہارا خیال ہے کہ وہ اکیلا ہے' اور ہم بہت سارے ہیں تو یہ بھی تمہارا ہی خیال ہے۔

ضرورت تھی ایسے جانبازوں کی جو سود وزیاں کو سوچے بغیر بدر کو چل پڑیں

اگر اللہ سوچنے والوں کو یہ توفیق دے دے کہ ہم مخلوق ہیں۔ وہ خالق ہے۔ ہم جیسے بھی ہیں بندے ہیں وہ مالک ہے۔ میری دعا یہ ہے کہ نظام قرآن وسنت کو' نفاذ کی توفیق ہر اس بندے کو بھی دے جو نام نہاد مسلمان بھی ہے۔ اس کی تائید کی توفیق دے۔ جنہیں اپنے علم' ورع تقویٰ' لین دین میں دعویٰ اس میں تعاون اور شراکت کی توفیق دے' جس کے پاس اقتدار و اختیار ہے۔ انہیں بھی توفیق دے کہ اس تڑپتی ہوئی انسانیت کو اللہ کا نظام دیں۔ عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں اور عنداللہ رتبے پائیں۔ درجے پائیں۔ دنیا کی حکومت بھی کریں اور آخرت میں بھی اللہ کی رحمت لوٹیں۔ ہمیں ان کے اقتدار سے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ مٹھی بھر لوگ مارے جائیں گے۔ یہ وہ غلط فہمی ہے جو مکے والوں کو تھی' لیکن وہ فلسفہ میدان جہاد میں آیا تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

الٹ گیا۔ ایک بڑا خوبصورت جملہ ہمارے دانشور لکھتے ہیں۔ کہ مولانا صاحب بات عجیب کرتے ہیں لڑا دیں گے۔ ادھر بھی مسلمان ہوں گے' ادھر بھی مسلمان ہوں گے' خون مسلمان کا ہی بہے گا۔ میں اس بات کے حق میں قائل ہوں کہ جو قرآن و سنت کے حق میں ہوگا وہ تو مسلمان ہے۔ جو قرآن و سنت کو روکنے کے لئے بندوق اٹھائے گا شاید اس کا مسلمان ثابت کرنا آسان نہ ہوگا۔ اور یا ہمارے مفتیان کرام اور علمائے عظام یہ فتویٰ دے دیں۔ اور جو لوگ قرآن کے نظام کو روکے ہوئے ہیں اور جو لوگ سودی معاشی نظام کو چلائے ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کو مغرب کی غلامی میں دیئے ہوئے ہیں۔ جو اسلامی عدل کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ جو مسلمان اور مسلمان کے حقوق کی راہ میں دیوار بنے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اگر اسلام یہی ہے تو ہمیں قائل کر لیجئے ہم بھی آپ جیسے مسلمان ہی ہو جائیں۔ کتاب اللہ سے ارشادات رسول عربیؐ سے' کوئی ایسا جملہ نکال کر دیجئے' ہمیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ صرف نمازوں میں عبادتیں کرنا' سود کھانا اور کفار کا بچا کچھا کھانا اور کفار سے بھیک مانگ کر کھانا۔ اور جب تم آؤ گے۔ تو آخرت میں فرشتے اور حوریں بڑا استقبال کریں گی' یہ آسان راستہ ہے کہیں قرآن و حدیث میں' کہیں سنت خیر الانام میں؟ ہمیں بھی دکھاؤ۔

اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تم ہمارے ساتھ چلو' خدا تمہاری حکومتیں تمہارے سپرد کرے۔ ہمارا تو سادہ سا مطالبہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور قرآن و سنت کے علاوہ اس وطن میں' اس ملک میں کسی دوسرے نظام کو قبول نہیں کریں گے۔

قرآن و سنت کا راستہ روکنے والوں کی خبر نہیں ملے گی۔ یہ ملک اسلام کے لئے بنا ہے

اللہ کرے میری دعائیں قبول ہوں سب کو ہدایت نصیب ہو۔ ملک کو قرآن و سنت کا نظام نصیب ہو۔ اور ہم کافر دنیا پر یہ ثابت کر سکیں کہ حقوق انسانی کی حفاظت کرنا' مسلمان کی شان ہے۔ یہ کفر جو دعوے کرتا ہے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ عدل و سلامتی کے لئے اسلحہ بیچتا ہے۔ یہ انصاف کے نام پر قتل و غارت گری کرتا ہے۔ اور دوسروں کے حقوق چھینتا ہے۔ اور اب جب مغرب نے یہ تہیہ کر لیا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کا۔ نیو ورلڈ آرڈر سے مراد یہ ہے کہ ساری دنیا سر تسلیم خم کر لے' اور اکیلا امریکہ بہادر شہنشاہ معظم بن جائے۔ اب اس خواب کو ٹوٹنا بھی ہے خواب آخر۔۔ خوابوں کی عمریں لمحوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور بہت لمبی بھی ہو تو ایک نیند سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ خدائی خواب جو امریکہ دیکھ رہا ہے اسے ٹوٹنا ہے۔ اب اس کی آنکھ بھی کھلے کہ وہ دنیا اسلام کو مٹانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ جبکہ اس کی اپنی زمین پر بھی انشاء اللہ' اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے کو ہیں۔ تاریخ کا پہیہ گردش میں ہے۔ اور زوال کی انتہائی حدوں کو مسلمان چھو چکے ہیں۔ اب اس کے نیچے کوئی زوال کا تصور نہیں ہے۔ اب انشاء اللہ واپسی کا لمحہ آ پہنچا ہے۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ ہمارے حکمرانوں کو اس بات کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ اور انہیں قرآن و سنت کو ماننے اور نافذ کرنے کی توفیق دے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ سارے ہی مسلمان اللہ کی رحمت اور بخشش کو پائیں۔ اور اللہ کی جنت میں جائیں۔ لیکن یہ باور کر لو۔ قرآن و سنت کا راستہ روکنے والوں کی خبر نہیں ملے گی۔ یہ ملک اسلام کے لئے بنا ہے اور اب وقت آ گیا ہے اگر اللہ نے توفیق دے دی تو چند لوگوں کو گھروں سے نکلنے کی' اس کا مطلب ہے کہ منشائے ربی ہے کہ پھر اب احیائے اسلام ہو۔ اس پر بے شمار دلیلیں حدیث شریف میں موجود ہیں۔ سیرتؐ میں موجود ہیں۔ نبی علیہ السلام کی پیش گوئیاں موجود ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ہزار کمیوں اور خامیوں کے باوجود اللہ نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔

اللہ کریم ہمیں بھی ہدایت پر قائم رکھے اور جنہیں سمجھ نہیں آ رہی ان کو بھی ہدایت کی توفیق دے۔

دعائے مغفرت

ڈاکٹر رضوان الٰہی' ڈاکٹر عرفان الٰہی کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مہر فاروق اختر (فیصل آباد) کے بھانجے نعمان حسن قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلام شیخ

امیر محمد اکرم اعوان 'سیماب اویسی' کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے۔ گردِ سفر' نشانِ منزل' متاعِ فقیر' آس جزیرہ' دیدہ تر' کونسی ایسی بات ہوئی ہے اور سوچ سمندر شائع ہو چکے ہیں۔

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

زمانے پہ کفر و شرک چھا رہا تھا
وہ خلق خدا پہ ظلم ڈھا رہا تھا
تھا انسان مظلوم چلا رہا تھا
نہ کوئی اس کی فریاد سن پا رہا تھا
کرم تب زمانے پہ رب کا ہوا ہے
نبیؐ جس نے بھیجا وہ میرا خدا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

صحابہ نے حق پہ لٹائی تھیں جانیں
لکھیں خوں سے اپنے نئی داستانیں
مٹے جگ سے باطل کے سارے فسانے
تھے کسریٰ کے یا قیصروں کے گھرانے
یہ بدر واحد کی فتح کا صلہ ہے
کہ امن و سکوں دہر کو مل گیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

اٹھو ظلم کو پھر جہاں سے مٹا دو
زمانے کو سنت نبیؐ کی دکھا دو
بٹھائے ہیں جو کفر نے بت' گرا دو
بنی نوع انساں کو پھر سے دکھا دو
امن کا' بھلائی کا رستہ جدا ہے
کہ اسلام ہی بس یہی ایک راہ ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

ہے سودی' یہودی نظام معیشت
کہ دھوکہ دہی کو کہیں یہ سیاست
غریبوں کا خوں بہہ رہا ہے بہ کثرت
مٹی ہے زمانے سے دیں کی ریاست
وہ سیماب دیکھو کدھر چل رہا ہے
اٹھا لو یہ پرچم کہ گھر جل رہا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

ہے باطل زمانے پہ چھانے کو پھر سے
یہ چاہتا ہے دیں کو مٹا دے دہر سے
مسلماں کو افتاد پڑتی ہے گھر سے
منافق گئے ہیں کچھ ایسے بگڑ سے
یوں مغرب نے ان کو صلہ دے دیا ہے
منافق کو مومن پہ حاکم کیا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

وہ کشمیر ہو یا فلسطین دیکھو
مسلماں کے خوں سے ہے رنگین دیکھو
تم ہر زے گو دنیا کی زمین دیکھو
جزیرہ ہو یا کابلی تین دیکھو
ہر اک جا پہ مسلم کا خوں بہہ رہا ہے
کہاں ہیں مجاہد؟ یہی کہہ رہا ہے

میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں میں زندگی کا مزہ ہے

سیماب اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

میدان بدر اور رمضان

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ 8-12-2000

مجاہدین اسلام غازیان دین محمد ﷺ سرفروشان عشق نبیؐ اسلام علیکم ورحمتہ اللہ' ہمارے خطبات میں نہ رواجی تقریریں ہیں نہ جوش بیان ہے۔ بلکہ حصول مقصد کی منزل کی نشان دہی کر رہے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم ہمارے حکمرانوں کو اپنی محبت دے اپنے نبیؐ کا اتباع دے۔ یہ ان کے نصیب میں نہیں ہے تو انہیں وقت کی نزاکت کو سمجھنے کی توفیق ضرور دے۔ ہماری سادہ سی بات ہے کہ حکومت وقت کیسے آئی کیوں آئی ہم اس میں نہیں پڑتے کب تک رہنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے۔ لیکن اگر حکومت کا جواز یہ ہے کہ سول حکمت عوام کو تکلیف کی طرف اور ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہی تھی اور فوج کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرونی اور بیرونی خطرات کا دفاع کرے۔ حکومت اپنے جواز میں اندرونی خطرات کے دفاع کو پیش کرتی ہے۔ میری بات پر نہ جایئے ہائی کورٹ پنجاب کے فل بنچ جس کی سربراہی چیف جسٹس فلک شیر صاحب نے کی۔ کل کا فیصلہ پڑھ لیجئے۔ فرماتی ہے پہلی دونوں حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت کا رویہ بھی وہی ہے جو کچھ وہ کر رہے تھے وہی کچھ یہ بھی کر رہے ہیں' اگر ایک عدالت نے تین سال کی چھٹی دی تھی تو اب وہی عدالت آپ کو یاد دلا رہی ہے۔ ظالموں کا تبادلہ منظور نہیں تھا کہ ایک ظالم چلا جائے اور اس کی جگہ دوسرا ظالم آکر کوئی نئے ستم ایجاد کرے۔ حالات کا بدلنا مقصود تھا جس میں حکومت ناکام ہو چکی ہے' گزشتہ 53 سال سے ہمیں لیبارٹری کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے اور دنیا بھر کے مختلف نظام ان لوگوں پر آزمائے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے نفاذ اسلام کی خاطر قربانیاں دیں۔ جانیں دیں' مال دیئے' اولادیں دیں روحیں قربان کیں اور کسی دل کے درد کے صدقے رب جلیل نے ایک خطہ زمین عطا فرمایا تھا جس کا ایک حصہ سیاسی بدمعاشیوں کی نذر ہو چکا ہے۔ اور دوسرے حصے پر امن عامہ کا یہ حال ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گن مین کی ضرورت ہے۔ کسی کافر ملک میں مساجد پر پہرہ نہیں ہے' کشمیر کی مساجد جہاں بہت بدامنی ہے۔ وہاں پہرے دار بندوق بردار نہیں ہے' ہندوستان میں جہاں مسلمانوں پر بے پناہ مظالم توڑے جاتے ہیں مساجد میں کوئی گن مین پہرے پر نہیں ہوتا۔ اسرائیل میں مساجد پر پہرہ نہیں ہے۔ دوسری مہذب دنیا کا کیا کہنا۔ کیا یہ صلہ ہے وطن عزیز کے حصول کے لئے قربانیاں دینے والوں کا کہ وہ رب العالمین کو سجدہ کرنے کے لئے بھی پہرے کے محتاج ہیں۔ ورنہ مسجد میں ان کے لاشے تڑپیں گے۔ کیا یہی صلہ ہے پہلی حکومتوں نے جن شرائط پر قرضے حاصل کئے تھے 68 کروڑ کا قرضہ جو موجودہ حکومت نے لیا ہے اس کی شرائط اخبارات میں آچکی ہیں۔ رسوا کن اور ذلیل کن شرائط پر اور پہلے سے کڑی شرائط پر نیا قرضہ لیا گیا کیا یہ کامیابی ہے۔ دنیا کا ایک بہترین خطہ زمین جسے اللہ کریم نے وسائل سے مالا مال کر رکھا ہے۔ اس کا ہر شہری امن کو ترستا ہے سکون کو ترستا ہے۔ ان کی جان مال آبرو خطرے میں ہے اور 80 فیصد وہ آبادی ہے جنہیں غذا کی قلت کے باعث جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور 70 فیصد وہ آبادی ہے جنہیں پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ ہماری درخواست ہے حکومت سے اور بڑی سادہ سی درخواست ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا جینا مرنا اسلام کے لئے ہے۔ زندگی ہماری' موت ہماری آخرت اسلام کے لئے ہے۔ خدا کے لئے وطن عزیز پر قرآن وسنت کو بطور نظام نافذ کیا جائے۔ قرآن وسنت کا وہ نظام جو مکہ مکرمہ سے اس حال میں شروع ہوا کہ اس بوڑھے آسمان کو یاد ہے روح زمین پر اس کا داعی اللہ کا ایک بندہ محمد ﷺ اور دنیا کفر کی لپیٹ میں تھی۔ دنیا ظلم کی لپیٹ میں تھی' دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی۔ قرآن فرماتا ہے۔ تم دوزخ کے کناروں پر گھوم رہے تھے۔ تم میں اور دوزخ میں صرف موت کا فاصلہ ہوتا تھا۔ جو مرتا تھا دوزخ میں گرتا تھا۔ میرے نبی نے تمہیں اچک لیا' وہاں سے۔ تمہارے دلوں میں دشمنیاں پلتی تھیں۔ باپ بیٹے کا دشمن تھا۔ رعیت حکمران کی دشمن تھی۔ پڑوسی پڑوسی کا دشمن تھا۔ قومیں قوموں کی دشمن تھیں۔ ملک ملکوں کے دشمن تھے۔ تمہارے دلوں میں محبتیں پیدا کر دیں محمد ﷺ نے۔ ہمارا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ ہمیں پھر سے اسی لذت آشنائی سے آشنا کیا جائے۔ جو محمد ﷺ نے بانٹی تھی۔ یہ کیا فلسفہ ہے۔ کہ ہم زندگی تو یہود وہنود کی طرز پر کاٹیں اور ہمیں برکات وہ نصیب ہوں جو نبی امی ﷺ نے بانٹی تھیں' اور میں حیران ہوں کہ ہماری یہ سادہ سی آواز کہ ہمیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

سودی معاشی نظام سے نجات دلا کر اسلامی معاشی نظام دیا جائے ملک کو۔ تعلیم کو ہر شہری کے لئے برابر کی سطح پر عام کیا جائے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایچی سن کالج میں امرا کے بچے پڑھیں اور جو لوگ وہیں ملازمت کرتے ہیں اور غریب ہیں ان کے بچوں کے لئے اسی چار دیواری میں ٹاٹ سکول بنا ہوا ہے کیا یہ طبقہ امراء آسمانی مخلوق ہے اور دوسرے شہری دوسرے درجے کے شہری ہیں۔ ایک طبقے کے کتے کی گردن کے پٹوں میں ہیرے لگے ہوئے ہوں اور دوسرے کے بچے لباس کو ترسیں' قذافی سٹیڈیم میں کتوں کی دوڑ کرائی گئی اور کتوں کو غیر ملکی منرل واٹر پلایا جا رہا تھا جہاں 70 فیصد آبادی پانی کے ایک گھونٹ کو ترستی ہے' کیا یہ کلمہ گو کیا یہ سحر خیز کیا یہ غلامان رسول آج کتوں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں حکمرانوں کی نظر میں۔ مجھے حیرت ہے کہ ہمیں گیارہ دن ہو گئے فریاد کرتے اسلام آباد کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ لیکن یہ یاد رکھو آج سے انشاء اللہ العزیز الاخوان کے ہر رکن مرد ہو یا عورت سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے ہر طالب وہ خاتون ہو یا مرد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر لمحہ اسلام آباد کی طرف مارچ کیلئے تیار ہو جائے میں حکومت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ابھی میں تیاری کا حکم دے رہا ہوں' انشاء اللہ عنقریب روانگی کا اعلان ہو گا۔ ہر فرد کے ذمے ہے اور ہر درد مند مسلمان سے میری درخواست ہے کہ نفاذ دین کے لئے خدا کے لئے آگے لگو ہم پیچھے لگتے ہیں' اور پیچھے لگو ہم آگے لگتے ہیں' میں کوئی بات زیر زمین اور پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا' حکمرانو ہمیں حکومت نہیں چاہیے ہمیں محمد ﷺ کا دین چاہیے۔ جو بطور حاکم اس ملک پر نافذ کیا جائے روز ایک نیا آرڈیننس نافذ ہوتا ہے آج ایک آرڈی ننس جناب رفیق تارڑ صاحب ایک آرڈیننس پہ دستخط کر دو کہ سارے قانون معطل کئے جاتے ہیں قرآن وسنت اس ملک کا قانون ہو گا۔ ہمیں آپ کے عہدے نہیں چاہیں لیکن جانتے ہو کہ اسلام آباد آواز کیوں نہیں جاتی اس لئے کہ اسلام آباد حکومت کی کابینہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو غیر ملکی سرمایہ پر این جی اوز چلا رہے ہیں وہ آپ کے وفاقی وزرا بنے بیٹھے ہیں۔ وہ لوگ شامل ہیں جو غیر ملکی اداروں میں تنخواہ لے رہے ہیں اور ڈیپوٹیشن پر پاکستان میں منسٹر بنے ہوئے ہیں۔ دنیائے سیاست میں کسی اور ملک کی تاریخ میں یہ بات دکھایئے کہ ایک بندہ ورلڈ بنک کا آئی ایم ایف کا ملازم بھی ہو' بچے بچیاں وہاں پڑھ رہے ہوں بیوی وہاں براجمان ہو اور وہ دوسرے ملک میں وزیر بھی ہو اور وہاں موجیں لے رہا ہو اب جو ڈالر کھاتے ہیں پونڈ کھاتے ہیں غیر ملکی سرمایہ لیتے ہیں وہ ان کے دروازے پر دم ہلائیں گے یا انہیں کلمے کی پکار سنائی دے گی۔ کیا یہ جائز ہے کہ غیر ملکی اداروں کے بندے یہاں وزارتیں انجوائے کریں کیا یہ درست ہے کہ غیر ملکی سرمائے سے این جی اوز چلانے والے مشیر اور وزیر بن کر اسلام آباد میں بیٹھیں' اور بڑے اطمینان سے فرماتے ہیں ہمارے وزیر داخلہ صاحب جو نامور گورنر تھے نواز شریف کے بھی وہ مجرم ہو گیا اور یہ وزیر داخلہ ہو گئے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ساری باتیں زیر زمین ہیں ہمیں اس جوئے خانے کا بھی پتہ ہے جس جوئے خانے پر مینجر رکھنے سے جناب وزیر داخلہ اور میاں نواز شریف میں جھگڑا شروع ہوا تھا میرے پاس ان پلاٹوں کی فہرست بھی موجود ہے جو نیوی کی سرزمین پر وزیر داخلہ بیچنا چاہتے تھے اور میاں نواز شریف خود بیچنا چاہتا تھا جس پر ان کی گورنری خطرے میں پڑ گئی یہ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم اتنے اندھے ہیں کہ پس دیوار ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔

آج اگر مادی مشینیں انسان کے اندر کی سکریننگ کر سکتی ہیں ہمارے تو دل مشینیں ہیں اور اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں پہلے ایک عالم تھا وزیر اعظم بھیج دیا امریکہ نے جو وہاں ملازم تھا ڈیپوٹیشن پر ملک کا وزیر اعظم بننے کے بعد پھر معین قریشی کا شناختی کارڈ بنایا گیا کیا یہ عجیب تماشہ نہیں ہے اب اس سے آگے بڑھ کر ایوان سلطنت سے نکل کر آج ہم امریکہ کی ایسی کالونی بن گئے ہیں جو مزدوری کر کے اپنا پیٹ خود پالتے ہیں اور حکومت امریکہ کی ہم پر ہے۔ جوہر آباد کا جو آپریشن ہوا۔ تکبیر کے گزشتہ ہفتے کے شمارے میں پڑھیئے کیوں جواب نہیں دیا حکمرانوں نے اس کو وہ لکھتا ہے کہ امریکی کمانڈوز کو ایوان صدر کے سیکورٹی کے انچارج SP کی قیادت میں جوہر آباد بھیجا گیا اس کا مطلب ہے کہ اب تھانوں پر بھی امریکیوں کی حکومت آ گئی جوہر آباد پولیس کو ساتھ لے کر ایک بندے کو ایک چھوٹے سے کوارٹر میں گھیر لیا گیا ایس پی جوہر آباد نے کہا کہ جناب ایک بندہ ہے۔ آپ نے گھیر لیا اب دروازے توڑنے اور گولی مارنے کی کیا ضرورت ہے گرفتار ہو جائے گا رات کو نہیں ہو گا صبح ہو جائے گا کہاں جائے گا اتنی نفری ہے وہ ایس پی جو اسلام آباد سے آیا تھا اور جس کی ڈیوٹی ہے ایوان صدارت کی سیکورٹی پر ہے اس نے چیخ کر کہا وزیر داخلہ کا حکم ہے اور اس کے ساتھ جو کمانڈوز تھے وہ امریکن تھے جنہوں نے شوٹ کیا علی ناصر کو اور حکومت کہتی ہے وہ تو شیعہ تھا جو شیعہ ہوا سے امریکن آکر گولیاں ماریں اس ملک کا جو شیعہ شہری ہے کیا وہ اس ملک میں نہیں رہ سکتا اس ملک میں ہندو نہیں رہ سکتا۔ عیسائی نہیں رہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

سکتا۔ یہ کون سا جواز ہے وہ سنی مولویوں کا قاتل تھا آپ نے گھیرے میں لے لیا آپ اسے گرفتار کرتے اسے عدالت کے روبرو کرتے اس پر گواہیاں ثابت کرتے اور اسے عدالت سے سزا دلواتے۔ اگر شہباز شریف نے بندے قتل کروائے تو ماورائے عدالت ہو گئے اور معین الدین حیدر صاحب قتل کروائیں اور امریکن سولجرز سے قتل کروائیں تو یہ عدالتی کام ہو گیا اگر یہی غیرت ہے ہماری تو پھر اس سے بہتر ہے الاسکا کی طرح اس کو بھی امریکہ ترپن ویں ریاست بنا دو باون پہلے ہیں یہ بھی ہو جائے گی پھر تم بھی یہاں میموں کے ماتحت کام کرنا سور کھانا شراب پینا اور ڈالروں سے کھیلنا کیا یہ منظور ہے امریکہ خود ایک بیوہ عورت ہے دنیا کا واحد ملک ہے جس کا کوئی شہری امریکہ کا شہری نہیں ہے دنیا کے بھاگے ہوئے بد معاش لوگ وہاں جمع ہیں واحد قوم ہے امریکن جس نے روئے زمین کے اصل باسیوں کا خاتمہ کر دیا اور ڈاکوؤں کی قوم ہے جو وہاں مسلط ہے امریکہ واحد ملک ہے جو مسلمانوں کے سرمائے پر چل رہا ہے امریکہ واحد ملک ہے جو یو این او کے پیسے بھی کھا گیا امریکہ واحد ملک ہے جو دنیا میں سب کے قرضے دبا کر بیٹھا ہے ارے ہم سے اس نے ایف سولہ کیلئے پیسے لئے کبھی مسور کی دال بیچتا ہے، کبھی غلہ بیچتا ہے کبھی سویا بین دکھاتا ہے یہ سویا بین نہیں چلے گی امریکہ بہادر تمہیں ایف سولہ دینے ہونگے یا ہمارا سرمایہ اسی حساب سے دینا ہو گا جس حساب سے تم اپنے قرضے وصول کرتے ہو۔ یہ جو ورلڈ بنک قرضے لے رہا ہے کڑی شرائط پر پیسہ کس کا ہے بے نظیر کا۔ آصف زرداری کا۔ میاں نواز شریف کا۔ میاں شہباز شریف کا۔ اعجاز الحق کا۔ چوہدری شجاعت حسین کا۔ اے آر ڈی کا۔ ایم آر ڈی کا سرمایہ ہے میرا خون ہے تمہارا خون ہے ہمارے بچوں کی رگ حیات سے ڑا ہوا خون ہے جو کئی سو ارب ڈالر امریکہ میں جمع ہیں وہی پیسہ ہم پر قرض ہے اسی پر ہم سے سود لیا جا رہا ہے اور کسی کو یہ غلط فہمی اس میں۔

محکمے کے لوگ پھرتے تھے مولوی صاحب کے مکان کتنے ہیں مولوی صاحب کے کمرے کتنے ہیں مولوی صاحب کے پاس اللہ کی مسجد ہے جو تمہیں نصیب نہیں مولوی صاحب کا دفتر بھی مسجد میں ہے مولوی صاحب کی رہائش گزشتہ بیس سال سے مسجد میں ہے انشاء اللہ العزیز مولوی صاحب مسجد میں فوت ہوں گے مسجد کے صحن میں دفن ہونگے تمہاری طرح مردود نہیں ہیں تم نے حکمرانوں نواز شریف کے کتنے مکان ضبط کئے کہ مجھے ڈرانے چلے ہو بے نظیر سے کیا وصول کیا کہ مجھ پر رعب ڈالنے کا ارادہ ہے زرداری سے کیا لے لیا وہاں تو تلوے چاٹتے پھرتے ہو آج بھی زرداری کے اس کمرے کا جس میں آپ نے اسے قید کر رکھا ہے 22 لاکھ ایک مہینے کا خرچ ہے 22 لاکھ۔ اور کیا سمجھتے ہو تمہاری حرکات ہم سے چھپی ہوئی ہیں وقت آ رہا ہے انشاء اللہ زرداری سے لے کر پرویز مشرف تک کو اور مولویوں سے لے کر پیر تک کو، مجھے مریدوں سمیت احتساب کا سامنا کرنا پڑے گا حکومت انتظار کرے میں جس دن تاریخ دونگا انشاء اللہ جہاز پر بھی ہونگے ہر ریل پر بھی ہم ہوں گے ہر بس میں بھی ہم ہوں گے ہم پیدل بھی ہوں گے ہم گھوڑوں پر بھی ہوں گے ہم سائیکلوں پر بھی ہوں گے ہم کاروں پر بھی ہوں گے میں دیکھوں گا آپ ہمیں کہاں کہاں سے روکتے ہیں۔

جناب ذرا امریکہ کی دی ہوئی چربی آنکھوں سے اتار کر دیکھیں۔ کانوں سے امریکہ کی لمبی روئی نکال کر میری بات سنیں ہمیں زندہ رہنے کی اتنی طلب نہیں ہے جتنی ہمیں شہید ہونے کی ہے آج سے انشاء اللہ ملک بھر میں احتجاج کریں گے آج سے انشاء اللہ اس کیمپ میں بھی پوری فوجی ڈرل ہوا کرے گی آج سے انشاء اللہ میں نے اپنی ہمت کے مطابق ہر اس شخص کو کال دے دی ہے وہ مرد ہے یا عورت جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے وفا کرنا چاہتا ہے، علماء سے، دینی جماعتوں سے جہادی تنظیموں سے۔ یار مجھے ایک بات تو بتاؤ کیوں کر رہے ہو کشمیر میں جہاد وہاں ظلم ہوتا ہے لوگ گھروں میں مارے جاتے ہیں ان کی عزتیں لٹتی ہیں ان پر ظالمانہ ٹیکس لگتا ہے اچھی بات ہے جہاد ہونا چاہئے یہی ظلم ہندوستان میں ہوتا ہے جہاد ہونا چاہئے یہی ظلم فلسطین میں ہوتا ہے جہاد ہونا چاہئے یہی ظلم الجزائر میں ہو رہا ہے جہاد ہونا چاہئے جب یہی ظلم پاکستان میں ہوتا ہے تو اس کا جواب کیا ہے کبھی اعلان ہوتا ہے قومی حکومت بنائی جائے قوم کون ہے۔ میاں صاحب قوم ہیں بے نظیر قوم ہیں نواب زادہ صاحب قوم ہیں چوہدری برادران قوم ہیں سرحد کے ارباب قوم ہیں پنجاب کے جاگیر دار قوم ہیں سندھ کے وڈیرے قوم ہیں اس لئے قومی حکومت بنائی جائے۔ فوری انتخاب کرائیں جائیں تاکہ جعلی ووٹ بھگتا کر چور اچکے پھر حاضر ہو جائیں ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق فوجی حکومت کے رہنے کا اب کوئی جواز قانونی بھی نہیں رہا۔ اب ایک جواز ہے کہ انہوں نے کسی ایم پی اے سے رائے نہیں لینی ان کا کوئی ایم این اے نہیں ہے انہوں نے کہیں سے ووٹ نہیں مانگنے اگر آہی گئے ہو آخر آپ ہم سے بہتر مسلمان ہو اللہ توفیق

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

دے ایک آرڈیننس جاری کردو ملک کا آئندہ قانون آج سے قرآن اور سنت ہوگا۔ ہمیں بھی شکنجے میں کس لو ہمارا بھی احتساب قرآن اور سنت کے مطابق کرو اگر شریعت محمدی ﷺ ہمیں سولی پر لٹکا دے اللہ کی قسم ہم اف نہیں کریں گے لیکن آج کے بعد انشاء اللہ کوئی امریکی کمانڈو کسی پاکستانی مسلمان پر ریڈ نہیں کرسکے گا یوسف رمزی کو بیچنے والو وہی ڈالر کافی سمجھو علی ناصر کو مروانے والو جو تم نے لیا کھا جاؤ لیکن یہ یاد رکھو آئندہ کوئی یوسف کوئی علی ناصر امریکیوں کے سپرد نہیں کیا جائے گا اب اگر امریکیوں کے سپرد ہوں گے تو امریکی ڈالر کھانے والے۔ این جی اوز کے سربراہ ان کے گماشتے ان کے کتے ان کے ملازم یہاں ہمارا خون چاٹ رہے ہیں اور یہاں کے وہ لوگ جو کھاتے یہاں ہیں اور بھونکتے امریکہ ہیں ان کے سپرد کیے جائیں گے لے جاؤ ان غلاظتوں کو جنہیں ہم پر مسلط کر رکھا ہے۔

حضرات گرامی میں کوئی تقریر کرنے نہیں آیا اور نہ تقریر کے موڈ میں ہوں نہ تقریروں کا ہمارے پاس موسم ہے آج مجھے ایک سیاستدان مشورہ دے رہا تھا کہ رمضان اور سردیاں یہ دونوں ایسے موسم ہیں کہ ان میں سیاسی ایکٹویٹیز (Activities) نہیں ہوتیں میں نے کہا جی معاف کیجئے گا ہم سیاست کر ہی نہیں رہے یہ جھگیاں تو بدر سجانے کیلئے ہیں اور بدر رمضان ہی میں ہوئی تھی ارے ہم نقلی سہی پر نقلی امریکی نہیں بنیں گے نقلی غلام ہی بنیں گے۔ محمد ﷺ کے ہم لاکھ گنہگار سہی ہماری وفائیں مدینے کے ساتھ ہیں واشنگٹن کے ساتھ نہیں ہیں تم نے آبادی کا نام اسلام رکھ دیا جہاں نری آبادی ہے اسلام کوئی نہیں آج اسلام آباد کے بازاروں میں مغرب کی برہنہ عورتیں پھرتی ہیں کوئی روکنے والا نہیں قحبہ خانوں میں عزتیں نیلام ہوتی ہیں۔ قصر صدارت کے سامنے لوگ قتل ہوتے ہیں سڑکوں پر زندہ جلائے جاتے ہیں بہت ہو چکا۔ اگر جانیں ہی لینی ہیں تو پھر ہر اس بندے کی جان لے لو جس میں ایمان کی رمق باقی ہے لیکن یاد رکھو جانیں لینا اور جانیں دینا اس نے اپنے دست قدرت میں رکھا ہے کوئی حکمران جان دے نہیں سکتا کوئی طاقتور جان لے نہیں سکتا وہ ایسا بے نیاز ہے کہ شہنشاہ ایران ایک بچے کو ترستا رہا شہنشاہ کہلواتا تھا بچہ نہ پا سکا جب اولاد دی تو حکومت واپس لے لی۔ ایسا رسوا کر دیا کہ کوئی پناہ دینے کو تیار نہیں تھا اور مر گیا تو کوئی دفن کرنے کی اجازت اپنے ملک میں نہیں دیتا تھا۔

حکمرانو! تمہارا جھگڑا عوام کے ساتھ نہیں ہے تم سر سکندری بن رہے ہو مسلمان اور قرآن کے درمیان تم ایک دیوار بن رہے ہو دین اور دیندار کے درمیان ارے کافروں نے بھی دیوار برلن توگرا لی مسلمانوں سے تمہاری دیوار برلن نہیں گرے گی۔ آج سے ہم انشاء اللہ پورے ملک میں احتجاج بھی کریں گے اور ہر فرد مرد و زن تیار ہو جائے جب اعلان ہوگا صرف یہاں سے نہیں وزیرستان سے بھی قافلے نکلیں گے خیبر ایجنسی سے بھی لوگ اتریں گے کوہستان گلگت چترال سے بھی آئیں گے واہگہ بارڈر تک لاہور سے بھی آئیں گے سندھ اور کراچی تک بھی آئیں گے کوئٹہ بلوچستان نہیں آخری سرحد تک سے انشاء اللہ لوگ آئیں گے اسلام آباد والو میں دیکھتا ہوں تم کہاں کہاں روکتے ہو۔

تمہاری فوج ہم ہیں ہمارا خون ہے ہمارے بیٹے ہیں کسی وڈیرے کا کسی سیاستدان کا کسی جرنیل کا بیٹا سپاہی نہیں ہے۔ جسے گولی کھانی ہے وہ بھی میرا بیٹا ہے اور جسے گولی چلانی ہے وہ بھی میرا بیٹا ہے یہ پاکستان ہے الجزائر نہیں ہے یہ ترکی نہیں ہے یہاں کی پولیس بھی مسلمان ہے اور یہاں کی فوج بھی مسلمان ہے یہ وقت آنے پر پتہ چلے گا ارے اتنی وفا فرانسیسیوں میں بھی تھی کہ جب نپولین کے خلاف انہوں نے بغاوت کی تو اس نے سینے سے کرتا ہٹا دیا اور اس نے کہا تم تو میرے بیٹے ہو تم ہی گولی مارنا چاہتے ہو تو مار لو ساری بندوقیں نیچے ہو گئی تھیں اتنی غیرت تو کافروں میں بھی تھی۔ ہمارے خون میں بھی غیرت ایمانی موجود ہے اس پر خوش نہ رہو کہ تم ہم پر بندوقیں تانو گے ان کا رخ انشاء اللہ تمہاری طرف ہو جائے گا۔

حکومت کے کسی اہلکار سے سرکاری کسی ایجنسی سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے حکومتی اہلکاروں کی مائیں بہنیں بھی ہماری ماؤں اور بیٹیوں کے ساتھ پانی کے قطرے قطرے کے لئے دھکے کھا رہی ہیں حکومتی فوجی کے رشتہ دار بھی ہمارے ساتھ ہی بھوک اور پیاس کاٹ رہے ہیں اور ڈاکوؤں اور چوروں سے بھاگے بھاگے جانیں بچا رہے ہیں یہ بات کسی سیاسی جماعت کی نہیں ہے یہ بات مسلمان ملک کے مسلمان شہری کی ہے کلمہ گو کی ہے کلمہ طیبہ کی ہے میں پھر بات دہرا دیتا ہوں ایجنسیاں بھی لکھ لیں سرکاری اہلکار بھی ٹیپ کر لو ریکارڈ لے جاؤ یہ جو کیسٹیں بنا رہے ہیں ان سے ویڈیو لے جاؤ کوئی ممانعت نہیں ہے اس مہینے کا شمارہ المرشد لے جاؤ ساری داستان بیان کر دے گا۔ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے ملک میں اسلام نافذ ہو کر رہے گا انشاء اللہ العزیز۔ مجھے اتنا ہی کہنا تھا اور میری دعا ہے اللہ ہر مسلمان شہری کو نفاذ اسلام کی تحریک میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

قافلے دل کے چلے

اس بستی کے رہائشی نہ تو کسی سے امداد لیتے ہیں اور نہ چندہ۔ اپنے وسائل سے اپنے سارے خرچ پورے کرتے ہیں۔ کوئی بدنظمی نہیں ہے۔ کوئی رکاوٹ ان خیمہ زن لوگوں کی راہ میں دیوار نہ بن سکے گی۔ یہاں دین نافذ ہو کر رہے گا۔

تحریر۔ الطاف قادر گھمن

مجھے جب سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں شامل ہونے کی توفیق ہوئی۔ الاخوان بنائی گئی تو یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ الاخوان بنانے کی ضرورت کیا ہے؟ کیوں بنائی گئی ہے؟ اچھے بھلے ذکر اذکار کے سلسلے سے نکل کر ہم کیوں سیاست کے اس اندھیرے راستے پر چل نکلے ہیں۔ جہاں سوائے بدنامی کے اور کیا ہے؟ لیکن آہستہ آہستہ سمجھ آنے لگی کہ کیوں حضرت جی مدظلہ اس خار دار دشت میں نکلے ہیں۔ صرف اور صرف اللہ اور اللہ کے قانون کی حاکمیت ہماری ضرورت ہے۔ ہم پر کافرانہ، یہودیانہ نظام کی حکمرانی ہے۔ امیر تنظیم الاخوان کے خطبات نے یہ احساس دلایا کہ جب تک اللہ کے نظام کی حاکمیت ہم پر نہ ہوگی۔ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ نفاذ اسلام ہماری منزل ہے۔

ونہار کی سرزمین پر منارہ دارالعرفان کے گردا گرد ایک خیمہ بستی سجائی گئی ہے۔ جس میں نفاذ دین کے تمام طالبین جمع ہو کر اس عظیم تحریک نفاذ اسلام کا پیش خیمہ بنے ہیں۔ جس کی بنیاد شیخ المکرم نے الاخوان کے نام پر رکھ کر کی تھی۔ سوچتا ہوں کہ امیر محمد اکرم اعوان کتنے بڑے انسان ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ جرات اور ہمت سے پوری حکومت اور کافر دنیا کو للکار رہے ہیں۔ اور وقت کے حکمران کو خط لکھ کر اپنے نبی اکرمؐ کی سنت پوری کی ہے اور پوری جرات سے کہا ہے "جنرل صاحب آپ اسلام نافذ کریں۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو ہم میدان میں اتریں گے اور بتا دیں گے کہ ہم اسلام کا مطالبہ بطور خیرات نہیں کر رہے"۔ مدعا یہی ہے کہ اس ملک کو اسلام پر لیا گیا۔ اسلام کو حکم کردو۔ یہ ہماری ضرورت بھی ہے ہماری زندگی بھی ہے۔

خیمہ زن لوگوں کے عزائم ان کے چہروں

> **اس خیمہ بستی میں ملک کے طول و عرض سے مجاہدین موجود ہیں' ملک کے ہر حصے کی نمائندگی موجود ہے**

سے عیاں ہیں۔ ان کی آنکھوں کی روشنی عجیب کیفیات بیان کر رہی ہے بڑے عزم والے لوگ ہیں۔ عجیب لوگ ہیں جن کو موت سامنے نظر آ رہی ہے۔ یہ دیوانے پھر بھی متحرک دن رات دعائیں مانگتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں اس راہ میں قبول فرما۔ یہ لوگ شہادت کے متلاشی ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں میں وہ جذبہ بھر دیا ہے کہ حکومت وقت کو للکار رہے ہیں۔ جناب جنرل صاحب۔ اللہ کا دین نافذ کردو۔ ہمیں شریعت یا شہادت چاہئے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک ان جھگیوں میں' ان خیموں میں رہیں گے جب تک وطن عزیز پر نبی اکرمؐ کے لائے ہوئے احکامات نافذ نہیں ہو جاتے۔ پوری دنیا کے لوگ' تمام دنیا کے مسلمان' اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں لیکن کسی کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے فرض کا ہوش نہیں۔ سوائے ان چند ذاکرین' درویشوں اور صوفیوں کے جو یہاں آ کر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ ان کی جرات اور جذبہ حیران کن ہے۔ اور دین کی حقانیت کا غماز بھی ہے۔ یہ اپنی جان اللہ کی راہ میں پیش کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ یہ لوگ بدر و احد کی سنت کی یاد تازہ کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اور امیر کے ایک حکم کے منتظر ہیں اور ان کا عزم جوش نمو سے سرشار ہے کہ "حضرت جی کا ایک اشارہ۔ حاضر لہو ہمارا"

میں سوچوں کا اسیر ہوں کہ کہاں سے لیا ہے انہوں نے یہ جذبہ' یہ ولولہ' یہ قوت جو نفاذ اسلام کا مطالبہ کر رہی ہے۔ کس نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر نفاذ اسلام جیسے عظیم مقصد کیلئے خیمہ بستی میں مصروف عمل ہیں شب و روز یہ لوگ اللہ اللہ کرتے ہیں جسمانی

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

ورزش اور جہاد کی تیاری کرتے ہوئے شہادت کے حصول کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور شہادت کے متلاشی ہو گئے۔ انہیں کسی حکومت' کسی حکمران کا ڈر نہیں ہے۔ بس ایک حکم پر جانیں نچھاور کرنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہیں۔ اس خیمہ بستی میں تو اسلام نافذ ہو چکا ہے۔ اسلام کی برکات نصیب ہو رہی ہیں۔ خیموں کی خوشبو چار سو پھیل رہی ہے اور عاشقان رسول کا ہجوم بڑھ رہا ہے۔ اخباروں والے متوجہ ہو رہے ہیں۔ ایجنسیاں متحرک ہو چکی ہیں۔ کالم لکھے جا رہے ہیں اور حکومت کے ایوان میں خاموش انقلاب دستک دے رہا ہے۔ یہ جذبے دیکھ کر خیموں کے درمیان کھڑا ہو کر جب ابھرتے ہوئے شاہ خاور کو دیکھتا ہوں تو پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عنقریب جب تو طلوع ہو گا تو نفاذ اسلام ہو چکا ہو گا۔ برائی کا پہاڑ اپنی جگہ سے سرک چکا ہو گا۔ ظلم کی تند و تیز آندھیاں تھم چکی ہوں گی۔ مظلوم کے آنسو خشک ہو چکے ہوں گے۔ اور ظالم پابند سلاسل ہوں گے باطن کی آنکھ نے دیکھ لیا ہے۔ نفاذ اسلام کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اس مختصر خطہ پر تو اسلام نافذ بھی ہو چکا ہے۔ نبی اکرمؐ کی سنت کے مطابق زندگی رواں دواں ہے۔ صحابہ کرام کے بعد 15 صدیاں گزرنے کے بعد تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ دین کے نفاذ کے لئے جانیں نچھاور کرنے کا عزم ان صوفیوں کے چہروں سے ٹپکتا ہے۔

جمعتہ المبارک کو بستی میں عجیب رونق اور چہل پہل دیکھنے میں آئی۔ الاخوان کے جانباز بسوں' کاروں' ویگنوں پر جوق در جوق منارہ پہنچے۔ سڑک پر گزرنے والی ٹریفک کے لوگ حیرت و استعجاب سے دیکھ رہے تھے کہ یہ پاگل جنونی لوگ حکومت وقت کو اسلام کے نفاذ کے لئے للکار رہے ہیں۔ قائد انقلاب جب منبر پر تشریف لائے تو نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر' تیری بقا میری بقا۔ الجہاد الجہاد' سپر پاور ہے اللہ۔ لا الہ الا اللہ' حضرت جی کا ایک اشارہ۔ حاضر لہو ہمارا۔ لوگ اپنے قائد کے استقبال میں کھڑے دونوں ہاتھ فضا میں لہرا رہے تھے اور حالات بتلا رہے تھے کہ یہ صرف ایک اشارے کے منتظر ہیں۔ حضرت جی نے فرمایا۔ "یاد رکھو! آج سے انشاء اللہ العزیز الاخوان کے ہر رکن مرد ہو یا عورت' سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے ہر طالب کو وہ خاتون ہو یا مرد کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہر لحہ اسلام آباد کی طرف مارچ کے لئے تیار ہو جائے۔ میں حکومت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ

حضرت جی کی شخصیت میں عجیب مقناطیسی سحر ہے۔ ساتھی جانباز ان اسلام ان کے ایک اشارے پر ہر دم کٹ مرنے کو تیار رہتے ہیں

ابھی میں تیاری کا حکم دے رہا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب روانگی کا اعلان کروں گا۔ ہر فرد کے ذمے ہے اور ہر درد مند مسلمان سے میری درخواست ہے کہ نفاذ دین کے لئے خدا کے لئے آگے لگو۔ ہم پیچھے لگتے ہیں اور پیچھے لگو ہم آگے لگتے ہیں۔ میں کوئی بات زیر زمین اور پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتا۔ حکمرانو' ہمیں حکومت نہیں چاہئے' ہمیں محمدؐ کا دین چاہئے۔ جو بطور حاکم اس ملک پر نافذ کیا جائے۔ ہم سیاست نہیں کر رہے۔ یہ جھگیاں تو بدر سجانے کے لئے ہیں۔ اور بدر رمضان میں ہی ہوئی تھی۔ ہم لاکھ گنہگار سہی ہماری وفائیں مدینے والے کے ساتھ ہیں"۔

جمعتہ المبارک کے عظیم اجتماع میں بھی حکومت وقت سے نفاذ اسلام کا ہی مطالبہ دہرایا گیا۔ اس بستی میں ہر فرد کی اپنی داستان ہے۔ جو وہ نفاذ اسلام کی اس عظیم مہم میں رقم کر رہا ہے۔ آخری کال کے انتظار میں لوگوں کے جذبے اور جواں ہو گئے۔ خیمہ بستی کے امیر پنجاب میں منور حسین کلو کمانڈنگ کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ بڑا سادہ اور پر جوش شخص ہے۔ بات بڑے جوشیلے انداز اور حقیقت سے قریب کرتا ہے۔ انتظام و انصرام اور قافلہ حریت کی نگہداشت اس کے ذمے ہے۔

اس کیمپ میں عبدالحمید چھینہ صاحب بہت Active ہیں۔ الاخوان جہاد فورس کے کمانڈر ہیں۔ مجاہدین فورس کے کمانڈر چھینہ صاحب اپنے خوبصورت انداز سے نظموں اور نعتوں سے نوجوانوں کے خون کو گرماتے ہیں رنگ ان کی نظموں' نعتوں میں سرشار ہو کر نعرے لگاتے تھے۔ چھینہ صاحب پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ لیکن تصوف کے اسرار و رموز بھی چھپائے بیٹھے ہیں۔ ہر وقت' ہر دم' مستعد نظر آتے ہیں۔ بستی اسلام کے رہائشی چھینہ صاحب کے بڑے معتقد ہیں۔

اس طرح اور بہت سے ساتھی بہت کام کرتے ہیں اور ساتھیوں کی خدمت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ محمد نواز اور ریاض بٹ لنگر کے انتظامات میں پیش پیش ہیں اور ساتھیوں کی بہت خدمت کرتے ہیں۔ میجر مظہر بہت اچھے منتظم ہیں اور ساتھیوں کو متحرک رکھنے اور رہنمائی احسن انداز

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

سے کرتے ہیں۔ حکیم محمد صادق صاحب صبح دس بجے کا ذکر بہت باقاعدگی سے کرواتے ہیں اور ساتھیوں کو روحانی بیعت کے لئے پیش کرتے ہیں نیز ساتھیوں کو جہاد کے لئے ذہنی طور پر تیار کرتے ہیں۔

کرنل عبدالقیوم صاحب میجر مقبول احمد شاہ کھگہ' کرنل بشیر صاحب اس خیمہ بستی کے انتظامات کو چلانے میں پیش پیش ہیں۔ کرنل عبدالقیوم صاحب ساتھیوں کو صبح روزانہ خطاب کرتے ہیں اور ان کی ذہنی تربیت اور جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عجیب دلیرانہ انداز ہے ان کا۔ اس عمر میں بھی اتنے مستعد اور فنافی الشیخ ہیں خدا ان کی عمر دراز کرے آمین۔

حضرت شیخ المکرّم مدظلہ العالی صبح وشام کے معمولات ذکر خود کرواتے ہیں اور روزانہ بعد از ظہر بیان فرماتے ہیں۔ سارے کیمپوں کی نگرانی براہ راست فرماتے ہیں۔ ساتھیوں کی دلجوئی کے لئے اکثر اوقات روزہ ان کے ساتھ افطار کرتے ہیں۔

حضرت جی کی شخصیت میں عجیب مقناطیسی سحر ہے۔ ساتھی' جانبازان اسلام ان کے ایک اشارے پر ہر دم کٹ مرنے کو تیار رہتے ہیں۔

اس خیمہ بستی میں ملک کے طول وعرض سے مجاہدین موجود ہیں۔ ملک کے ہر حصے کی نمائندگی موجود ہے۔ وزیرستان سے لیکر کوہستان کے پہاڑوں تک' بلوچستان سے لیکر نارووال شکر گڑھ تک' ہر حصے کے لوگ موجود ہیں۔ اور بڑے نظم و ضبط کے ساتھ اپنے معمولات میں مصروف ہیں۔ اس بستی کے رہائشی نہ تو کسی سے امداد لیتے ہیں اور نہ چندہ۔ اپنے وسائل سے اپنے سارے خرچ پورے کرتے ہیں۔ کوئی بدنظمی نہیں ہے۔ کوئی رکاوٹ ان خیمہ زن لوگوں کی راہ میں دیوار نہ بن سکے گی۔ یہاں دین نافذ ہو کر رہے گا۔ کچھ ہی دنوں کی بات ہے یہ خیمہ زن اسلام کے سپاہی اپنے قائد کے ایک اشارے پر اپنی جانوں کے نذرانے دین کے احیاء کے لئے پیش کریں گے۔ یہ خیمے نفاذ اسلام کے بعد ہی اکھڑیں گے یا پھر خیموں والے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر شہید ہو جائیں گے۔

اللہ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت دے۔

آمین۔

صقارہ اکیڈمی منارہ ضلع چکوال

داخلہ جماعت ہشتم سیشن 2001ء

تحریری امتحان — 4 فروری 2001ء بروز اتوار

دوسرا امتحان — یکم مارچ بروز جمعرات بوقت 10 بجے صبح

انٹرویو — بوقت 10 بجے صبح

صقارہ اکیڈمی کی چند خصوصیات

1 راولپنڈی بورڈ سے منظور شدہ۔ 2 مروجہ نصاب کے علاوہ دینی تعلیم سے آراستہ تعلیم وتربیت۔ 3 قومی ایوارڈ یافتہ قاری کے زیر نگرانی تجوید و قرآن کا بندوبست۔ 4 پچھلے 12 سال سے راولپنڈی بورڈ میں متواتر سو فیصد نتائج کا حامل منفرد ادارہ۔ 5 بورڈ کی پہلی تین پوزیشنوں میں مسلسل پوزیشن لینے کا اعزاز۔ 6 اعلی تعلیمی معیار کے اعتراف میں "نیشنل ایوارڈ" کا اعزاز۔ 7 اعلی تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ۔ 8 روحانی اور جسمانی تربیت کا خصوصی انتظام۔ 9 فوجی خطوط پر استوار نظم وضبط۔ 10 مارشل آرٹس اور کھیلوں کی لازمی تعلیم۔

11 ہاسٹل کی سہولت۔ 12 کوالیفائیڈ ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ہمہ وقت موجودگی۔

نوٹ: 1۔ رات کے قیام کیلئے 5 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت کے مطابق بستر ہمراہ ہو۔

2۔ "المرشد" کے قارئین سے گذارش ہے کہ اس اشتہار کو فوٹو سٹیٹ کر کے زیادہ سے زیادہ مشتہر کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

شریعت یا شہادت

آپ اس خیال میں نہ رہئے کہ آپ کے پاس بڑی فورسز ہیں۔ آپ کے پاس نہ یزیدی فورسز ہیں نہ اسرائیلی طاقت ہے۔ نہ آپ کے پاس کوئی کافر لشکر ہے۔
آپ کا ہر ملازم محمد رسول اللہ کا ملازم پہلے ہے اور آپ کا بعد میں۔ آپ اسلام نافذ کر دیں ہم بھی آپ کی فوج ہیں۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ 15-12-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سرفروشان دین محمد رسول اللہ ﷺ نمازیان اسلام مجاہدین سربکف' السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

زندگی خود موت کی دلیل ہے۔ زندگی کے ساتھ موت کا رشتہ اس طرح کا ہے کہ ایک بزرگ کے کسی عزیز کی وفات پر جب سوال کیا گیا۔ حضرت اس کی موت کا سبب کیا تھا۔ فرمایا اس کی زندگی۔ اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ زندگی کی آسائشوں کے لئے' دنیا کے مال و جاہ کے لئے' اقتدار کو طول دینے کے لئے' زر و مال پر عیش کرنے کے لئے جس چیز سے بھاگتے ہو۔ اور جس کا خوف مسلط رہتا ہے۔ اسے موت کہتے ہیں۔ **فان الموت الذی تفرون۔** وہ موت تمہیں ضرور پکڑے گی۔ **فانہ ملا قیکم۔** وہ تم سے گلے آن ملے گی۔ خواہ بڑے بڑے مضبوط قلعوں میں چھپ جاؤ۔ بڑے بڑے لشکر پہرے پہ لگا دو۔ موت سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیکن قرآن حکیم فرماتا ہے کہ ایک راستہ ہے جس سے موت کو موت آتی ہے۔ **ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔** میری راہ میں' میرے کلمے کو بلند کرنے کے لئے' میرے دین کی سربلندی کے لئے' میرے ضابطے کی تنفیذ کے لئے' میرے احکامات اور میرے نبیؐ کی سنت کے احیاء کے لئے اگر کوئی میدان کارزار میں اترتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے۔ **ولا تقولو لمن یقتل۔** قتل کا لفظ قرآن حکیم نے اس معنوں میں استعمال فرمایا کہ قتل کا ثبوت بدن پر ہوتا ہے بدن کٹتا ہے۔ پھٹتا ہے۔ بدن کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔ پیٹ پھٹ جاتے ہیں۔ سینے شق ہو جاتے ہیں اور قتل بھی ہو جائے تو یہ نہ جانو کہ وہ مرگیا۔ بلکہ یہ سمجھو کہ موت مرگئی۔ اور وہ زندہ ہے۔

> چھ ملزم تھے' پانچ بری ہو گئے' ایک کو دو دفعہ عمر قید کی سزا ہوئی' جو بری ہوئے وہ جیل میں ہیں' جس کو سزا ہوئی وہ سعودی عرب میں ہے۔

بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔ وہ زندہ ہے۔ اس کی زندگی اتنی وری الوریٰ ہے کہ تمہارا مادی شعور اس کو سمجھنے کا ادارک ہی نہیں کر سکتا۔ زندگی کی جن آسائشوں کے لئے تم لڑتے رہے۔ اقتدار کو طول دینے کے لئے جو حیلے تم کرتے رہے۔ زندگی کی جو لذتیں تمہیں دی ہیں۔ تمہارا عقل و شعور' زندگی کو جس پہلو سے دیکھتا اور جانتا ہے۔ میری راہ میں قتل ہونے والوں کی زندگی اس سے اتنی بالاتر ہے کہ تمہارے شعور کی وہاں رسائی ہی نہیں ہو سکتی' نہ ان لذتوں کو سمجھ سکتے ہو۔ زندگی کی نعمتوں کا ادراک کر سکتے ہو۔ نبی کریمؐ کی حدیث میں ارشاد ہے۔ جس کا ترجمہ ہے۔ آپ نے فرمایا میدان حشر میں اللہ جس طرح دوسرے مقرب بندوں سے سوال کرے گا۔ بتاؤ تمہاری کیا خواہش ہے۔ تم کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں پر جو سر میدان کٹ گئے دین الٰہی کے لئے وہاں پر سوال ہو گا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ فرمایا وہ عرض کریں گے بارالہا اس طرح سے دنیا کو سجا' کفر اور اسلام کو میدان کارزار میں لا۔ وہی گولیاں ہوں جو ہمیں پھر سے چھلنی کریں لاشہ اس طرح زمین پر تڑپے' خون زمین میں جذب ہو۔ اور وہ لذت ایک دفعہ پھر سے دکھا دے جو نزع میں عطا کی تھی۔

حضرات گرامی! موت سے سبقت لے جانے کا' موت کی رسائی سے باہر چلے جانے کا ایک راستہ ہے جس میں تھک ہار کر موت آ جاتی ہے۔ اللہ کے بندے کو موت نہیں آتی۔ اور وہ ہے اللہ کی راہ میں شہادت۔ حالات دنیا کا اگر ہم تجزیہ کریں' وطن عزیز اللہ کی بنائی ہوئی ساری زمین پر ایک دنیاوی دولت' اسباب اور وسائل سے مالا مال خطہ ہے۔ دنیا کا کوئی ملک وسائل میں خود کفیل نہیں ہو سکتا۔ کچھ درآمد کرتا ہے۔ کچھ برآمد کرنا پڑتا ہے۔ ایک قطعہ ہے پاکستان جس میں زندگی کی تمام ضرورتیں موجود ہیں۔ ریگستانوں سے لیکر دنیا کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بلند پہاڑ اس خطے میں موجود ہیں۔ اس کا زمینی لیول جو ہے وہ بتاتا ہے کہ سارا سال اس میں سارے موسم موجود رہتے ہیں۔ جہاں عالم یہ ہوتا ہے۔ وہاں ساری اجناس ہو سکتی ہیں۔ سارے جانور پائے جاسکتے ہیں۔ سارے پھل ہو سکتے ہیں۔ اور ساری فصلیں اگ سکتی ہیں۔ زیر زمین سارے خزانے پائے جاسکتے ہیں۔ جو دنیا کے دوسرے خطہ زمین پر پائے جاتے ہوں۔ اور یہ نعمت اللہ کریم نے مسلمانوں کی دوسوسالہ جدوجہد آزادی میں عطا فرمائی۔ انگریز نے جب کلکتہ کے ساحل پر قدم رکھا تو مسلمانوں کا جہاد شروع ہوا جو انگریز کی حکومت کے خاتمے تک جاری رہا۔ علمائے حق' نمازیان اسلام' تحریکوں کی صورت میں بھی' اور ایک ایک بندہ فرنگی نظام سے لڑتا رہا' دوسوسال کی طویل قربانیوں کے بعد زمین کا یہ بہترین قطعہ اس وعدے پر اللہ نے عطا فرمایا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ۔

قرآن نے' موت کی منظر کشی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ بندہ سود کھاتا رہتا ہے' حرام کھاتا رہتا ہے۔ اللہ کی اطاعت نہیں کرتا۔ بدکاری کرتا رہتا ہے جب موت آتی ہے۔ اللہ کے فرشتے آتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بدن پر تو کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے۔ جو قابل رحم ہو' یہ تو ساری آلودگی ہے' تو اس سے سوال کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں **فیما کنتم** تو تو انسان تھا۔ تو تو اشرف المخلوقات تھا۔ تجھے ساٹھ ستر سال فرصت ملی۔ تو کیا کرتا رہا؟ تو تو ایسے لتھڑا ہوا ہے کہ جیسے تجھے گندے نالے سے اٹھالیا گیا۔ اسی وقت جب اردگرد بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ جی اس کی نظر پتھرا گئی۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔ وہ سوال کا جواب نہیں دیتا۔ اس وقت بات ادھر ہو رہی ہوتی ہے۔ جواب میں کہتا ہے کہ اے اللہ ہم کمزور لوگ تھے۔ ہم غریب تھے۔ ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہماری کوئی نہیں مانتا تھا۔ ہم حکمرانوں کے تابع تھے۔ حرام کھلاتے تھے۔ حرام کھاتے تھے۔ برائی کرواتے تھے برائی کرتے تھے۔ چوری کرواتے تھے' چوری کرتے تھے۔ ہم کیا کرتے۔ فرشتے بڑے آرام سے کہتے ہیں کہ **الم تکن ارض اللہ واسعہ** اللہ کی زمین وسیع نہ تھی۔ **فلما تھا جرو فیھا** ۔ ظالموں کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاتا۔

> **محمد رسول اللہؐ سے دعوی محبت کرنے والوں کے ساتھ' وہ ہو رہا ہے جو رنجیت سنگھ نے بھی نہیں کیا تھا**

یہ تھا ہجرت کا مقصد' کہ لاکھوں خاندان برصغیر کی وسعتوں سے سمٹ کر' عزتوں کے جنازے نکلوا کر' اقربا کے لاشے گروا کر' گھر اجڑوا کر' جائیدادیں قربان کروا کر' سرمائے قربان کر کے' وجود پر خستہ چیتھڑے لیکر اس زمین پر پہنچے۔ کہ ہم برائی سے' ظالمانہ نظام سے' بدکاری سے ناانصافی سے' ظلم سے' جور سے' استبداد سے' ہجرت کر کے اس خطہ زمین پر جارہے ہیں۔ جس کا مقصد ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ **53** برس بیت گئے کیا ہمیں وہ منزل ملی۔ اگر منزل نہ ملتی تو اور بات تھی۔ ہمارا افسانہ تو یہ ہے کہ ہم تقسیم ملک کے وقت دین کے جتنے قریب تھے' **53** سالوں میں ہر روز اس سے دور ہوتے چلے گئے' گذشتہ نصف صدی نے ہمیں دین سے دور کیا۔ اور جو بے حیائی آج تعوذ و تسمیہ پڑھ کر قرآن کی آیات تلاوت کر کے آج کا پی ٹی وی جو بے حیائی نشر کر رہا ہے۔ وہ آج سے **53** برس پہلے مغربی ٹیلی ویژن پر بھی نہیں تھی۔ کیا اس لئے پاکستان بنا تھا؟ اگلے روز این جی اوز کے جلسے میں علی الاعلان وطن عزیز کے سینے پر بیٹھ کر مونگ دلے گئے کہ معاشرے میں خواتین قابل احترام تو وہ خواتین ہیں جو پیشہ کرتی ہیں۔ دونوں باتوں کا موازنہ کیجئے۔ ایک طرف رکھئے پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ۔ اور دوسری طرف رکھئے پرسوں کی تقریر این جی او کی۔ معاشرے میں ان عورتوں کو جو ٹبی بازار میں' جو ہیرا منڈی میں بیٹھی ہیں صحیح مقام نہیں مل رہا۔ قابل احترام تو وہ ہیں۔

تو کیا اب اتنی اجازت بھی نہیں ہے کہ اونچے ایوانوں میں موج لینے والوں کو **14** کروڑ عوام کے سروں پر پرواز کرنے والوں کو' شاہی دعوت اڑانے والوں کو' اور قبیلے جوڑنے والوں کو' کوئی اتنا بھی کہہ سکے۔ آپ بھی مسلمان ہیں۔ ہم بھی مسلمان ہیں ہمارے ساتھ معاملہ وہ کیوں نہیں کرتے۔ جو قرآن و سنت نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے بھی آپ کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اس سے بھی آپ کے مزاج میں گرانی آتی ہے۔ کہ چودہ کروڑ مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسلام کا مطالبہ کر سکیں۔ مطالبوں سے اب بات گزر چکی۔ ترپن سال اب مطالبوں کو ہو گئے۔ اب ہماری گزارش یہ ہے کہ کتنی خوبصورت بات ہے یہ۔ کہ جب پاکستان بنا تو فیصلہ یہ ہوا کہ چودہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگست کو ہندوستان کی آزادی کا' بھارت کی آزادی کا اعلان ہوگا اور دوسرے دن 15 اگست کو پاکستان کی آزادی کا اعلان محمد علی جناح کریں گے۔ ہندوؤں نے پھر سے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے رابطہ کیا اور کہا کہ ہمارا جوتشی نہیں مانتا۔ چودہ ہمارے لئے شبھ گھڑی نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں سے کہا جائے کہ وہ پاکستان کی آزادی کا اعلان چودہ کو کریں۔ ہم پندرہ کو کریں گے۔ اور چودہ اگست 1947ء کو 27 رمضان اور لیلۃ القدر تھی۔ یہ اس مالک کا انتخابات ہے یہ اس کی مرضی اس کا اپنا نظام ہے۔ 27 رمضان پھر سے آ پہنچی۔ کتنی خوبصورت بات ہے کہ جنرل صاحب شہدائے اسلام کے مقدس خون کو' شہدائے اسلام کی مقدس روحوں کو' ان ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں کو جا قافلوں سے اٹھائی گئیں۔ اور اللہ کی قسم اب تک ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں زندہ ہیں۔ سکھوں کی بیویاں ہیں۔ اولاد سکھ ہے۔ اور ان کے دل پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ارے انہیں تو سنا دو' کہ تمہیں تو ہم نہ چھڑا سکے۔ ایک یتیم بچی کی فریاد پر محمد بن قاسم ساڑھے تین ہزار لشکر لیکر برصغیر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اور لاکھوں کفار کی یتیم بچیوں کا بھی حق ادا کر دیا۔ اگر سارا برصغیر مل کر ساڑھے تین ہزار کا مقابلہ نہیں کر سکا۔ آج کے حکمرانوں تمہارے پاس راجہ داہر کی فوج نہیں ہے۔ تمہارے پاس فوج بھی محمد بن قاسم کی ہے۔ تمہاری فوجیں فولاد کا سینہ کاٹ سکتی ہیں۔

مکار وتم نے کارگل پر شہدا کو کس بے دردی سے لٹایا اور کتنے آرام سے صلح کر لی۔ اور ظالموں تم نے ملک کو دونوں ہاتھوں سے کس طرح لوٹا۔ اور کتنے جذبے سے جذبہ رحم جوش میں آ گیا۔ صدر محترم کا' جو جج رہے ساری عمر' جن کا حلیہ ایک مسلمان کا حلیہ ہے اور جو بڑے نیک' بڑے پارسا' تہجد گزار' پکے نمازی' حاجی' لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ ہزاروں اپیلیں ان غریبوں کی۔ جنہوں نے کوئی ایک قتل کر دیا۔ کوئی دو قتل کر دیئے۔ اے سی صاحب کی عدالت نے سنی۔ سزائے موت دے دی۔ ہائی کورٹ نے خارج کر دی۔ سپریم کورٹ نے خارج کر دی۔ پندرہ سولہ بیس سال لگ گئے وہاں تک پہنچتے۔ آخری اپیل تھی صدر صاحب کے پاس۔ 12 x 12 کی کوٹھری میں ایک شخص بیس برس سے جیل میں منتظر ہے۔ اس پر صدر نے Yes یا No کے دستخط کرنے ہیں۔ فائل کی باری آئے۔ صدر صاحب کا کیا قصور۔ وہاں کام کا بوجھ اتنا ہے۔ نہ کھانے سے فرصت ہے۔ نہ سونے سے' اور بے نیازیاں ایسی ہیں کہ جذبہ رحم جوش میں آیا۔ تو میاں نواز شریف نے اپیل کی ہی نہیں اور بری ہو گیا۔ عدالت عالیہ کے فیصلہ کے مطابق چھ ملزم تھے۔ پانچ بری ہو گئے ایک کو دو دفعہ عمر قید کی سزا ہوئی۔ جو بری ہوئے وہ جیل میں ہیں۔ جس کو سزا ہوئی وہ سعودی عرب میں ہے۔ جو بری کئے اس ملک کی عدالت نے وہ بھی اجیل میں ہیں۔ **اے کاش!** رنجیت سنگھ کو دس دن کی چھٹی **اللہ دے دیتا' وہ تجھے** دکھا دیتا کہ سکھا شاہی وہ نہیں تھی۔ **سکھا شاہی** یہ ہے۔ رنجیت سنگھ تو **خواہ مخواہ دھاندلی کا'** ہیرو بنا ہوا ہے۔ مذاق تو اس **قوم کے ساتھ ہو رہا ہے**۔ سجدہ کرنے والوں **کے ساتھ' اللہ کو پکارنے والوں کے** ساتھ' **تہجد خوانوں کے ساتھ آخرت** کے طالبوں **کے ساتھ** ہو رہا ہے۔ **محمد رسول اللہ ؐ** سے دعویٰ محبت **کرنے والوں کے ساتھ'** وہ ہو رہا ہے جو رنجیت **سنگھ نے بھی نہیں کیا تھا۔** اور یہ سرکاری دال روٹی یہ **پڑے بدل دیتی ہے بندے کی'** سوچ کے **پڑے بدل دیتی ہے**۔ زبان سے کہتا کچھ اور ہوتا **ہے کرتا کچھ اور** ہے۔ سرکاری کھانے میں' سرکاری **پروٹوکول میں'** سرکاری اداروں میں' سرکاری **گاڑیوں میں خدا جانے** کیا ہوتا ہے۔ ہمارے بہت **بڑے سکالر ڈاکٹر محمود** احمد غازی صاحب مرکز کے **وزیر بنے**۔ بڑی خوشی ہوئی۔ لیکن فیصلے اور باتیں **پڑھ کر بڑا** دکھ ہوا۔ پرسوں ان کا بیان تھا کہ لوٹی ہوئی

الحمد للہ جماعت اسلامی کے محترم قاضی حسین احمد نے بھی پورے ملک میں تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے

جنرل صاحب آپ گرتے جا رہے ہیں یہ تباہی کے' معزولی کے' موت کے اسباب آپ کو گھیر رہے ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دولت کوئی آدمی دے دے اور اسے چھوڑ دیا جائے تو یہ اسلام ہے۔لوگو! کیوں بھوکے مرتے ہو۔لوٹو اور آدھے ڈاکٹر صاحب کو دے کر بری ہو جاؤ۔اس دنیا میں بھی' اور آخرت میں بھی' اقتدار میں اتنا نشہ ہوتا ہے شراب سے بھی زیادہ۔اس طرح کی باتیں جو بھنگ پیتے ہیں وہ بھی نہیں کرتے۔کچھ تو ہوش کی کرتے ہیں۔

دین کے ساتھ مذاق' ملک اور قوم کے ساتھ مذاق سابقہ حکومت نے ملک کو رہن رکھ دیا تھا۔موجودہ حکومت جو آئی اس نے اڑسٹھ کروڑ کا قرضہ لیا۔اس کی شرائط پڑھ کر دیکھئے۔اگر مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو تو میں اس کا خلاصہ یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میاں بیوی رات کو آپس میں گفتگو کریں گے تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے اجازت لیں گے۔تو کیا نئی حکومت نے ہمیں سیدھا سیدھا' آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی حکومت میں دے دیا۔

حضرات گرامی! ہمارا حکومت سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔حکومت کی ان کافرانہ اداؤں سے ہے حکومت سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔حکومت کے ان ظالمانہ اقدامات سے ہے۔اس کافرانہ نظام سے ہے۔اور بڑی واضح بات ہے یہ خیمے آپ کو کربلا کی طرح جلانے پڑیں گے۔یہ اکھڑیں گے نہیں۔ بہت ہو چکی اب یہ خیمے کٹے ہوئے سروں کے ساتھ جل جائیں گے یا یہ خیمے اسلام کے نفاذ کی قوم کو نوید دیں گے۔اور الحمدللہ 17 دسمبر سے جماعت اسلامی کے محترم قاضی حسین احمد صاحب نے بھی پورے ملک میں تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔جنرل صاحب مستعفی ہو جائیں۔ جناب طاہر القادری نے شاید 31 تاریخ دی ہے۔ میں نے ان کی بھی خبر پڑھی ہے کہ عوامی تحریک بھی پورے ملک میں تحریک چلائے گی۔جنرل صاحب آپ گرتے جا رہے ہیں۔یہ تباہی کے' معزولی کے' موت کے اسباب آپ کو گھیر رہے ہیں اسلام نافذ کرو سب کا جواب آجائے گا۔

اللہ کی زمین پر عدل قائم ہو جائے گا۔اللہ کے بندے خوشحال ہو جائیں گے۔ اللہ کے بندوں کو رزق حلال نصیب ہوگا۔ عدل نصیب ہوگا۔ بچوں کو تعلیم نصیب ہوگی۔ بیماروں کو دوا نصیب ہوگی۔یہ فلاحی ریاست تب کہلوا سکتی ہے۔جب بے روزگار کو وظیفہ ملے' جب بیواؤں کو وظیفہ ملے' بچے مفت تعلیم حاصل کر سکیں۔بیماروں کا علاج مفت ہو۔یہ فلاحی ریاست بن سکتی ہے۔اس کے پاس اتنے وسائل ہے۔

خیمے آپ کو کربلا کی طرح جلانے پڑیں گے یہ اکھڑیں گے نہیں

جنرل پرویز مشرف! یہ سعادت آپ ہی لے جاؤ اللہ تمہیں نصیب کرے۔اسلام کے نفاذ کا اعلان کر دو۔اور قرآن و سنت کا نظام نافذ کر دو۔پوری قوم تمہارے ساتھ ہوگی۔آقا و مولا کی رحمت تمہارے ساتھ ہوگی۔اللہ تمہاری تائید کرے گا۔نہیں کرو گے تو دوسرا راستہ مجھے تو صاف دکھائی دے رہا ہے۔آپ کی آنکھوں پر امریکی عینک ہے۔تو وہ عینک شہنشاہ ایران کی آنکھوں پر زیادہ قیمتی تھی۔اس نے اتار کر دیکھی تو دنیا کا کوئی ملک اس کو دفن کے لئے قبر کی اجازت دینے تک کو تیار نہ تھا۔اسلام آباد تو بنا ہی اسلام کے لئے تھا اسے اسلام ہی آباد رکھے گا۔انشاء اللہ۔اسلام آباد پر اسلام کو روکنے کے لئے پہرے نہیں لگائے جاسکتے۔آپ اس خیال میں نہ رہئے کہ آپ کے پاس بڑی فورسز ہیں۔آپ کے پاس نہ یزیدی فورسز ہیں نہ اسرائیلی طاقت ہے۔نہ آپ کے پاس کوئی کافرلشکر ہے۔آپ کا ہر ملازم محمد رسول اللہ ﷺ کا ملازم پہلے ہے اور آپ کا بعد میں۔آپ اسلام نافذ کر دیں ہم بھی آپ کی فوج ہیں۔ہمیں اقتدار سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہم حکومت شیئر نہیں کرنا چاہتے۔ہم آپ سے کوئی عہدہ نہیں مانگتے' ہم آپ سے کوئی پنشن وظیفہ نہیں مانگتے۔ بلکہ ہمارا احتساب کیجئے اور اپنا احتساب بھی شریعت کے سامنے پیش کیجئے۔ہر ایک کے لئے عدل ایک ہو' ہر ایک کے لئے تعلیم ایک ہو' ہر ایک کے لئے علاج کی سہولتیں ایک جیسی ہوں۔ ہر اہل وطن کو برابر سہولتیں عطا کیجئے اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کیجئے ورنہ وقت آپہنچا ہے کہ اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا جائے۔

جماعت اسلامی یا عوامی تحریک یا دوسری سیاسی جماعتیں' دینی جماعتیں جو رابطہ کر رہی ہیں وہ میری ذات کے لئے نہیں کر رہیں وہ کسی سیاسی مقصد کے لئے نہیں کر رہیں۔یہ سارے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے طالب ہیں۔آپ اسلام نافذ کر دیجئے یہ سب آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

جنرل صاحب! آتے ہوئے طوفان کو دیکھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کر جنگل کے جانور اپنے بچوں کولیکر بھاگتے ہیں۔ چڑیا گھونسلے میں دبک جاتی ہے۔ وہ سمجھ جاتی ہے۔ کہ گھٹا جو اٹھی ہے برسے گی۔ آپ تو ماشاء اللہ مسلمان ہیں۔ ایک مسلمان ریاست کے سربراہ ہیں۔ چودہ کروڑ کے سربراہ ہیں۔ اللہ نے آپ کو بصیرت اور عزت دی ہے۔ امڈتے ہوئے بادل آپ کو نظر کیوں نہیں آتے۔ امریکی عینک اتار کر دیکھئے۔ اپنی نگاہوں سے دیکھئے۔ غیر ملکی عینکیں تب کے لئے ہیں جب تک آپ کرسی پر بیٹھے ہیں جب آپ اٹھیں گے تو کہیں گے یہ ہماری عینک دے دیجئے جائے جو پھر آئے گا اسے لگانی ہے۔ اب انشاء اللہ اب کوئی غیر ملکی چشمے لگا کر نہیں خاک مدینہ کا سرمہ لگا کر اسلام آباد میں بیٹھے گا۔

کے لئے۔ جذبہ جواں رکھتے ہوں۔ بلکہ حضورؐ نے فرمایا کہ زندگی بھر کسی کے دل میں آرزو ہی پیدا نہ ہوئی کہ اللہ کے دین کے لئے کبھی ضرورت پڑتی تو میں بھی اپنی جان نچھاور کرتا۔ تو فرمایا **فقد موت قبل موت الجا ھلیه**۔ وہ اس موت مرا جیسے میری بعثت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مرگیا ہے۔

حضرات گرامی! کوئی آرزو نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارے ساتھ قرآن و سنت کا معاملہ کیا جائے ہمیں قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے دی جائے۔ اگر حکومت کہے کہ تمہیں نماز روزے سے کوئی نہیں روکتا تو اس سے اچھی ہندوستان میں لوگ نمازیں پڑھ رہے ہیں یہاں تو نماز بھی گارڈ کے سائے میں پڑھنا پڑتی

اسلام آباد تو بنا ہی
اسلام کے لئے تھا اسے
اسلام ہی آباد رکھے گا

اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت کے احیا کا نام اسلام ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کتنے نمازی ایسے ہوتے ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں۔ فرشتہ لیکر عالم بالا میں جاتا ہے تو حکم ہوتا ہے کپڑے میں لپیٹ کر اس کے منہ پر دے مارو۔ باب رمضان کھول کر دیکھو حضور فرماتے ہیں کتنے روزے دار ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کا روزہ پیش کیا جاتا ہے تو حکم ہوتا ہے ان کے منہ پر ماردو۔ مجھے ایسے بھوکا پیاسا رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عبادت بھی تب عبادت ہوتی ہے جب خلوص سے آپ احقاق حق

ہے۔ وہاں تو کوئی بندوق بردار نہیں۔ اسرائیل میں لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ جاپان میں، چین میں، امریکہ میں، نیویارک میں لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ برطانیہ میں پڑھتے ہیں افریقہ میں پڑھتے ہیں۔ نمازوں سے کوئی نہیں روکتا۔ جو تعلق شہری اور مسلمان کا ہوتا ہے وہ بھی مسلمان ہونا چاہیے۔

عام آدمی اور حکومت کا جو رشتہ ہے اسے اسلامائز کریں۔ نمازیں آپ قصر صدارت میں پڑھ لیتے ہیں جو پوری قوم کا مقبرہ بنا کر آپ نے ایک نیک نفس مجاور وہاں بٹھا دیا کہ دعائیں کیئے

جاؤ۔ جو ہم کرتے ہیں ہمیں کرنے دو۔ تم یہ دعا کرو۔ یا اللہ انہیں موجیں کرنے دے انہیں تو بھی عذاب نہ بھیج۔ آسمان سے کوئی نہ اتارنا۔ زمین سے کوئی پیدا نہ کرنا۔ لیکن ایک دعا گو کے بدلے چودہ کروڑ کی آہوں کو وہ مانے گا یا ایک دعا کو۔

غریب کی آہ سے ڈرو جب وہ نکلتی ہے تو اللہ کی بارگاہ سے قبولیت آدھے راستے میں اسے لینے آتی ہے۔

میں کوئی تاریخ نہیں دینا چاہتا۔ لیکن میں یہ وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ ایک محاورہ ہے

Mean your own business

ہمارا آپ کے ساتھ مذاق ہے اور نہ دوستی۔ ہم جو کہہ رہے ہیں وہی ہمارا مطلب ہے۔ ہم حکومت کو، حکمرانوں کو محترم جنرل صاحب کو اپنے سے بہتر مسلمان مانتے ہیں اور میرا مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ امڈتے طوفانوں کو دیکھ کر آپ اسلام نافذ کر کے دنیا و آخرت میں دونوں جہانوں میں سرخرو ہو جائیں اور عملاً قرآن و سنت کا نظام نافذ کریں۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو اللہ کے کتنے بندے ایسے ہیں جنہیں آپ کی جگہ اعلان کرنے کی توفیق دے دے گا۔ اور اگر ایسا ہوا تو محترم جنرل صاحب کوئی رفیق تارڑ رحم کی اپیل سننے کو نہیں ہوگا۔ نواز شریف کو تو مل گئی۔ آپ یہ یاد رکھئے کہ عدالتیں قرآن و سنت کے مطابق ہوں گی اور فیصلے فوراً بھی ہوں گے اور عملدرآمد بھی فوراً ہوگا۔ کوئی اس کا مجاز نہیں ہوگا کہ اللہ کا قرآن سزا دے اور معاف کرنے والا بزرگ بیٹھا ہو۔ ایسے بزرگ اس وقت نہیں ملیں گے۔ اس وقت سے فائدہ اٹھایئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہمارے حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرما۔

نصر من اللہ و فتح قریب

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ 24-12-2000

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون فى دين الله افواجاO فسبح بحمد ربک واستغفره O انه كان تواباO اللهم سبحانک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العليم الحكيم۔ مولای صل وسلم دائما ابدا على حبيبک من ذانت به العسر۔

ارشاد پروردگار ہے کہ جب اللہ کریم کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور وہ کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاO اے مخاطب تو دیکھتا ہے کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ سو اپنے پروردگار کی پاکی بیان کر' اس کی تعریف کر اس کی حمد بیان کر' اس کی پاکی بیان کر' واستغفرہ۔ اور یہ بات یاد رکھ' کامیابیاں وہ عطا کرتا ہے انسان کی خرد' جرات یا انسانی کمال کامیابیوں کو پانے کے لئے نہیں ہوتے۔ کامیابیاں تو صرف وہ عطا کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی کوتاہیوں' اپنی لغزشوں پر معافی مانگ' اس لئے انہ کان توابا۔ وہ معاف کرنے والا ہے۔

اللہ کریم نے احسان فرمایا بندوں پر' جو اس نے اپنی گھریلو مجبوریاں اپنی خانگی ذمہ داریاں' کاروبار' اپنی ذاتی مصروفیات ترک کرکے محض اپنی رضا کے لئے انہیں سیاسی موسموں کا مقابلہ کرنے کی ہمت دی۔ سردی کے موسم کو برداشت کرنے کی جرات دی۔ ایک ہی بات کا اندازہ کرلیجئے کہ نصرت الٰہی کیا ہوتی ہے۔ یہاں بیشتر حضرات فوجی ہیں اور ساری عمر کیمپوں میں رہے ہیں۔ یہاں فوجیوں کا مس ہوتا ہے وہاں پر ساری رات کتے اور گیدڑ لڑتے ہیں ہڈیوں پر۔ ہمارے ساتھ یہاں ہوٹل ہے۔ وہاں پر سینکڑوں کتے رات دن پریشان کرتے ہیں لوگوں کو' ایک مہینہ گزرنے کو آیا ہے گرداگرد جنگل ہے گیدڑ ہیں بے شمار کتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے رات کو بھی کیمپ میں گیدڑ یا کتا داخل ہوتے نہیں دیکھا۔ کس نے روکا ہے انہیں؟ جب لوگ جاڑے سے ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں میں نے راتوں کو کیمپوں کا دورہ کرکے دیکھا۔ تو بوڑھے بوڑھے بھی قمیض اتار کر گھسے ہوئے ہوتے ہیں کمبلوں میں' یہ کیا جی کہ پسینہ آرہا ہے۔

درخت چیخ رہے ہیں ہوا کی خنکی سے اور آپ کے گارڈ جو کھڑے ہیں ان سے میں نے راتوں کو دوہ کرکے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جی کہاں سردی ہے۔ یہ ہوتی ہے نصرت الٰہی۔

الحمد للہ' کسی اقتدار' کسی عہدے' شہرت کے لالچ کے بغیر اللہ کی رضا کے لئے اور نفاذ اسلام کے لئے اللہ نے آپ کو قبول فرمایا۔ آپ کو حوصلے دیئے اور ہمت دی۔ اور جب ہم نے اعلان کیا کہ ہم مارچ کریں گے تو تو ایسا قادر ہے کہ ہمارے چل کر جانے سے پہلے ساری حکومت کو چلا کر آپ کے پاس لے آیا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ یہ اس کی عظمت ہے' یہ اس کی قدرت ہے۔ انسانوں کے دل اس کی انگلیوں میں ہیں اس کا احسان ہے کہ اس نے ہم جیسے

خطاکاروں کو یہ شرف بخشا۔ مرکزی حکومت نے آئی جی پنجاب کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ون بھران سے بحث ہوئی اور ایک ایک معاملے پر بات ہوئی۔ چار گھنٹے مسلسل بات ہوتی رہی۔ معاشی نظام پر بات ہوئی' تعلیمی نظام پر بات ہوئی' ٹیکسوں پر بات ہوئی' مہنگائی پر بات ہوئی' ملکی قرضوں پر بات ہوئی' بجٹ پر بات ہوئی اور الحمد للہ انہوں نے ہماری ہر بات قبول کی۔ کہ ہم آپ جو کہہ رہے ہیں سو فیصد سچ ہے۔ بالآخر انہوں نے گورنر پنجاب سے بات کی' گورنر نے کہا وزیر داخلہ سے بات کرو' وزارت داخلہ کو انہوں نے فون کیا۔ انہوں نے فرمایا جی ایچ کیو' سے بات کرو۔ انہوں نے جی ایچ کیو سے بات کی۔ ان کی منظوری لے کر ساتھ انہوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ کیا جس کی نقل ہمارے پاس موجود ہے اور جو دے دی گئی ہے اخبار نویسوں کو بھی۔ الاخوان کے مشورے سے علماء کونسل بنائی جائے گی۔ جو بااختیار ہوگی اور جو ایک ایک قانون کو تبدیل کرتی جائے گی اور حکومت اس ایک ایک قانون کو نافذ کرتی جائے گی۔ ابھی وہ جہاں سے نکل کر

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

تین میل گئے ہوں گے کہ مذہبی وزارت کا نمائندہ یہاں آگیا۔ یہ چٹھی ہے مذہبی وزارت کی اور انہوں نے تمام باتوں پر لکھ کر اتفاق کیا ہے۔ آپ نے کہا' اس پر ہم پہلے سے کام کر رہے تھے۔ آپ نے ہماری رہنمائی کی اور انہوں نے آج ہی کہا کہ اس میں تو ہے کہ کمیٹی بنائیں گے۔ آپ ابھی کمیٹی کے نام دیں۔ میں نے آپ کی طرف سے الاخوان کی طرف سے' تین بندے نامزد کردیئے۔ مقبول احمد شاہ صاحب' کرنل بشیر احمد صاحب اور ڈاکٹر رفیق احمد صاحب۔ یہ تین ہمارے نمائندے ہوں گے باقی وزارت مذہبی امور کے ماہرین ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز یہ کمیٹی بلا تاخیر اپنا کام شروع کردے گی۔

مارچ کے پہلے ہفتے تک کی ڈیٹ دی ہے۔ جنوری اور فروری کا مہینہ آپ کے پاس ہے۔ ایک ہفتہ مارچ کا آپ کے پاس ہے۔ ہفتے میں ہمیں نتائج درکار ہوں گے۔ اور الٹی میٹم دیا ہے تحریری۔ اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوا تو آپ پر ذمہ داری ہوگی۔ ہمارا کیمپ یہیں ہے اور ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ اسلام نافذ ہوگا تو کیمپ برخواست ہوگا۔ یہ سب اللہ کی رحمت اور آپ تمام دوستوں کی پر خلوص قربانی کا نتیجہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کریم کا احسان ہے۔ اس نے آپ لوگوں کو میرے سمیت' مجھ جیسے خطا کار سمیت سعادت بخشی کہ رہتی دنیا تک تاریخ میں یہ بات رقم ہو جائے گی کہ چند سرفروشوں نے ملک کی تقدیر بدل دی تھی۔ آج تک لوگوں نے اقتدار کی خواہش کی' حکومت کی خواہش کی' حکومت سے مفادات کی خواہش کی لیکن الحمد للہ 'اللہ نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ ہم نے صرف اور صرف اسلام کی آرزو کی۔

ہم نے اللہ کے ان بندوں کا مقدمہ لڑا جس کی کوئی نہیں سنتا۔ بے نواؤں اور مسکینوں کا مقدمہ لڑا' بھوکوں اور مظلوموں کا مقدمہ لڑا۔ دیہاتوں میں' جنگلوں میں' ویرانوں میں پڑے ہوئے لوگوں کا' چوروں' ڈاکوؤں کی زد پر پڑی ہوئی قوم کا' اور عزت و آبروؤں کی' قحط میں پڑے ہوئے گرے ہوئے لوگوں کا' بے کسی' بے بسی اور بے نوائی کی دلدل میں پھنسی ہوئی قوم کا مقدمہ لڑا۔ اور الحمد للہ ہمیں اس میں کامیابی نصیب ہوئی۔ اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں جنرل پرویز مشرف کا' اللہ اسے اور توفیق عطا کرے' میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان تمام حکومتی ارکان کا' وزراء کا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان تمام فوجی جرنیلوں کا' جنہیں اللہ نے یہ سعادت بخشی' اور انشاء اللہ العزیز وہ یہ کام کریں گے۔ اور رہتی دنیا تک' دنیا و آخرت کی سربلندی ان کے نصیب میں آئے گی۔ مورخ یہ لکھنے پر مجبور ہوگا۔ تاریخ یہ کہنے پر مجبور ہوگی۔ آنے والی نسلوں کو بتائے گی کہ کس طرح سے چند بچوں' چند نوجوانوں' اور چند ضعیفوں نے' بیماروں نے اس ملک کی تقدیر کو نہیں عالم اسلام کی تقدیر کو ایک موڑ دیا۔ عالم انسانیت کی تاریخ کو ایک رخ دیا۔ اور وطن عزیز میں نفاذ اسلام کا عملاً" نمونہ جب سامنے آئے گا اسلام کے مطابق جب ہر بچے کو تعلیم کا حق ملے گا' بیمار کو دوا ملے گی ہر ظالم کو ظلم سے روک دیا جائے گا اور مظلوم کی دادرسی ہوگی۔ اللہ کی قسم' انسانیت ایک بار پھر تڑپے گی محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے لئے۔

انشاء اللہ العزیز نہ صرف برصغیر بلکہ روئے زمین پر احیائے اسلام ہوگا۔ میں مبارک دیتا ہوں آپ سب کو کہ اللہ نے یہ عظیم سعادت آپ کے حصے میں کی۔ اس میں وہ لوگ موجود ہیں جو جہاں موجود نہیں لیکن اس کاز کے لئے کہیں بیٹھے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ اس میں سارے وہ شریک ہیں جنہوں نے ایک روپیہ بھی اس کیمپ کی بقا کے لئے خرچ کیا۔ اس میں سارے وہ شریک ہیں جن کے مشورے' آراء خلوص اور سارے وہ بھی جو اور کچھ نہ کر سکے لیکن دردِ دل سے دعا کرتے رہے۔ وہ سارے اس سعادت کے حصہ دار ہیں۔ عمارتیں جب بنتی ہیں تو نظر آنے والی اینٹیں بھی ہوتی ہیں اور ایسے بے شمار پتھر بھی ہوتے ہیں جو ساری عمارت کو اٹھا کر کھڑے ہوتے ہیں جو نظر نہیں آتے۔

اس تحریک میں بھی ایسے بے شمار لوگ ہیں جو محنتیں کرتے کرواتے جاں جان آفریں کے سپرد کر گئے۔ اور یہ خواہش لیکر گئے کہ اس انقلاب میں ہم بھی شریک ہوتے۔ کرنل محبوب خاں کو ہی لے لیجئے' اللہ اس پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ اس کاوش میں' اس کوشش میں اس اجتماع میں ہی جان دی۔ اور وہ باہر پڑا ہوا اس وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ کیسے عجیب لوگ تھے راہ میں دفن ہونا قبول کر لیا۔

سو الحمد للہ یہ ہماری جیت نہیں' یہ حق کی جیت ہے اور یہ کسی کی ہار نہیں اور جنہوں نے مانا ہے ان کی بھی جیت ہے۔ مطالبہ کرنے والوں کی جیت ہے اللہ کے دین کی جیت ہے اور جنہوں نے مطالبہ قبول کیا ہے ان کی بھی فتح ہے۔ میں ان کے حق میں آپ سے گزارش کروں گا۔ ضرور دعا کیجئے اور دعا کرتے رہئے۔ ہمارے اس کیمپ کی اختتامی تاریخ ہماری وہ کمیٹی دے گی جو ان کے ساتھ کام کرے گی۔ وہ کام کرکے دیکھے گی۔ ان کو جانچے گی پرکھے گی۔ اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

اسے جب تسلی ہوگی کہ ہمارے یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے تب یہ کیمپ ختم ہو گا خدا نہ کرے یہ سیاسی چال ہو، مجھے اس کی امید نہیں ہے لیکن جب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا خیمہ نشینوں پر ہر لمحے ہزاروں رحمتیں نازل ہوں گی۔ ہم اپنی یہ سعادت نہیں چھوڑیں گے انشاء اللہ العزیز کیمپ میں پروگرام بن جائیں گے۔ کیمپ کمانڈر میں عرض کر رہا ہوں۔ لوگ جو مجبور ہوں گے وہ جائیں گے۔ کچھ دوسرے جو ان کی جگہ آجائیں گے۔ کچھ رہیں گے کچھ جائیں گے یہ ایک تسلسل رہے گا جب تک ہمیں تسلی نہیں ہو جاتی۔ اور ہماری نامزد کمیٹی کہہ نہیں دیتی کہ اب ایسی مزید کیمپنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے اس میں نعمتیں عام کر دی ہیں، رحمتیں عام کر دی ہیں اور بے شمار لوگوں کو مراقبات کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ جاری رکھیں اور اللہ کی نعمتوں سے جھولیاں بھرتے رہیں۔ مجھے آپ کو یہی چند باتیں بتانا تھیں۔

وزارت مذہبی امور سے جو خط آیا ہے وہ یہ موجود ہے اور میں نے جواب لکھا ہے وہ میں سنا دیتا ہوں۔ "آپ کا گرامی نامہ ملا بہت خوشی ہوئی۔ اللہ کریم آپ کو، حکومت کو، ہم سب کو توفیق دے کہ وطن عزیز پر اسلام کا حیات آفریں نظام نافذ کیا جائے۔ جیسا کہ تجویز ہے اور آج کی مقرر کردہ وفاقی حکومت کی ملاقات میں بھی طے پایا۔ کہ تین آدمیوں کے نام جو ان سے مل کر کام کریں گے وہ یہ ہیں۔ کرنل بشیر احمد، میجر مقبول احمد کھگہ، ڈاکٹر رفیق احمد غنچہ۔ یاد رہے یہ کام حکومت مارچ کے پہلے ہفتے میں کرے اور عملاً اس کا نفاذ کیا جائے ورنہ میں الٹی میٹم دیتا ہوں کہ بعد کے نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔"

الحمد للہ، اللہ نے آپ کی محنت قبول فرمائی، اپنا مجاہدہ پوری قوت سے جاری رکھئے، اور ذکر اذکار کی نورانی محفلوں کو جاری و ساری رکھئے، اس کیمپ کو آباد رکھئے اور انشاء اللہ یہ ہمیشہ کے لئے آباد ہو گا۔ خیموں کی جگہ گھر بن جائیں گے۔ یہ وہ بنیادی ولیج (دیہات) ہو گا جو ہمیشہ کے لئے روئے زمین پر ایک نشان ہو گا کہ یہ جگہ ہے جہاں سے نفاذ اسلام کی تحریک کی ابتداء ہوئی تھی۔ یہ جنگل جو آباد ہوا ہے انشاء اللہ ہمیشہ آباد رہے گا۔ دعا کیجئے اللہ ہمیں بھی استقامت دے اور ان حکمرانوں کو بھی اپنے کرم سے اپنے فضل سے حوصلہ دے کہ وہ بین الاقوامی سیاست کا مقابلہ کر سکیں۔ ہمت دے کہ یہ نظام باطل کے دباؤ کو برداشت کر سکیں اور ان کی مدد فرمائے یہ عالم کفر کے مقابلہ میں ڈٹ کر کھڑے ہو سکیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

چکوال سے نیویارک تک پھیلے مراکز کو ہدایات' تعلیمی اداروں اور شفاخانوں کی نگرانی' حسابات کی پڑتال' ذمہ داروں کا تقرر' محتاجوں کی مدد لنگر کا انتظام' رشتہ داروں سے التفات' شعر کی ریاضت' اپنے قلم سے تمام خطوط کے جواب' خطبہ اور مسلسل سفر۔ آدمی کیا ایک دریا ہے' سیراب کرتا' پیاس بجھاتا' ہریالی اگاتا اور منظروں کو دلاویزی عطا کرتا ہوا۔

سرگودھا چکوال روڈ پر خیمہ زن ان لوگوں کے معاملے کو معمول اور مذاق نہ سمجھا جائے۔ یہ ساٹھ ستر برس پہ پھیلی ہوئی تحریک کا ثمر ہیں مولانا اللہ یار نے بنیادیں اٹھا دی تھیں مولانا اکرم اعوان نے وسعت بخش دی تین لاکھ سیاسی کارکن بھی طوفان اٹھا سکتے ہیں مگر یہ لوگ تو پہاڑوں کی طرح اٹل ہیں میرا بیٹا دسویں کا طالب علم اور ان کے سکول میں طلبہ کا امیر (چیف پراکٹر) ہے کل رات اس نے اپنی ماں کو فون کیا کہ اسے اس جہاد میں شرکت کی اجازت دی جائے اللہ کا شکر ہے کہ گھر میں کوئی ہراساں اور خوفزدہ نہ تھا مگر ایک بار سناٹا چھا گیا اور بات کھلی کہ معاملے کی نوعیت کیا ہے۔

رہ گئی سیاست اور نفاذ اسلام کے لئے فوج سے تصادم کی بات تو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ اصحاب رسول' باہم اختلاف کرتے تھے اہل علم کو جوانمردوں کے جواں مرد عبداللہ بن زبیر کے سیاسی فیصلوں سے اختلاف تھا تو ان سے کیوں نہیں' خود میری رائے بنیادی طور پر مختلف ہے امریکہ بہادر "بنیاد پرستوں" سے فوج کا تصادم چاہتا ہے تین ماہ قبل جماعت اسلامی سے ٹکراؤ کی منصوبہ بندی تھی لیکن ادراک کرنے والوں نے ادراک کر لیا اب وہ اس صورتحال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر سکتے ہیں یوں بھی شاید یہ فصل کاٹنے کا نہیں بوائی اور آبیاری کا موسم ہے........ لیکن تمسخر؟ اللہ کے ان اجلے بندوں کا تمسخر؟ اس گناہ کے لئے گنواروں بے علمی اور پتھر کا دل چاہیئے۔

اللہ نہ کرے کہ ان درویشوں کا لہو زمین پر گرے لیکن اگر ایسا ہوا تو بخدا صدیوں تک اس کا ماتم کیا جائے گا اور ہزاروں سالوں پر پھیلی ان گنت داستانیں ہیچ ہو جائیں گی وہ مولوی اور سیاسی لیڈر نہیں ہیں ان کی منزل اقتدار نہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ کبھی خسارے کا سودا کرتے ہی نہیں وہ ہارنے کے لئے کوئی جنگ کبھی نہیں لڑتے اور قتل کر دیئے جائیں تب بھی وہی سرخرو ہوتے ہیں ان کے قاتل روسیاہ ہو جاتے ہیں اور ان پر ہنسنے والے ہمیشہ روتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ میں انہیں جانتا ہوں اور لوگ جانتے نہیں ہیں۔

ماہنامہ "المرشد" لاہور

ماہنامہ "المرشد" لاہور محرم ۱۴۰۰ھ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا مرکزی عنوان تو "تزکیہ نفس" ہے۔ "تزکیہ نفس' اصلاح باطن" کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت کے مطابق صحیح اسلامی تصوف پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ نفاذ دین کے لئے جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس حوالے سے الاخوان کے پلیٹ فارم سے امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان کے افکار پڑھیے۔

آیئے! المرشد کے مستقل خریدار بن کر اپنی صلاحیتوں کو علمی وفکری ارتقاء بخش کر میدان عمل میں دین اللہ کے نفاذ کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں۔

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ "المرشد" اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون نمبر 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

لیکن امت کی پوری تاریخ میں ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی امام ابن تیمیہ نے ایسی تمام کاوشوں کا جائزہ لے کر یہ بتایا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ایسا کوئی اقدام کامیابی پر منتج نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد امت ہمیشہ انتشار اور بدامنی میں مبتلا ہوئی اور فائدے کی بجائے نقصان ہوا۔

اب ایک دوسرے پہلو سے دیکھیے' آج اگر ایک گروہ کو یہ حق دے دیا جائے کہ وہ اسلام آباد پر چڑھ دوڑے تو کل دوسرے گروہوں کو کس دلیل کی بنیاد پر اس سے روکا جا سکتا ہے کیا اس ملک میں ایسے بے شمار گروہ موجود نہیں جو نفاذ اسلام کے متمنی ہیں اور ان کی افرادی قوت بھی آپ سے کم نہیں اس کے بعد اس ملک کا جو حشر ہوگا اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں' پھر یہ سارا مطالبہ اس غلط فہمی پر مبنی ہے کہ اسلام دو اور دو چار کی طرح کسی نظام کا نام ہے جو جنرل پرویز مشرف کے دراز میں پڑا ہے اور وہ اسے نافذ نہیں کر رہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہفتے میں اسلام نافذ کر سکتے ہیں وہ یا تو اس بات کا ادراک نہیں رکھتے یا پھر لوگوں کا جذباتی استحصال کرتے ہیں۔

میرے خیال میں دین اور عقل عام دونوں آپ کے اس اقدام کی تائید نہیں کرتے ایسے اقدامات کا نتیجہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ اللہ کی یہ زمین اس کے نیک بندوں سے خالی ہو جائے جنہیں سیدنا مسیحؑ نے زمین کا نمک کہا ہے۔

آپ کے کرنے کا کام وہی ہے جو آپ کر رہے ہیں آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے کہ اسلام ناموں کی تبدیلی کا نام نہیں یہ حکمرانوں کی تبدیلی کا نام نہیں اسلام دلوں کی تبدیلی کا نام ہے "اگر آپ یہ کام کر گزرے اور لوگوں کے دل فی الواقعہ تبدیل ہو گئے تو وہ انقلاب جمہوری راستے ہی سے آئیگا جس کے آپ خواہش مند ہیں اگر کوئی قوم کی اخلاقی تعمیر ہوگئی تو وہ غلط افراد کا انتخاب نہیں کرے گی آپ اس کی جدوجہد کریں مثبت تبدیلی کا یہی ایک راستہ ہے اس کے علاوہ ہر اقدام اور ہر لمحہ عمل تباہی اور بربادی کا پیغام ہے اس پر ہماری تاریخ اور عقل عام کی گواہی ثبت ہے۔ آپ لوگوں سے موت کی نہیں زندگی کی بیعت لیجئے کوئی تو ہو جو انہیں زندگی کا پیغام دے۔

موت کی بیعت

پچھلے صفحات میں روزنامہ "جنگ" کے کالم نگار خورشید ندیم نے جو نکات اٹھائے' اس حوالے سے امیر محمد اکرم اعوان کا مدلل جواب پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

امیر محمد اکرم اعوان

11 دسمبر کو روزنامہ جنگ کے ادارتی صفحہ پر عنوان بالا کے تحت کالم پڑھ کر یہ احساس ضرور ہوا کہ الحمدللہ مسلمانوں میں دین کے موضوع پر بات کرنے کا حوصلہ بھی ہے اور ایک حد تک شعور بھی اور جہاں تک عقل کی بات ہے تو غالباً" ہر عقل اپنی ایک رائے رکھتی ہے اور اس رنگا رنگی کو دین کے حصار میں ہی روکا جا سکتا ہے۔ کسی ایک فرد کے "خیال میں" جو آئے وہ درست نہیں مانا جا سکتا۔ میں کالم نویس نہیں ہوں اور نہ ہی ادیب ہونے کا دعویٰ ہے لہٰذا میری تحریر شاید اس پائے کی نہ ہو مگر چند سوال جو اس موضوع پر اٹھائے گئے ہیں ان کی صرف وضاحت کروں گا۔ شاید سب سے بڑا اعتراض یہ ہے "میں نے بارگاہ نبویؐ کی اجازت سے مہر نبوت کا علم بلند کیا ہوا ہے۔" تو گزارش یہ ہے کہ چند سال قبل جب یہ جھنڈا ابنا تنظیم بنی تو لاہور کے پہلے اجلاس میں اس کی وضاحت کی گئی۔ الاخوان کے لٹریچر اور بے شمار انٹرویوز میں یہ بات موجود ہے آپ کو بہت دیر بعد خبر ہوئی تو گزارش ہے کہ "دلائل السلوک" نقشبندیہ اویسیہ کی لاہور لائبریری سے طلب فرما کر شرعی دلائل ملاحظہ فرما لیجئے اور عملاً "سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ روحانی طور پر طالب کو بارگاہ نبویؐ میں پیش کر کے اس کی روحانی بیعت کرواتا ہے اور اس مقام عالم تک رسائی کے لئے اس کی تربیت کرتا ہے۔ یہ کام آج بھی جاری ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں خوش نصیب اس سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں اور آپ مشاہدہ کرنا چاہیں تو اس رمضان المبارک میں ان دنوں منارہ تشریف لائیں۔ ان ہزاروں خیمہ زن لوگوں سے ملیں ان کی سابقہ اور موجودہ زندگی کا موازنہ کریں اور اللہ آپ کو توفیق دے تو خود یہاں ڈٹ جائیں اور اس سعادت سے بہرہ ور ہونے کی سعی کریں۔ لب ساحل سے 'موجوں سے لڑنے والوں کا مذاق غیر دانشمندانہ بات ہے۔

اب رہے آپ کی فقہی تحقیق۔ ماشاء اللہ کیسی خوبصورت بات ہے کہ اب دین پر عمل کے لئے کالم نگار حضرات سے فتویٰ حاصل کرنا ہوگا یا یہ کیا خوش نصیبی ہے کہ بغیر طلب کے فتویٰ صادر ہو جاتا ہے۔ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے جن سوالوں کو متعین فرما کر فتوے دیا ہے ان کا سرے سے وجود ہی نہیں۔ سوال نہ حکومت سے جھگڑے کا ہے نہ عوام سے لڑائی کا ہے نہ بغاوت اور خروج ان معنوں میں ہے کہ حاکم نیک ہے نہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں آباد خیمہ بستی کے حوالے سے خصوصی اشاعت

یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ نصف صدی سے زائد عرصہ سے کافرانہ اور ظالمانہ نظام کے چنگل میں ہے۔ حکومت جو بھی ہے اب اس نو آبادیاتی نظام کو ختم کر کے قرآن و سنت کا عادلانہ نظام نافذ کرے۔ اب تک "غضب کیا جو تیرے وعدوں پہ اعتبار کیا" کا شکار رہے۔ اب مزید اعتبار کرنے کو جی نہیں مانتا۔ اس کے لئے جان دینی پڑی تو ہم سمجھیں گے ہماری جان اپنی قیمت پا گئی انشاء اللہ العزیز۔ کالم نویس فرماتے ہیں کہ اسلام دو اور دو جمع کی طرح دراز میں نہیں پڑا تو کیا موجود غیر اسلامی' سودی اور نو آبادیاتی نظام کی شقیں دراز میں پڑی ہیں جہاں سب آسائشیں دولت مندوں کے لئے اور ہر مشکل غریبوں کے حصے میں ہے۔ ایک طبقے کے سکول خاص' جس سے غرباء محروم اور غرباء پر ظالمانہ ٹیکس اور امراء کے قرضے معاف' غریب کو بے گناہ ثابت ہونے میں عمر لگے اور دولت مند دنوں میں ہر طرف سے بری ہو کر بیرون ملک لوٹ کر جمع کرائی گئی دولت پر عیش کرے۔ حضور وہاں ان زار کا تقاضا یہی ہے کہ اس ظلم کو روکا جائے۔ موت کی بیعت کی سنت کفار کو مارنے کے لئے نہ تھی بلکہ ظلم کی اس دیوار کو ڈھانے کے لئے تھی جو بیت اللہ شریف اور نبی کریمؐ کے ہم رکاب عازمین عمرہ کو روک رہی تھی لہٰذا بصد ادب گزارش ہے کہ وہاں ہم موت پر بیعت کر رہے ہیں جو اسلام اور مسلمان کے درمیان کافرانہ نظام کی دیوار کو ڈھانے کے لئے ہے اور انشاء اللہ یہ وقت بتائے گا کہ ہم اپنی بیعت پر وفا بھی کریں گے۔ باقی وضاحت کے لئے ریٹائرڈ پرنسپل حافظ عبدالرزاق صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمالیجئے جو کالم میں اٹھائے گئے سوال کے جواب میں پیش ہیں۔

سیدھی سی بات تھی نظام کافرانہ رہے' قانون کفر کا غالب رہے بس تم مسلمان بننے کی کوشش میں لگے رہو۔ قانون کو نہ چھیڑو یعنی ہیضہ پھیلتا رہے' طاعون پھیلتا رہے' تپ دق پھیلتا رہے' پھیلنے دو پھیلنے دو ان کے پھیلاؤ کو مت روکو بس تم صاف ستھرے کپڑے استری کر کے پہن کر ٹھاٹھ سے رہو۔ معاشی نظام سارا سود پر چلتا رہے۔ ہر شخص کی ہر ضرورت کی ہر چیز میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حرام ضرور ملے۔ یہ حرام کی آمیزش والی خوراک کھاؤ' مشروبات پیو' حرام کی آمیزش والے لباس پہنو' حرام کی آمیزش سے تیار کردہ مکان میں رہو' اطمینان سے اپنے اوپر اسلام نافذ کرتے رہو یا یوں کہیئے کہ رہو چکلے میں بس نماز پڑھتے جاؤ۔ بس اسلام نافذ ہو گیا۔ افسوس یہ تکنیک اللہ کو بھی نہ آئی اور نہ ہی محمد رسول اللہ اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کو! کتنی آسان بات تھی حکم فرما دیا جاتا کہ قانون کفر کو مت چھیڑو بس تم اپنے اپ پر اسلام نافذ کرتے رہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ دانشورانہ فن آیا نہ خلفاء راشدین کو اس کی سمجھ آئی۔ حضور ﷺ کے وصال کے وقت نو لاکھ پچاس ہزار مربع میل پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ خلیفہ اول کے عہد میں 75 ہزار مربع میل علاقہ فتح ہوا' عہد فاروقیؓ میں 13 لاکھ 17 ہزار مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جہاں اسلام کی حکومت قائم ہوئی۔ عہد عثمانی کے دور میں 31 لاکھ 25 ہزار مربع میل علاقہ فتح ہوا اور اس میں اسلامی قانون نافذ ہوا۔ حضرت معاویہ کے عہد میں 15 لاکھ 35 ہزار مربع میل علاقہ فتح ہو کاش انہیں کوئی ایسا خیر خواہ مشیر مل جاتا جو کہتا کہ چپ کر کے کفر کے سائے تلے اپنے اوپر اسلام نافذ کرتے رہو کفر کے قانون کو چھیڑنا دانش مندی نہیں ہے۔

رہی بات اسلام آباد جانے کی تو آپ اس سردرد میں مبتلا نہ ہوں کوئی بھی جانے والا آپ سے اجازت طلب کر کے آپ کو پریشان نہیں کرے گا۔ میں ایک بار پھر عرض کر دوں حکومت کے خلاف بغاوت حصول اقتدار کیلئے ہوتی ہے آپ اس بارے میں فقہی بحث نقل فرما لیں یہاں حکومت کا جھگڑا ہی نہیں۔ ہاں حکومت ظلم بڑھانے کے کام روک کر اس کی جگہ عدل کو لائے۔ ہم اقتدار نہیں مانگتے نہ اپنی ذات کیلئے' نہ کسی اور کے لئے' نہ ہی ہمارا کوئی سیاسی مقصد ہے اور نہ ہی ہماری تحریک زیر زمین ہے۔ ہم تو برملا یہ کہتے ہیں لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر لاکھوں قربانیاں دے کر حاصل کئے اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام نافذ کر دو اور اسی عزم کے ساتھ ہزاروں کلمہ گو جانباز اپنے گھروں سے وداع ہو کر یکم رمضان المبارک سے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں خیمہ زن ہیں کہ اب اسلام آباد میں وہی حکومت کرے گا جو اسلام نافذ کرے گا۔

مجھے جواب الجواب کی ضرورت یا شوق ہے نہ فرصت' یہ محض ایک وضاحت ہے جو آپ کی پسند پر منحصر ہے کہ قبول فرمائیں یا اس کے خلاف جی بھر کر لکھیں۔ میں روحانی بیعت اور فنافی الرسول کے منصب جلیلہ کے حصول کی خاطر آپ کی منارہ میں تشریف آوری کا انتظار کروں گا۔